معبودانِ کفار اور شرعی احکام

(حصہ اول)

تحریر

طارق انور مصباحی

ناشر

اعلیٰ حضرت ایجوکیشنل اینڈ کلچرل سوسائٹی (توپسیا: کلکتہ)

(فاجتنبوا الرجس من الاوثان)

(سورہ حج: آیت 30)

معبودان کفار اور شرعی احکام

(حصہ اول)

تحریر

طارق انور مصباحی

ناشر

اعلیٰ حضرت ایجوکیشنل اینڈ کلچرل سوسائٹی (توپسیا: کلکتہ)

فہرست مضامین

عناوین ابواب ومشمولات ومندرجات

(حصہ اول،حصہ دوم وحصہ سوم)

عناوین ابواب: حصہ اول

عناوین ابواب: حصہ دوم

عناوین ابواب: حصہ سوم

مقدمہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم::الحمد للّٰہ رب العٰلمین

والصلٰوۃ والسلام علٰی شفیع المذنبین وآلہ واصحابہ اجمعین

غیر مومن معبودان باطل کی تعظیم کفر

چند سالوں سے ملک بھر میں مسلمانوں کومختلف طریقوں سے مرتد بنانے کی کوشش تیز ہوچکی ہے۔اس کتاب میں کفار ومشرکین کے غیر مومن معبودان باطل کے احکام مرقوم ہیں۔مقصد یہ ہے کہ کوئی مسلمان بھائی اہرمن ویزدان کی مدح وتعظیم میں مبتلا ہوکراپنا دین وایمان تباہ وبرباد نہ کرے۔حالیہ ایام میں اس بلا میں ابتلا کی خبریں نشر ہوتی رہتی ہیں۔

غیر مومن معبودان کفار کی مدح سرائی کفر ہے۔مدح سرائی سے کفار ومشرکین کے مذہبی جذبات کی تعظیم ہوتی ہےاوران معبودان باطل کی بھی تکریم وتوقیر ہوتی ہے۔کفار کے مذہبی جذبات کی تعظیم بھی کفر ہےاورکفار کے غیر مومن معبودان باطل کی تعظیم بھی کفر ہے۔

واضح رہے کہ حقائق وحالات کا بیان الگ ہےاور مدح سرائی اورقصیدہ خوانی الگ ہے۔احوال وواقعات کا بیان ایسے طرزپر ہوسکتا ہے کہ محض حالات وواقعات کا بیان ہو جائے اور تعظیم وتکریم نہ ہوسکے، بلکہ تذلیل وتقبیح ہوجائے ،لیکن مدح میں تعریف وتعظیم دونوں ہوتی ہے۔دراصل تعریف کومدح کہا جاتا ہےاورتعریف کے ساتھ تعظیم پائی جاتی ہے۔

علامہ میر سید شریف جرجانی نے رقم فرمائی:(**المدح هو الثناء باللسان على الجميل الاختياری قصدًا**)(کتاب التعریفات:ص219-مکتبہ لبنان بیروت)

ترجمہ:مدح:اختیاری خوبی پرزبان سے قصداً تعریف کرنا ہے۔

مطلقاً خوبیوں پرتعریف کرنا حمد ہےاورحمد بھی تعظیم کےساتھ ہی ہوتی ہے۔

علامہ سید شریف جرجانی نے رقم فرمائی:(**الحمد هو الثناء على الجميل من**

جهة التعظيم من نعمة وغيرها) (کتاب التعریفات:ص98-مکتبہ لبنان بیروت)

ترجمہ:حمد:خوبی پرتعظیم کے طور پرتعریف کرنا ہے،نعمت کے بدلے اور بلانعمت کے۔

علامہ میر سید شریف جرجانی حنفی(۷۴۰ھ-۸۱۶ھ) نے رقم فرمائی:**(الحمد اللغوی:هو الوصف بالجميل علٰى جهة التعظيم والتبجيل باللسان وحده)**

(کتاب التعریفات:ص98-مکتبہ لبنان بیروت)

ترجمہ:حمد لغوی:صرف زبان سے خوبی پرتعظیم کے طور پرتعریف کرنا ہے۔

مدح:(۱)تعریف،توصیف،ستائش(۲)وہ نظم جس میں کسی کی تعریف کی گئی ہو۔

(فیروز اللغات:ص1219-فیروز سنز کراچی)

اظہار حقیقت الگ ہے اور مدح وستائش الگ ہے۔اظہار حقیقت کبھی تعظیم وتوقیر کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی تعظیم وتوقیر سے خالی ہوتا ہے اور کبھی تحقیر وتذلیل کے ساتھ ہوتا ہے ،جب کہ مدح وستائش کے ساتھ ہمیشہ تعظیم وتکریم پائی جاتی ہے۔مدح سرائی تعظیم وتوقیر سے خالی نہیں ہوتی ہے،نیز یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ مدح وستائش کا اسلوب جداگانہ ہوتا ہے۔

فرعون مصر کا بادشاہ اور معبود تھا۔وہ خود بھی اپنی معبودیت کا اقرار واعلان کرتا تھا۔

(الف) اگر کہا جائے کہ فرعون مصر کا بادشاہ اور عظیم لشکر والا تھا،پھر بھی عذاب الٰہی سے نہ بچ سکا تو یہ اظہار حقیقت فرعون کی تحقیر وتذلیل کے ساتھ ہے۔

(ب) اگر کہا جائے کہ فرعون کا وجود اہل مصر کے لیے بابرکت وجود تھا تو یہ اس کی مدح وستائش ہے۔اس میں تعظیم وتکریم کا پہلو نمایاں ہے،اور معبود باطل کی تعظیم کفر ہے۔

(ج) اگر کہا جائے کہ فرعون مصر کا بادشاہ تھا اور اس جملہ سے محض اظہار حقیقت مقصود ہو،قرائن حالیہ وقرائن مقالیہ بھی تعظیم وتوقیر پر دلالت نہ کریں تو یہ محض اظہار حقیقت ہے۔یہ تعریف وتوصیف یا تقبیح وتذلیل کو متضمن نہیں۔اظہار حقیقت کبھی تعظیم وتذلیل دونوں سے خالی ہوتا ہے۔معبودان باطل کی تعظیم کفر ہے،ان کے احوال واقعیہ کا بیان کفر نہیں ہے۔

معبود باطل کی مدح وستائش اس کے پرستاروں کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کرتی ہے اور اس کے پجاریوں کو اپنے باطل عقیدہ میں استحکام کا سبب بنتی ہے، لہٰذا معبود باطل کی مدح وستائش کفر ہے۔محض اظہار حقیقت یا تحقیر وتذلیل کے ساتھ اظہار حقیقت کفر نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''کفار کے مذہبی جذبات اوران کے دیوتاؤں اور پیشواؤں کوعزت دینا صریح کلمہ کفر ہے: قال اللہ تعالیٰ: **ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لايعلمون** ۔عزت تو خاص اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لیے ہے،مگر منافقوں کوخبر نہیں۔

ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں اور مذہبی جذبات کا اعزاز درکنار، جوان کے کسی فعل ہی کی تحسین کرے، باتفاق ائمہ کافر ہے۔غمز العیون والبصائر میں ہے: **من استحسن فعلا من افعال الكفار كفر باتفاق المشائخ** ۔ان لوگوں پر فرض ہے کہ ایسی باتوں سے توبہ کریں،تجدید اسلام کریں،تجدید نکاح کریں: واللہ تعالیٰ اعلم''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم:ص125-126-رضا اکیڈمی ممبئی)

امام ابوعبداللہ قرطبی مالکی (م ۶۷۱ھ) نے رقم فرمایا: **(فأما ما يضاف إليه من قولهم:تلك الغرانيق العلا-فكذب على النبى صلى الله عليه وسلم-لان فيه تعظيم الاصنام، ولا يجوز ذلك على الانبياء)**

(تفسیر قرطبی: جلد 12 ص 86-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: جوحضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے،یعنی لوگوں کا قول (تلک الغرانیق العلی)، پس یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا ہے، کیوں کہ اس میں بتوں کی تعظیم ہے اور یہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے جائز نہیں۔

قصہ غرانیق جھوٹی روایت ہے، کیوں کہ اس میں بتوں کی تعظیم ہے اور بتوں کی تعظیم حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے لیے جائز نہیں، نہ ہی امتیوں کے لیے جائز

ہے۔قصہ غرانیق میں بتوں کی تعریف ومدح سرائی تھی۔منقولہ بالاعبارت میں اسی مدح سرائی کوتعظیم سے تعبیر کیا گیا ہے،یعنی بتوں کی توصیف ومدح سرائی بتوں کی تعظیم ہے۔

بعض انبیائے کرام وملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور بعض مومنین صالحین کوبھی مشرکین نے اپنا معبود بنالیا ہے، وہ موضوع بحث نہیں۔ یہ نفوس قدسیہ قرآن مقدس کی آیت طیبہ (وللّٰہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین)(سورہ منافقون: آیت 8) کے سبب حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ان نفوس قدسیہ کی کی تعظیم وتوقیر کی جائے گی۔قرآن وحدیث میں مومنین صالحین وحضرات انبیائے کرام وملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر کا حکم ہے۔

یہاں موضوع بحث غیر مومن معبودان کفار ہیں۔خواہ ان کا وجود ہی فرضی وخیالی ہو، یا وہ حقیقی مخلوقات میں سے ہوں،لیکن مومن نہ ہوں، پس وہ قابل تعظیم نہیں۔غیر مومن معبودان باطل کی تعریف وتوصیف ان کی تعظیم ہے اور غیر مومن معبودان باطل کی تعظیم وتکریم کفر ہے۔

اس مبسوط رسالہ میں غیر مومن معبودان کفار اور کفار ومشرکین سے متعلق مختلف قسم کے شرعی احکام کا بیان ہے۔دونوں حصوں میں کتھائی مجلس کے تین فیصلوں پر تبصرہ بھی مرقوم ہے، کیوں کہ کتھائی مجلس کے بعض فیصلوں سے رام بھکتی کا حیلہ فراہم ہوتا ہے۔ایک فیصلہ میں بتایا گیا کہ جب معبودان ہنود کا وجود ہی نہیں تو ان کی تعریف بھی نہیں ہوگی۔سوال ہے کہ مشرکین مکہ کے معبودان باطل بھی فرضی تھے تو کیا ان کی عبادت بھی عبادت نہیں ہوگی؟

کتھائی خطاب کے تین فیصلے اور رسالہ صغریٰ

کتھائی خطاب کے تین فیصلوں اور ایک رسالہ کے مشمولات ومندرجات پر رسالہ حاضرہ میں بحث ہے۔تینوں فیصلوں اور رسالہ موصوفہ کا اجمالی خاکہ درج ذیل ہے۔

ایک فتویٰ میں خطاب پر حکم کفر نافذ کیا گیا ہے،اسے فیصلہ اول سے تعبیر کیا گیا ہے۔

دوفتویٰ میں حکم کفر کوتسلیم نہیں کیا گیا ہے۔فیصلہ دوم وفیصلہ سوم سے یہ فتاویٰ مراد ہیں۔

رسالہ میں بھی حکم کفر کو تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔اس کی تعبیر رسالہ صغریٰ سے کی گئی ہے۔

فیصلہ سوم میں بتایا گیا ہے کہ جب رام کا وجود ہی نہیں ہے تو اس کی مدح وتعریف پر کوئی حکم شرعی وارد ہی نہیں ہوگا۔سوال ہے کہ فرضی وخیالی معبودان باطل جیسے مجوسی معبودان یعنی اہرمن ویزدان کا وجود ہی نہیں تو ان خیالی معبودان کی عبادت پر حکم کفر وارد ہوگا یا نہیں؟

فیصلہ سوم اور رسالہ صغریٰ میں حیثیت کی بحث کی گئی ہے۔رسالہ حاضرہ کے باب سوم سے باب ہفتم تک متعدد اسلوب میں اس بات کی وضاحت ہے کہ غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں۔غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم کفر کی تعظیم ہے اور کفر کی تعظیم کفر ہے۔اسی طرح معبودان کفار کی تعظیم کفر ہے۔کسی کی مدح وستائش اس کی تعظیم ہے اور حقیقی احوال کا بیان جداگانہ ہے۔حقیقی احوال مثلاً کسی غیر مسلم کی سخاوت وفیاضی کا بیان اس کی تعظیم کے طور پر بھی ہوسکتا ہے اور کبھی ترغیب اسلام یا کسی اور مقصد کے لیے بھی۔

فیصلہ دوم وفیصلہ سوم میں بتایا گیا ہے کہ کتھائی مجلس کے خطاب میں غیر مسلمین کے خیالات کو نقل کر کے ان پر حجت قائم کی گئی ہے،لہٰذا خطیب پر کوئی حکم وارد نہیں ہوگا،حالاں کہ کفریہ اقوال کو نقل کرنے کے خاص شرائط ہیں۔ان شرائط کے فقدان کے وقت شرعی حکم وارد ہوگا۔ان شرائط ونقل کی چار صورتوں کی تفصیل حصہ دوم:باب شانزدہم میں مرقوم ہے۔

شب معراج اقدس کو حصہ اول نشر کیا جارہا ہے،تاکہ سید السادات علی الاطلاق افضل الخلائق بالاتفاق شفیع محشر حبیب داور مالک کونین رسول ثقلین حضور اقدس سیدنا وسندنا ومولانا محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا اس بابرکت شب کو مجھ گداگر کے کشکول میں دونوں جہاں کے حسنات وبرکات اور سعادات وانعامات عطا فرمادیں اور ہم کائنات عالم سے بے نیاز ہوجائیں۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وآلہ العظیم

طارق انور مصباحی

شب معراج اقدس:1445 مطابق 07:فروری 2024=شب:پنج شنبہ

باب اول

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

فقہی اصول وضوابط اور کلامی مسائل

عہد حاضر میں کلامی مسائل کو فقہی اصول وقوانین سے حل کرنے کا ایک جدید سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔اس سلسلہ پر بند باندھنا ضروری ہے۔کتھائی مجلس کے فیصلوں میں بھی بلا تأمل فقہی اصول وقوانین کا استعمال کیا گیا ہے، حالاں کہ وہاں ایمان وکفر کی بات ہے اور اس مسئلے کا تعلق باب اعتقادیات سے ہے۔گرچہ ایمان وکفر کے مسائل کا ذکر فقہی کتابوں میں بھی ہوتا ہے،لیکن ایمان وکفر کے مسائل کا تعلق علم عقائد سے ہے، نہ کہ علم فقہ سے۔

اس کی تفصیلی بحث حصہ سوم میں ہے۔حصہ اول میں محض دو مثالوں کے ذریعہ یہ واضح کیا گیا ہے کہ فقہی اصول وقوانین سے کلامی مسائل حل نہیں کیے جا سکتے ہیں۔

کتھائی خطاب کے فیصلہ سوم کی عبارت

کتھائی خطاب کے فیصلہ سوم میں مرقوم ہے:''پھر بطور تنزل مان لیا جائے کہ اعظمی صاحب نے رام کی تعریف وتوصیف کے یہ الفاظ ڈاکٹر اقبال کی زبان میں ہندوؤں کے Intellectual طبقہ کی ترجمانی کے طور پر نہیں ،خود اپنی طرف سے کہے ہیں تو تعریف وتوصیف کے الفاظ اس بنیاد پر کہے ہیں کہ:اس نے نفرت کو کوئی سندیش انسانیت کو نہیں دیا، بلکہ نفرت کے مقابلے میں محبت کے بادل برسائے ،جیسا کہ خود کہا ہے:

میں اسی رام کو جانتا ہوں جس نے نفرت کا کوئی سندیش انسانیت کو نہیں دیا۔نفرت کے مقابلے میں محبت کے اس نے بادل برسائے۔..................

اب اگر کوئی رام واقعتاً ایسا ہے تو یہ اس کی تعریف ہوئی اور نہیں ہے تو اس کی تعریف

نہیں ہوئی ،جس کی نظیر فقہ کا یہ مسئلہ ہے کہ: کسی کی بڑی چھوٹی دولڑکیاں ہوں۔بڑی کا نام عابدہ اور چھوٹی کا نام زاہدہ ہو،اور باپ نکاح کے وقت یہ الفاظ ادا کرے کہ:

میں نے زاہدہ اپنی بڑی لڑکی کا نکاح کیا تو نکاح بڑی چھوٹی کسی سے منعقد نہیں ہوگا۔

فتاویٰ عالم گیری ج 1:ص 270:مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور میں ہے:

(لرجل بنتان کبری عائشة وصغری فاطمة–وقال:زوجت ابنتی الکبری فاطمة–لا ینعقد علی احداهما–کذا فی الظهیریة)

کسی آدمی کی دو بیٹیاں ہوں۔بڑی کا نام عائشہ ہو،چھوٹی کا نام فاطمہ۔وہ کہے کہ میں نے اپنی بڑی بیٹی فاطمہ کا نکاح کردیا تو عائشہ وفاطمہ کسی کا نکاح منعقد نہیں ہوگا،جیسا کہ ظہیریہ میں ہے:**(لانه لیس له ابنة کبری بهذا الاسم)**

کیوں کہ اس نام سے اس کی کوئی بیٹی نہیں جو بڑی ہو"۔(ص 12)

فیصلہ سوم کی عبارت پر تبصرہ وتجزیہ

علم فقہ کے ظنی واجتہادی جزئیات سے کلامی مسائل کو حل کرنا صحیح نہیں۔اس سے صحیح نتیجہ تک رسائی نہیں ہوسکتی ہے۔علم فقہ کے اصول وقوانین جداگانہ ہیں اور علم عقائد کے اصول وضوابط جداگانہ ہیں۔اس حقیقت کی تفہیم کے واسطے دومثالیں درج ذیل ہیں۔

(1) مجوسی لوگ دوخدا مانتے ہیں۔خالق خیر کو یزدان کہتے ہیں اور خالق شر کو اہرمن کہتے ہیں۔یہ بات بدیہی ہے کہ خدا ایک ہی ہے۔دوخدا کا وجود ہی نہیں ہے۔

چوں کہ مجوسیوں کے عقیدہ کے مطابق یزدان اچھائیوں کو پیدا کرنے والا ہے،پس اگر یزدان کے بارے میں زید کہے:"یزدان نے انسانی دلوں میں نیکی،صداقت،انصاف اور حسن سلوک کا جذبہ پیدا کیا۔انسانوں کو حسن وجمال اور علم وفضل عطا کیا۔انسانوں کے کھانے کے واسطے قسم قسم کے پھل اور اناج پیدا کیا۔اسی نے دنیا کے نیک انسانوں کو جود بخشا

اور انہیں اچھی زندگی عطا کی اور میں اسی یزدان کو جانتا ہوں جو ان خوبیوں کا مالک ہے''۔

جب مفتی سے زید کے بارے میں سوال ہو تو مفتی کہے کہ زید پر کوئی شرعی حکم نافذ نہیں ہوتا ہے اور مفتی اس طرح وضاحت پیش کرے:

''زید نے کہا ہے کہ میں اسی یزدان کو جانتا ہوں جو ان خوبیوں کا مالک ہے۔

اب اگر کوئی یزدان واقعتاً ایسا ہے تو یہ اس کی تعریف ہوئی اور نہیں ہے تو اس کی تعریف نہیں ہوئی۔ جس کی نظیر فقہ کا یہ مسئلہ ہے کہ: کسی کی بڑی چھوٹی دو لڑکیاں ہوں۔ بڑی کا نام خالدہ ہو، اور چھوٹی کا نام ساجدہ ہو، اور باپ نکاح کے وقت یہ الفاظ ادا کرے کہ:

میں نے ساجدہ اپنی بڑی لڑکی کا نکاح کیا تو نکاح بڑی چھوٹی کسی سے منعقد نہیں ہوگا۔

فتاویٰ عالم گیری ج 1 ص 270: مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور میں ہے:

(لرجل بنتان کبری عائشة وصغری فاطمة–وقال: زوجت ابنتی الکبری فاطمة–لا ینعقد علی احداهما–کذا فی الظهیریة)

کسی آدمی کی دو بیٹیاں ہوں۔ بڑی کا نام عائشہ ہو، چھوٹی کا نام فاطمہ۔ وہ کہے کہ میں نے اپنی بڑی بیٹی فاطمہ کا نکاح کر دیا تو عائشہ و فاطمہ کسی کا نکاح منعقد نہیں ہوگا، جیسا کہ ظہیریہ میں ہے: **(لانه لیس له ابنة کبری بهذا الاسم)**

کیوں کہ اس نام سے اس کی کوئی بیٹی نہیں جو بڑی ہو''۔

اس فتویٰ کا مفہوم یہ ہوا کہ چوں کہ ایسا کوئی یزدان موجود ہی نہیں ہے تو اس کی تعریف بھی نہیں ہوئی۔ معبودان باطل کی تعریف وتوصیف قابل اعتراض ہے۔ جب ایسا کوئی یزدان ہے ہی نہیں جو ان خوبیوں کا مالک ہو، بلکہ وہ فرضی ہے تو یہ سب تعریف وتوصیف کالعدم ہوگئی، لہٰذا زید پر کوئی شرعی حکم نہیں ہوگا۔

یہاں مفتی سے تسامح واقع ہوا ہے۔ زید نے جو کہا کہ ہم اسی یزدان کو جانتے ہیں جو ان خوبیوں کا مالک ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ یزدان ہماری نظر میں ان خوبیوں کا مالک

ہے اور ہماری نظر میں یزدان ایسا ہی ہے۔اس کے اس کلام سے یزدان کے وجود یا بیان کردہ صفات کی نفی نہیں ہوئی، بلکہ جو صفات اس نے بیان کیے ہیں، بلیغ انداز میں ان صفات کی متضاد اور منافی صفات کی نفی ہوئی ہے اور زید نے اپنی بیان کردہ صفات کو مؤکد کیا ہے کہ یزدان ایسا ہی ہے اور ہماری نظر میں اس کی مذکورہ صفات ثابت ہیں۔

اردو زبان میں کسی مفہوم کو مؤکد کرنے کے لیے ایسا انداز بیان اختیار کیا جاتا ہے۔زید نے بکر سے کہا کہ مسجد کے امام حافظ خالد صاحب ہر ہفتہ دو تین دن غیر حاضر رہتے ہیں۔بکر نے کہا کہ مسجد کے امام حافظ خالد صاحب ہمیشہ نمازوں کے وقت مسجد میں حاضر رہتے ہیں، وہ کسی نماز کے وقت غیر حاضر نہیں رہتے ہیں اور ہم اسی امام مسجد حافظ خالد صاحب کو جانتے ہیں جو ہمیشہ نمازوں کے وقت حاضر رہتے ہیں۔

بکر کے کلام کا یہ مفہوم ہے کہ زید نے جو کچھ حافظ خالد صاحب کے بارے میں کہا، وہ غلط ہے۔حافظ خالد صاحب ہمیشہ مسجد میں حاضر رہتے ہیں۔بکر کے قول (ہم اسی امام مسجد حافظ خالد صاحب کو جانتے ہیں جو ہمیشہ نمازوں میں حاضر رہتے ہیں) کا یہ مفہوم نہیں کہ جو حافظ خالد صاحب ہمیشہ حاضر نہیں رہتے ہیں، اس کو بکر جانتا نہیں، بلکہ حافظ خالد پر لگائے گئے الزام کو وہ غلط بتا رہا ہے۔دراصل بلیغ انداز میں غلط الزام کی تردید مقصود ہے۔

(2) کوئی دیوبندی کہے: ''اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے، بلکہ جھوٹ بولتا ہے۔اگر جھوٹ نہ بول سکے تو اس کی قدرت میں کمی لازم آئے گی۔میں اسی خدا کو جانتا ہوں جو جھوٹ بول سکتا ہو، اور جھوٹ بولتا ہو''۔(معاذ اللہ تعالیٰ)

اب کوئی سنی اس دیوبندی کو کہے کہ تم اس قول سے کافر ہو گئے، کیوں کہ تم نے اللہ تعالیٰ کو جھوٹا کہا ہے۔(معاذ اللہ تعالیٰ) یہ اللہ تعالیٰ کی توہین ہے اور اللہ تعالیٰ کی توہین کرنے والا کافر ہے، لہٰذا تم کافر ہو۔اسلام سے تمہارا کوئی تعلق باقی نہیں رہا۔

دیوبندی جواب دے کہ جب حقیقت میں اللہ تعالیٰ ایسا ہے ہی نہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی

توہین ہی نہیں ہوئی ،لہٰذا میں کافر نہیں ، پھر وہ دیوبندی مذکورہ بالافتویٰ پیش کرے اور کہے کہ اگر خداواقعتاً ایسا ہو، تب اس کی توہین ہوئی اور خدا ایسا نہیں ہے تو اس کی توہین ہی نہیں ہوئی۔ جب اللہ تعالیٰ ایسا ہے ہی نہیں تو اللہ تعالیٰ کی توہین ہی نہیں ہوئی، جب اللہ تعالیٰ کی توہین نہیں ہوئی تو میں کافر نہیں ہوا۔اب اس دیوبندی کو کیا جواب دیا جائے؟

اگر یہ جواب دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ موجود حقیقی ہے،لہٰذا اللہ تعالیٰ کی صفات صحیحہ کے برخلاف جو کچھ کہا جائے ، وہ غلط ہے اور اہرمن کا وجود ہی ثابت نہیں، کیوں کہ دو معبود محال عقلی ہے،لہٰذا جب ذات ہی ثابت نہیں تو صفات کا انطباق اس پر نہیں ہوگا،پس یہ تعریف وتوصیف اہرمن کی تعریف و مدح قرار ہی نہیں پائے گی، پھر قائل پر حکم کفر کیسے نافذ ہوگا؟

اس جواب پر یہ اعتراض ہوگا کہ اس طور پر فرضی معبودان باطل کی تعریف وتوصیف پر کوئی حکم شرعی وارد نہیں ہونا چاہئے ،جب کہ امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے جن معبودان باطل کے وجود کو فرضی اور خیالی بتایا ہے۔ان کی جے پکارنے کو کفر قرار دیا ہے، کیوں کہ کسی کی جے پکارنا اس کی تعظیم ہے، جیسے ہمارے یہاں کسی کے نام کا نعرہ لگانا اس کی تعظیم ہے۔

جب فرضی وخیالی معبودان باطل کی تعظیم کفر ہے تو فرضی وخیالی معبودان باطل کی تعریف وتوصیف پر بھی حکم شرعی وارد ہوگا۔ جے پکارنا تعظیم ہے تو مدح سرائی بھی تعظیم ہے۔

دراصل فقہی جزئیہ سے کلامی مسئلہ حل کرنے کے سبب یہ معاملہ درپیش ہوا۔فقہ وکلام دو جداگانہ علوم ہیں۔دونوں کے اصول وضوابط جداگانہ ہیں۔ بشر غیر معصوم سے تسامح کا صدور بعید نہیں۔ایسے موقع پر تسامح کا سبب معلوم کرنا ضروری ہے،تا کہ مسئلہ کی تصحیح کی جا سکے۔

بے التفاتی کے سبب کوئی عالم دین کچھ لکھ دے تو وہ ان کا مذہب نہیں ۔لغزش وخطا اور مذہب میں فرق ہے۔ جب کوئی مجتہد وفقیہ کسی مسئلہ سے رجوع کرلے تو وہ مسئلہ ان کا مذہب نہیں ہوتا ہے، پھر لغزش وخطا کے سبب بیان کردہ مسئلہ ان کا مذہب کیسے ہوگا۔

جب عالم دین کو اپنی خطا کا علم ہو جاتا ہے تو وہ اس سے رجوع کر لیتے ہیں۔اس سے

واضح ہوگیا کہ کوئی غلط مسئلہ کسی کا مذہب نہیں ہوتا ہے، بلکہ عالم اپنی لغزش سے لاعلمی کے سبب اس سے رجوع نہ کر سکے تھے۔خدانخواستہ کسی عالم دین کو اپنی لغزش وخطا کا علم نہ ہو سکا اور وہ رجوع نہ کر سکے تو بھی وہ غلط مسئلہ غلط ہی رہے گا اور اپنی لغزش وخطا پر مطلع ہوکر رجوع نہ کرنا غلط ہے اور یہ عالم دین کی صفت نہیں ۔لغزش وخطا سے متعلق احکام شرعیہ کی تفصیل ہمارے رسالہ:''لغزش وخطا اور ضد واصرار''اور''حق پرستی اور نفس پرستی''میں مرقوم ہے۔

کتھائی خطاب کا آسان فیصلہ

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''مشرکین کی جے پکارنا ان کی تعظیم ہے اور کافر کی تعظیم کفر ہے''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد15:ص271-جامعہ نظامیہ لاہور)

معبودان باطل کی جے پکارنا معبودان باطل کی تعظیم ہے اور معبودان باطل کی تعظیم کفر ہے،لہٰذا معبودان باطل کی جے پکارنا کفر ہے۔جب محض''جے اہرمن''اور''جے یزدان'' کہنا کفر ہے تو اہرمن ویزدان کو سورج کی روشنی اور چاند کی چاندنی کہے تو اس سے اہرمن ویزدان کی کی تنقیص نہیں ہوگی، بلکہ تعظیم ہوگی اور یہ تعظیم کفر ہے، کیوں کہ یہ معبود باطل کی تعظیم ہے۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عملی تعظیم کی طرح قولی تعظیم بھی کفر ہے۔

لفظ جے کے معانی: (1)فتح،نصرت،جیت،ظفر مندی (2)ترقی،عروج،اقبال (3)توکل،تسلیم،ترک علائق (4)(ندائیہ)شاباش،زندہ باد،ہرے (5)مسرت، شادمانی۔(فیروز اللغات:ص504-فیروزسنس لاہور)

''جے اہرمن'' کا معنی ہوگا:اہرمن کو فتح ہو۔جب معبود باطل کے لیے فتح کی تمنا ظاہر کرنا اس کی تعظیم اور کفر ہے تو اس کے لیے تعظیمی الفاظ کہنا کفر کیوں نہیں ہوگا۔منقولہ بالا اقتباس میں تعظیم کو ہی سبب کفر بتایا گیا ہے۔کافر کے لیے دعا کرنا سبب کفر نہیں بتایا گیا۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ العظیم

باب دوم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

کفار کے مذہبی جذبات کا اعزاز واحترام

(1) بعض دیابنہ معبودان کفار کی تعریف وتوصیف اور مدح سرائی میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔وہ نثر ونظم ہر دو صنف کو معبودان کفار کی مدح سرائی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔یہ شرعاً بھی غلط ہے اور اس میں مسلمانوں کا کوئی دنیاوی فائدہ بھی نہیں۔نہ قوم ہنود کا ظلم وستم مسلمانوں پر کم ہوسکتا ہے،نہ ہی وہ ہمیں انسان ماننے کو تیار ہیں۔اہل تعصب ہنود مسلمانوں کو ملیچھ کہتے ہیں۔ساکنان ہند کی نظر سے کچھ پوشیدہ نہیں۔

(2) بھارت کی مول نواسی اقوام نے برہمنی دھرم (دیدک دھرم/ سناتن دھرم) کو قبول کرلیا ہے،پھر بھی ساڑھے تین ہزار سال سے ان پر مظالم ڈھائے جارہے ہیں اور ان کو شودر (غلام) مانا جاتا ہے۔ان لوگوں کو انسانی درجہ بھی نہیں دیا جاتا ہے۔اسی لیے مشہور دلت لیڈر ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر (۱۸۹۱ء-۱۹۵۶ء) نے ہندو دھرم چھوڑ کر بدھ دھرم کو اپنا لیا تھا۔

(3) اگر بعض غیر مسلموں نے مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا ہو تو شکریہ ادا کرنے کا وہی طریقہ اختیار کیا جائے جو شرعاً جائز ہو۔جائز طریقے بے شمار ہیں۔

(4) کفار ومشرکین کے مذہبی جذبات کی تعظیم واحترام اور اس کا اعزاز واکرام کفر ہے۔جب کوئی مسلمان معبودان ہنود کی تعریف وتوصیف اور مدح سرائی کرتا ہے تو قوم ہنود کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔اس سے ہنود کے مذہبی جذبات کی تسکین ہوتی ہے۔اسی مذہبی جذبہ کی تسکین کے لیے قوم ہنود مسلمانوں کو ''جے شری......'' کا نعرہ لگانے کہتی ہے۔

خواہ مسلمان اس کے معبود ہنود ہونے کی حیثیت سے یہ نعرہ لگائے،یا بھارت کے ایک راجہ ہونے کی حیثیت سے یہ نعرہ لگائے،بہر صورت قوم ہنود کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔

وہ لوگ بس یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی یہ نعرہ لگائیں۔معبود ہنود سمجھ کر یہ نعرہ لگائے ، یا بھارت کے راجہ ہونے کی حیثیت سے یہ نعرہ لگائے ،اس سے ان کو کچھ سروکار نہیں ۔اس نعرہ سے ان کے مذہبی جذبات کا احترام ہوتا ہے،اس لیے وہ اس نعرہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔

عام مسلمان بھی یہ سمجھتے ہیں کہ ہم یہ نعرہ نہیں لگا سکتے ہیں، کیوں کہ یہ غیروں کے معبود کا نعرہ ہے۔اہل علم کو معلوم ہے کہ جو کام صرف کفار کرتے ہوں، وہ شعار کفر ہے۔

ارشاد الٰہی ہے:**(واذا ذکر اللّٰہ وحدہ اشمازت قلوب الذین لا یؤمنون بالأخرۃ واذا ذکر الذین من دونہ اذا ھم یستبشرون)**(سورہ زمر: آیت45)

ترجمہ: اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے، دل سمٹ جاتے ہیں ان کے جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ، اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر ہوتا ہے، جبھی وہ خوشیاں مناتے ہیں۔

(کنز الایمان)

جب مشرکین کے بتوں کا ذکر خیر کیا جاتا تو وہ خوش ہو جاتے ۔اس سے ان کے مذہبی جذبات کا احترام ہوتا۔بتوں کے ذکر خیر سے بتوں کی تعظیم ہوتی ہے ۔اس طرح معبودان باطل کی مدح وستائش میں دو قسم کا کفر پایا جاتا ہے۔ بتوں کی مدح سرائی میں بتوں کی تعظیم بھی ہے اور کفار کے مذہبی جذبات کا اعزاز بھی ۔اس بلا میں کوئی مبتلا نہ ہو، ورنہ حکم کفر وارد ہوگا۔

(5) کفار کے مذہبی جذبات کا احترام واعزاز دراصل تعاون علی الکفر ہے۔خاص کر جو مجلس معبودان کفار کے ذکر اور اس کے اعزاز واکرام ہی کے لیے منعقد ہو۔ایسی مجلس میں معبودان کفار کی توصیف بیانی سے اس کے مذہبی جذبات کی تسکین زیادہ ہوگی ۔ وہ زیادہ خوشی محسوس کریں گے۔ یہ سب بدیہی باتیں ہیں جو ان پڑھ عوام بھی سمجھتے ہیں۔

لامحالہ لوگ اسی وقت خوشی محسوس کرتے ہیں ، جب ان کی عزت افزائی ہو۔ تذلیل وتنقیص پر لوگ خوش نہیں ہوتے ہیں، بلکہ ناراض ہوتے ہیں ، پس کسی قوم کے معبود کی تعریف وتوصیف اس کے مذہبی جذبات کی تعظیم واکرام ہے، کیوں کہ معبود اور مذہب سیاسی

امور میں سے نہیں، بلکہ مذہبی امور میں سے ہیں۔معبودان کفار کی مدح سرائی میں سیاسی جذبات کا احترام نہیں، بلکہ مذہبی جذبات کا احترام ہوتا ہے۔خواہ اپنی جانب سے کوئی تعریفی جملہ کہے، یا بلاانکار کسی دوسرے کا تعریفی جملہ نقل کرے۔ بہر صورت مذہبی جذبات کا احترام ثابت ہوگا۔جب محض معبودان کفار کی جے پکارنا کفر ہے تو تعریف وتوصیف کیوں کفر نہیں ہوگا؟ معبودان کفار کی جے پکارنے سے بھی کفار کے مذہبی جذبات کا اعزاز ہوتا ہے اور معبودان کفار کی مدح وتوصیف سے بھی کفار کے مذہبی جذبات کا احترام ہوتا ہے۔

(6)جب کوئی پنڈت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف کرے تو مسلمان خوش ہوجاتے ہیں، کیوں کہ وہ ہمارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانتا ہے، اس کے باوجود ہمارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف وتوصف کر رہا ہے۔بعض دینی جلسوں میں پنڈت و پجاری بھی جاتے ہیں اور وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح سرائی کرتے ہیں۔مسلمان سن کر بہت خوش ہوجاتے ہیں۔خواہ وہ پنڈت کائنات عالم کے ایک بے مثال انسان ہونے کی حیثیت سے ہمارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف وتوصیف کرے، یا مسلمانوں کے نبی ورسول ہونے کی حیثیت سے تعریف وتوصیف کرے، یا کسی اور حیثیت سے۔بہر صورت مسلمان خوشی محسوس کرتے ہیں۔یہ سب بدیہی باتیں ہیں۔

(7)اگر کوئی شخص اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بے ادبی کرتا ہے تو مسلمان بھڑک اٹھتے ہیں، ناراض ہوجاتے ہیں، کیوں کہ اس سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے۔جب کہ اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی تعریف ومدح سے مسلمان خوش ہوجاتے ہیں۔کسی قوم کے معبود کی تعریف وتحسین سے اس قوم کے مذہبی جذبات کا احترام ہوتا ہے، گرچہ اس کے معبود کی تعریف کسی بھی حیثیت سے کی جائے۔

(8)اگر کوئی قادیانی سیرت نبوی پر کتاب لکھے، یا لیکچر دے تو مسلمان خوشی محسوس نہیں کرتے، بلکہ اعتراض کرتے ہیں کہ تم لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری

نبی نہیں مانتے ہو،اس لیے تم نے جو سیرت مصطفویہ بیان کیا، وہ تمہارے حق میں کافی نہیں۔

اگر قادیانی اپنی مسجد کا نام ''مسجد مصطفیٰ'' رکھ دے تو مسلمان خوش نہیں ہوں گے، کیوں کہ سب کو معلوم ہے کہ قادیانی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول و نبی مانتے ہیں،گر چہ صحیح طور پر نہیں مانتے،جس کے سبب ان لوگوں پر حکم کفر نافذ کیا گیا ہے۔

گوتم بدھ(480-400:قبل مسیح) کپل وستو (نیپال) کے راجہ شدھودن کا بیٹا تھا۔ بہت سے لوگ اسے اپنا معبود مانتے ہیں اوراس کی پوجا کرتے ہیں۔اگر کوئی مسلمان کہلانے والا اپنی مسجد کا نام ''مسجد گوتم بدھ'' رکھ دے تو گوتم بدھ کو معبود ماننے والے پھولے نہیں سمائیں گے۔ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہوگی ، بلکہ وہ لوگ تعمیر مسجد میں حصہ بھی لیں گے، کیوں کہ اس میں ان کے معبود کی عزت افزائی ہے۔ان کے مذہبی جذبات کی تعظیم وتوقیر اوراعزاز واحترام ہے۔خواہ بدھسٹ قوم کے معبود ہونے کی حیثیت سے گوتم بدھ کے نام پر مسجد کا نام رکھے،یاایک راجکمار ہونے کی حیثیت سے مسجد کا نام گوتم بدھ کے نام پر رکھے۔

بدھسٹ لوگ اس نام پر بے حد خوش ہوں گے،لیکن مسلمان ناراض ہوں گے۔شاید لوگ اس مسجد میں نماز پڑھنے بھی نہ جائیں۔جن شہروں کے نام مسلم سلاطین اور مسلم شخصیات کے نام پر ہیں،وہ نام بدلے جارہے ہیں۔لامحالہ ہر کوئی یہی سمجھتا ہے کہ جن کے نام پر شہر کا نام ہے،اس میں ان کی عزت افزائی ہے،اسی لیے نام بدلے جارہے ہیں۔

معبودان کفار کی مدح وستائش میں ان کو معبود ماننے والوں کے مذہبی جذبات کی تعظیم واکرام ضرور ہے۔اگر کسی کو یہ بدیہی بات نہ سمجھ میں آئے تو سمجھنے کی کوشش کرے۔

(9)اگر قوم مسلم اپنی مسجد کا نام ''مسجد عیسیٰ'' یا ''مسجد موسیٰ'' رکھیں تو یہود ونصاریٰ اس جانب توجہ نہیں دیں گے، کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ مذہب اسلام میں ہر نبی ورسول کو ماننے اوران کی تعظیم وتوقیر کا حکم ہے۔مسلمانوں نے اپنی مسجد کا نام ''مسجد عیسیٰ ومسجد موسیٰ'' رکھا ہے تو وہ اپنے مذہب کے اعتبار سے رکھا ہے، نہ کہ یہود ونصاریٰ کی رعایت میں۔

سوال: نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا معبود بنالیا ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف وتوصیف سے بھی نصاریٰ کے مذہبی جذبات کا احترام ہوتا ہے۔ایسی صورت میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ السلام کی مدح سرائی کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: (الف) اگر قوم مجوس حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف وتوصیف کرے تو نصاریٰ بہت خوش ہوں گے، کیوں کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی ہیں۔قوم مجوس کا کوئی تعلق حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہیں ۔ایسی صورت میں قوم مجوس حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خیر کرے تو نصاریٰ خوش ہوں گے، کیوں کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی (Followers) ہیں۔

اگر مجوسی لوگ نصاریٰ کی مذہبی مجلس میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف وتوصیف کریں،تب تو یہ بات یقینی ہے کہ نصاریٰ کی مذہبی مجلس میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خیر محض اسی لیے قوم مجوس نے کیا ہے کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فالوورس ہیں۔انہیں خوش کرنے کے لیے ان کے نبی وپیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خیر کیا ہے۔یہ بات بدیہی ہے کہ ایسی صورت میں نصاریٰ بہت زیادہ خوش ہوں گے۔

(ب) اگر مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف وتوصیف کریں تو نصاریٰ کے خوش ہونے کی وجہ ظاہر نہیں، کیوں کہ نصاریٰ کو معلوم ہے کہ مسلمان بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی ورسول مانتے ہیں اور حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر اوران کا ذکر خیر مسلمانوں کے مذہب کا ایک حصہ ہے۔خود مسلمانوں کی مذہبی کتاب قرآن مجید میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ ووالسلام کا ذکر خیر ہے۔

مسلمان اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توصیف بیانی کریں تو نصاریٰ اسی وقت خوش ہوں گے جب مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح سرائی نصاریٰ کے عقائد باطلہ کے مطابق کریں،یعنی ابن اللہ اور ثالث ثلاثہ ہونے کی حیثیت سے تعریف

وتوصیف کریں اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابن اللہ اور عقیدۂ تثلیث مان لیں۔

اس کی گواہی قرآن مجید نے دی ہے کہ جب تک مسلمان یہود و نصاریٰ کے مذہب کو مان نہیں لیتے، تب تک وہ مسلمانوں سے ہرگز خوش نہیں ہوں گے۔اس سے ثابت ہوا کہ نصاریٰ کے عقیدہ کے مان لینے کے بعد ہی نصاریٰ مسلمانوں سے خوش ہوں گے۔یہ قرآن مجید کی شہادت ہے۔ہر مسلمان لامحالہ اس حقیقت کو تسلیم کرے گا، کیوں کہ یہ فرمان الٰہی ہے۔

قرآن مقدس میں ہے:(وَلَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ)(سورہ بقرہ: آیت 120)

ترجمہ:اور ہرگز تم سے یہود اور نصاریٰ راضی نہ ہوں گے، جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو۔(کنزالایمان)

اگر کوئی مسلمان نصرانیوں کی مجلس میں کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں، نہ ہی وہ معبود ہیں، بلکہ ایک پیغمبر ورسول ہیں تو نصاریٰ ہرگز خوش نہیں ہوں گے، بلکہ وہ ناراض ہوں گے، کیوں کہ یہ بیان نصرانیوں کے عقیدہ کے خلاف ہے۔

جب نصاریٰ کے اعتقادات کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توصیف بیانی ہو، تب وہ خوش ہوں گے اور اسی صورت میں ان کے مذہبی جذبات کا احترام ثابت ہوگا ، ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق اسلام وعیسائیت کے مشترکہ عقائد، یعنی ان کی نبوت ورسالت ،فضائل ومناقب وغیرہ بیان کرنے سے نصاریٰ کے مذہبی جذبات کا احترام نہیں ہوگا۔وہ یہی سمجھیں گے کہ مسلمان نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق اپنا مذہبی عقیدہ بیان کیا۔جب نصاریٰ کے خاص عقائد کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح سرائی مسلمان کریں، تب وہ خوش ہو جائیں گے۔

نصاریٰ کے عقیدۂ تثلیث وعقیدۂ ابنیت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدح وتوصیف بجائے خود کفر ہے اور نصاریٰ کے مذہبی جذبات کا احترام ہونے کی وجہ سے بھی کفر

ہے۔بعض عقائد ہمارے اور نصاریٰ کے درمیان مشترک ہیں، مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نبی ورسول ہونا، انجیل کا آسمانی کتاب ہونا، قرب قیامت آپ کا نزول وغیرہ۔ ان مشترکہ امور کے ذکر سے نصاریٰ خوش نہیں ہوں گے۔مختلف فیہ امور میں ان کی تائید کی جائے، تب وہ خوش ہوں گے اور اسی صورت میں ان کے مذہبی جذبات کا احترام ہوگا۔

غیر مومن معبودان کفار کو ماننا اسلام کا حصہ نہیں، پس کسی طرح بھی ان معبودان کفار کا ذکر خیر کوئی مسلمان کرے، ان کے ماننے والے خوش ہوں گے۔کوئی مسلمان اہرمن ویزدان کی تعریف کرے تو مجوسی لوگ خوش ہو جائیں گے۔ان کے مذہبی جذبات کا اعزاز ہوگا۔

(ج) اللہ تعالیٰ نے کفار ومشرکین سے متعلق قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿انکم وما تعبدون من دون اللّٰہ حصب جہنم انتم لہا واردون::
لو کان ہؤلاء الہۃ ما وردوہا وکل فیہا خلدون﴾ (سورہ انبیاء: آیت 98)

ترجمہ: بے شک تم اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو، سب جہنم کے ایندھن ہو۔ تمہیں اس میں جانا۔اگر یہ خدا ہوتے، جہنم میں نہ جاتے اور ان سب کو ہمیشہ اس میں رہنا۔

(کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ کفار اور معبودان کفار جہنم میں ڈالے جائیں گے۔بعض قوموں نے حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور مومنین صالحین کو معبود بنالیا ہے۔وہ حضرات یقیناً اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔غیر مومن معبودان کفار جہنم میں ڈالے جائیں گے۔مشرک کا معنی یہی ہے کہ جو اللہ کے ساتھ دوسرے کو بھی معبود مانے۔

مشرکین اللہ تعالیٰ کو بھی معبود مانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس حکم میں داخل نہیں، اسی طرح اللہ والے بھی اس حکم میں داخل نہیں۔مسلمان اللہ اور اللہ والوں کی مدح سرائی کرے تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ بھی تو معبود مشرکین ہے، یا اللہ والے بھی تو معبود مشرکین ہیں تو اللہ تعالیٰ کی مدح وثنا اور اللہ والوں کی تعریف وتوصیف بھی ممنوع ہوگی۔جو حکم سے مستثنیٰ ہو،

اس کے لیے حکم ثابت نہیں ہوتا ہے۔ یہ بدیہی بات ہے۔ بدیہیات میں اختلاف یا تو بے عقل کرتا ہے، یا حق کا معاند۔ ''من دون اللہ'' کے معنی پر غور کیا جائے۔ان شاء اللہ تعالیٰ مسئلہ واضح ہو جائے گا۔ بہت سے مقام پر''من دون اللہ'' میں اہل اللہ داخل نہیں ہیں۔

(د) قرآن مجید کی بہت سی آیات طیبہ میں''من دون اللہ'' وارد ہے۔ وہاں پر''من دون اللہ'' کا وہی معنی مراد ہوگا جو شریعت اسلامیہ کے موافق ہو۔ شیخ نجدی نے کتاب التوحید میں اور اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں اس کے غلط معانی بیان کیے ہیں۔

ارشاد الٰہی ہے:(**ام اتخذوا من دون اللّٰہ شفعاء قل ا ولو کانوا لا یملکون شیئا و لا یعقلون::قل للّٰہ الشفاعة جمیعا–الاٰیة**)

(سورہ زمر: آیت 43-44)

ترجمہ: کیا انہوں نے اللہ کے مقابل کچھ سفارشی بنا رکھے ہیں۔تم فرماؤ: کیا اگرچہ وہ کسی چیز کے مالک نہ ہوں اور نہ عقل رکھیں۔تم فرماؤ: شفاعت تو سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

(کنز الایمان)

منقوشہ بالا آیت مقدسہ میں''من دون اللہ'' سے حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور مومنین صالحین خارج ہیں، کیوں کہ وہ اہل اللہ ہیں اور اہل اللہ کی شفاعت قبول ہوگی۔اس آیت طیبہ میں''من دون اللہ'' سے وہ مراد ہیں جو اہل اللہ نہیں۔

جو اہل اللہ ہیں، وہ دربار الٰہی میں بندوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ان کی شفاعت قبول ہوگی۔ ہمارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شفاعت کبریٰ کا منصب عطا فرمایا گیا ہے۔ جب منصب عطا فرمایا گیا تو لامحالہ شفاعت بھی قبول ہوگی، جیسا کہ اہل اسلام کا متوارث عقیدہ ہے اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفیع محشر ہیں۔

غیر مومن معبودان کفار کو حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان مومنین صالحین پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، جن کو کفار ومشرکین نے معبود بنالیا ہے۔ وہ حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

بتوں کی تعظیم کفر اور کفار کے مذہبی جذبات کی تعظیم کفر

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''کفار کے مذہبی جذبات اور ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں کو عزت دینا صریح کلمہ کفر ہے: قال اللہ تعالیٰ: **و للّٰہ العزۃ و لرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین لایعلمون** ۔عزت تو خاص اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لیے ہے، مگر منافقوں کو خبر نہیں ۔ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں اور مذہبی جذبات کا اعزاز درکنار، جو ان کے کسی فعل ہی کی تحسین کرے، باتفاق ائمہ کافر ہے ۔غمز العیون والبصائر میں ہے: **من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ** ۔ان لوگوں پر فرض ہے کہ ایسی باتوں سے توبہ کریں، تجدید اسلام کریں، تجدید نکاح کریں: واللہ تعالیٰ اعلم''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم: ص125-126 - رضا اکیڈمی ممبئ)

دیوتاؤں یعنی غیر مومن معبودان باطل کو عزت دینا یعنی ان کی تعظیم کرنا کفر ہے۔

معبودان کفار اور کفار کی جے پکارنا کفر

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''اگر معبودان کفار کی جے ہے تو کفر ہے اور اگر کافروں کی ہے تو فقہائے کرام اسے بھی کفر فرماتے ہیں ۔فتوائے ظہیریہ واشباہ والنظائر وتنویر الابصار ودرمختار میں ہے: (**لو سلم علی الذمی تبجیلا یکفر لان تبجیل الکافر کفر - ولو قال لمجوسی یا استاذ تبجیلا کفر**)

(اگر کسی نے تعظیم کرتے ہوئے ذمی کو سلام دیا تو کافر ہو جائے گا، کیوں کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔اگر کسی نے مجوسی کو بطور تعظیم ''اے استاذ'' کہا تو کفر ہے۔ت)

(فتاویٰ رضویہ: جلد چہاردہم: ص674 - جامعہ نظامیہ لاہور)

معبودان کفار کی جے پکارنا ہر حال میں کفر اور برائے تعظیم کافر کی جے پکارنا بھی کفر ہے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ العظیم

باب سوم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

معبودان کفار کی تعظیم میں حیثیت کا اعتبار نہیں

کھتائی مجلس کے فیصلہ سوم اور رسالہ صغریٰ میں یہ بتایا گیا ہے کہ معبودان کفار کی مدح وستائش معبود ہونے کی حیثیت سے ہو تو الگ حکم ہوگا اور دیگر حیثیات تعریف وتوصیف پر الگ حکم ہوگا۔ حصہ اول (باب سوم سے باب ہفتم تک) اور حصہ دوم میں اس امر کی تفصیل مرقوم ہے کہ غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم وتوقیر میں حیثیتوں کا فرق معتبر نہیں، بلکہ ہر صورت میں ان کی تعظیم وتوقیر کفر ہے۔ ان کو عزت دینا کفر ہے، کیوں کہ یہ علامت کفر ہے۔

رسالہ صغریٰ کے اقتباسات

رسالہ صغریٰ میں مرقوم ہے: ''کفار اور مشرکین کے دیوی، دیوتا کی تعریف اگر ان کے ذاتی اوصاف وکمالات کی بنا پر ہو تو کفر نہیں، البتہ الٰہیت ومعبودیت کے تصور کے ساتھ ہو، یا کفار کے کفریات یا محرمات قطعیہ کو اچھا جاننا ہو تو ضرور کفر ہوگا، ورنہ ہرگز کفر نہ ہوگا''۔

(رسالہ صغریٰ: ص26)

منقولہ بالا اقتباس میں بتایا گیا ہے کہ معبودان باطل کو معبود مان کر ان کی تعریف وتوصیف کفر ہے اور معبود نہ مانا جائے تو معبودان باطل کی تعریف وتوصیف کفر نہیں۔ اس عبارت میں حیثیت کا اعتبار کیا گیا ہے کہ معبود ہونے کی حیثیت معبودان باطل کی تعریف کفر ہے اور دوسری حیثیت سے معبودان باطل کی تعریف کفر نہیں، حالاں کہ غیر مومن معبودان باطل کی تعظیم وتوقیر میں حیثیتوں کا فرق معتبر نہیں۔ حصہ اول ودوم کے متعدد ابواب میں اس کی تفصیل مرقوم ہے۔ کافر کی تعظیم میں حیثیات کا فرق معتبر ہے۔ باب ہشتم میں تفصیل ہے۔

رسالہ صغریٰ میں ہے:'' اگر معبودان باطل، بت، شیاطین وغیرہ ہوں تو بغیر اعتقاد معبودیت کے ان کی تعریف حرام وگناہ ہوگی، کفر ہرگز نہیں ہوگی''۔(رسالہ صغریٰ:ص40)

غیر اللہ کو معبود ماننا ہی کفر ہے، خواہ تعریف کرے یا مذمت کرے۔اصل بحث یہ ہے کہ غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم وتوقیر میں حیثیات کا فرق معتبر ہے یا نہیں؟ نیز تعریف وتحسین بھی قولی تعظیم ہے اور غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم یعنی ان کا اعزاز واکرام کفر ہے۔

دلائل وشواہد سے واضح ہے کہ جس طرح مومن اور''مومن بہ'' کے حکم میں فرق ہے۔ اسی طرح کافر اور معبودان کفار کے حکم میں فرق ہے۔''مومن بہ'' کی تنقیص جس حیثیت سے کی جائے، وہ کفر ہے۔اسی طرح غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم کسی بھی حیثیت سے کی جائے، وہ کفر ہے۔کافر کی تعظیم کافر ہونے کی حیثیت سے کی جائے، تب کفر ہے۔دوسری حیثیت سے کافر کی تعظیم کفر نہیں۔اسی طرح مومن کی تنقیص ایمان ہی کی وجہ سے جائے، تب کفر ہے، دوسری حیثیت سے مومن کی تنقیص کفر نہیں، مثلاً عالم دین کی تحقیر عالم دین ہونے کے سبب ہوتو کفر ہے۔اگر ذاتی مخالفت کے سبب عالم کی تحقیر کفر نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات، حضرات انبیائے کرام وملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام، آسمانی کتابیں اور دیگر ضروریات دین''مومن بہ'' ہیں کہ ان پر ایمان لانا فرض ہے۔

اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص رسول ونبی ہونے کی حیثیت سے کی جائے، تب بھی حکم کفر ہوگا۔اگر قبیلہ بنی ہاشم کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے تنقیص نبوی کی جائے، تب بھی حکم کفر ہوگا، یعنی کسی حیثیت سے تنقیص نبوی ہو، وہ کفر ہی ہے۔

اگر کوئی قادیانی کہے: ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

علمائے اہل سنت وجماعت فرمائیں کہ کسی غیر نبی کو نبی سے افضل ماننا کفر ہے۔

وہ قادیانی مذکورہ بالا اقتباسات کو دکھا کر کہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے نبی ہونے کی حیثیت سے کسی غیر نبی کو ان پر فضیلت دی جائے، تب کفر ہے۔ہم نے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند ہونے کی حیثیت سے ان پر مرزا غلام احمد قادیانی کو فضیلت دی ہے اور یہ کفر نہیں ہے۔اب اس قادیانی کو کیا جواب دیا جائے؟

فیصلہ سوم کی عبارت

کفریات کی تحسین کفر ہی ہے۔اسی طرح کفار کے مذہبی فعل یا خاص قومی فعل کی اس حیثیت سے تحسین کہ وہ کفار کا مذہبی یا خاص قومی فعل ہے، یہ کفر ہے۔دوسری حیثیت سے اس کی تحسین کا حکم الگ ہے۔ایسا مذہبی یا قومی فعل اس کافر جماعت کا مذہبی وقومی شعار ہوتا ہے۔کفار کے مذہبی شعار اور قومی شعار کی تفصیلی بحث باب دہم میں مرقوم ہے۔

فیصلہ سوم میں مرقوم ہے کہ صرف کفریات کی تحسین کفر ہے۔عبارت درج ذیل ہے۔

''فقہائے کرام کے فرمان:(**من رأی امر الکفار حسنًا فقد کفر**) میں تحسین کی نسبت امر کفار کی طرف کی گئی ہے جس کا مادۂ اشتقاق ''کفر'' ہے اور قاعدہ ہے کہ اسم مشتق کی نسبت سے جو حکم ہوتا ہے، مادۂ اشتقاق اس حکم کی علت ہوتا ہے۔

مسلم الثبوت کی شرح فواتح الرحموت ج۲ص۲۱۵ میں ہے:(**المسلم ان الماخذ یکون علة للحکم**) یعنی یہ بات مسلم ہے کہ ماخذ حکم کی علت ہوتا ہے۔

توضیح ص۸۹ میں ہے:(**ان النسبة الی المشتق تدل علٰی علیة الماخذ**) یعنی مشتق کی طرف حکم کی نسبت اس بات پر دال ہے کہ ماخذ حکم کی علت ہے۔

قرآن کریم میں زنا کار کے لیے درے مارنے اور چور کے لیے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا گیا ہے تو علمائے اصول فقہ نے اسی قاعدہ سے زنا اور چوری کو ان احکام کی علت بتایا ہے، مثلاً کوئی چوری کرے اور نماز پڑھے تو اس کا ہاتھ چوری کرنے کی وجہ سے کاٹا جائے گا، نماز پڑھنے کی وجہ سے نہیں۔یوں ہی کوئی زنا کرے اور سچ بولے تو اسے زنا کی وجہ سے درے

لگائے جائیں گے، سچ بولنے کی وجہ سے نہیں تو (تحسین امر الکفار کفر) میں بھی تحسین کے لیے حکم کفر کی علت تحسین من حیث الکفر ہوگی، مطلق تحسین نہیں، یعنی کوئی شخص کفار کے کسی کفری بات پر تحسین کرے تو کفر ہوگا۔ یہ نہیں کہ کوئی کافر فی نفسہ اچھی بات کہے، یا اچھا کام کرے، اس پر اس کی تعریف کی جائے تو بھی کفر ہو جائے''۔(ص12-13)

ان اصول وقوانین پر تفصیلی بحث حصہ سوم میں ہے۔اس عبارت میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اچھی باتوں پر معبودان کفار کی تعریف وتوصیف کی جائے تو کوئی حکم وارد نہیں ہوگا، لہٰذا کتھائی خطاب پر کوئی حکم نافذ نہیں ہوگا، نیز کفار وغیر مومن معبودان کفار کو ایک ہی زمرہ میں رکھا گیا ہے، حالاں کہ غیر مومن معبودان کفار اور کفار کے حکم میں فرق ہے۔

منقولہ بالا اقتباس میں یہ بھی بتایا گیا کہ صرف کفری بات میں کافر کی تحسین کفر ہے اور غیر کفری بات میں کافر کے قول وفعل کی تحسین کفر نہیں ہے۔اس پر ایک سوال عرض ہے:

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:

''غمز العیون والبصائر میں ہے:(**اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسنًا فقد کفر حتّٰی قالوا فی رجل قال:ترک الکلام عند اکل الطعام حسن من المجوس او ترک المضاجعة عندھم حال الحیض حسن فھو کافر**)

(ہمارے مشائخ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کوئی کافروں کے کسی کام کو اچھا سمجھے تو وہ بلاشبہہ کافر ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ انہوں نے فرمایا کہ جو کوئی کھانا کھاتے وقت باتیں نہ کرنے کو اور حالت حیض میں عورت کے پاس نہ لیٹنے کو مجوسیوں اور آتش پرستوں کی اچھی عادت کہے تو وہ کافر ہے۔ت)(فتاویٰ رضویہ: جلد24:ص530-جامعہ نظامیہ لاہور)

(فتاویٰ رضویہ جلد نہم:جز اول:ص90-رضا اکیڈمی ممبئی)

مجوس کا خاص طریق کار ہے کہ وہ کھانا کھاتے وقت بات نہیں کرتے ہیں۔اگر کوئی

اس طرق کار کو اچھا کہے تو اس کو کفر بتایا گیا ہے، حالاں کہ یہ فی نفسہ کفری بات نہیں ہے، بلکہ مجوسیوں کا ایک طریقہ اور ان کی عادت ہے۔ اسی طرح حالت حیض میں عورتوں کے ساتھ نہ لیٹنا بھی فی نفسہ کفری بات نہیں، بلکہ یہ ان کا خاص طریق کار ہے۔ مذہب اسلام میں بھی حالت حیض میں اپنی بیویوں سے قربت کو منع قرار دیا گیا۔ قرآن مقدس میں اس کا ذکر ہے۔

ارشاد الٰہی ہے: (وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ ھُوَ اَذًی فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِی الْمَحِیْضِ وَلَا تَقْرَبُوْھُنَّ حَتّٰی یَطْھُرْنَ: الایۃ) (سورہ بقرہ: آیت 222)

ترجمہ: اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم، تم فرماؤ، وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں اور ان سے نزدیکی نہ کرو، جب تک پاک نہ ہولیں۔ (کنز الایمان)

جب قرآن مجید میں بھی یہی حکم بیان کیا گیا ہے تو یہ بات فی نفسہ کفر نہیں ہوسکتی ہے۔ ہاں، مجوسیوں کی خاص عادت ہونے کی حیثیت اس امر کی تحسین کفر ہوگی: واللہ تعالیٰ اعلم

فیصلہ سوم میں مرقوم ہے: ''یہ نہیں کہ کوئی کافر فی نفسہ اچھی بات کہے، یا اچھا کام کرے ، اس پر اس کی تعریف کی جائے تو بھی کفر ہوجائے''۔ (ص 13)

جب حالت حیض میں بیوی سے قربت کو قرآن عظیم میں بھی حرام قرار دیا گیا ہے تو حالت حیض میں بیوی کی قربت سے باز رہنا فی نفسہ امر محمود وامر مطلوب ہے، لیکن اس کام کو محض اس وجہ سے اچھا کام کہے کہ یہ مجوس کا طریق کار ہے، تب یہ کفر ہے، پس ثابت ہوگیا کہ کفار ومشرکین کے غیر کفری کام کو بھی محض اس وجہ سے اچھا کام کہنا کہ وہ کفار ومشرکین کا کام ہے تو یہ کفر ہے۔ اسی بات کو کسی دوسری حیثیت سے اچھی بات کہنا کفر نہیں، بلکہ درست ہے۔

فیصلہ سوم کی عبارت ہے: فقہائے کرام کے فرمان: (**من رأی امر الکفار حسنا فقد کفر**) میں تحسین کی نسبت امر کفار کی طرف کی گئی ہے جس کا مادۂ اشتقاق ''کفر'' ہے اور قاعدہ ہے کہ اسم مشتق کی نسبت سے جو حکم ہوتا ہے، مادۂ اشتقاق اس حکم کی علت ہوتا ہے''۔

مسلم الثبوت کی شرح فواتح الرحموت اور توضیح کی عبارت کا اطلاق مشتق پر ہوگا اور (من رأی امر الکفار حسنا فقد کفر) میں تحسین کی نسبت کفار کی طرف نہیں، بلکہ ''امر الکفار'' کی طرف کی گئی ہے تو فواتح الرحموت اور توضیح کے اصول کا اطلاق اس پر نہیں ہوگا، کیوں کہ یہاں مصدر امر کی طرف نسبت ہے، نہ کہ مشتق یعنی کفار کی طرف اور معنی ہوگا کہ امر کفار کی تحسین امر کفار ہونے کی حیثیت سے ہو، تب تکفیر ہوگی۔ کفار کی جانب نسبت واضافت کے سبب اس امر کی تحسین کفر ہے۔ اگر کوئی بات فی نفسہ اچھی ہو، اور کفار کی جانب اس امر کی نسبت کے سبب اس امر کی تحسین نہ ہو، بلکہ اس امر کی تحسین اس لیے ہو کہ وہ امر فی نفسہ اچھا ہے تو اس وقت حکم کفر نہیں ہوگا، کیوں کہ اس وقت امر کفار کی تحسین نہیں، بلکہ بلانسبت فی نفسہ اس امر حسن کی تحسین ہے اور وہ امر فی نفسہ حسن اور قابل تحسین ہی ہے۔

جیسے حالت حیض میں بیوی سے قربت نہ کرنا فی نفسہ امر حسن ہے، اسی لیے قرآن مقدس میں بھی بندوں کو یہی حکم دیا گیا۔ حکم قرآنی ہونے کے سبب اس امر کی تحسین کفر نہیں، بلکہ صحیح ہے۔ عادت مجوس ہونے کی وجہ سے اس امر کی تحسین کفر ہے: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

''مومن بہ'' اور مومن کے احکام میں فرق

مومن جن پر ایمان لاکر مومن بن جاتا ہے، ان کو ''مومن بہ'' کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات، ہمارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرات انبیائے کرام وملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام، قرآن مجید وجملہ آسمانی کتابیں وجملہ ضروریات دین مومن بہ ہیں۔

(1) مومن اور ''مومن بہ'' کے احکام جداگانہ ہیں۔ قتل مومن کو حرام سمجھ کر کسی مومن کو قتل کرنا حرام ہے، کفر نہیں۔ قتل مومن کو حلال سمجھ کر کسی مومن کو قتل کرنا کفر ہے۔

نبی کا قتل خواہ حلال سمجھ کر ہو یا حرام سمجھ کر، دونوں صورتوں میں حکم کفر ہے۔ اسی طرح نبی کا قتل نبی کی حیثیت سے ہو، یا کسی دوسری حیثیت سے، ہر صورت میں کفر ہے۔

قتل مومن کا دو حکم ہے، لیکن قتل نبی کا ایک ہی حکم ہے، یعنی قتل نبی ہر صورت میں کفر ہے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ مومن اور ''مومن بہ'' کا حکم یکساں نہیں۔

(2) کسی عالم کی تنقیص وتوہین اپنا مخالف ہونے کی حیثیت سے ہو تو یہ حرام ہے۔ اگر عالم دین ہونے کی حیثیت سے تنقیص وتوہین ہو تو یہ کفر ہے۔ جب کہ نبی کی بے ادبی کسی بھی حیثیت سے کی جائے، ہر صورت میں حکم کفر ہے۔ عالم کی تنقیص وتوہین کا دو حکم ہے۔

رسول و نبی کی تنقیص کا ایک ہی حکم ہے، یعنی کسی بھی حیثیت سے نبی کی تنقیص ہو، ہر صورت میں حکم کفر ہے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ مومن اور ''مومن بہ'' کا حکم یکساں نہیں۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:

''کسی خاص عالم کو کسی دنیوی وجہ سے گالی دینے سے عورت نکاح سے نہیں نکلتی۔ ہاں ،مطلقاً علما کو یا خاص کسی عالم کو بوجہ علم دین برا کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ عورت فوراً نکاح سے نکل جاتی ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ: جلد ششم: ص 154 - رضا اکیڈمی ممبئی)

مذکورہ مثالوں سے واضح ہو گیا کہ حیثیات کا فرق ہر امر میں معتبر نہیں۔ بعض امور میں معتبر ہے اور بعض امور میں معتبر نہیں۔ معبودان کفار میں حیثیت کا اعتبار ہے یا نہیں؟

دلائل شرعیہ سے یہی ظاہر ہے کہ معبودان کفار کی تعظیم میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں۔

معبودان کفار کی دو قسمیں

کفار و مشرکین نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ چند مومنین صالحین اور بعض انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی معبود بنالیا، اور بعض غیر مومنین کو بھی۔ بعض فرضی اور خیالی امور کو بھی معبود بنالیا ہے۔ جو فرضی اور خیالی معبود ہیں، ان کا وجود ہی ثابت نہیں، پس وہ بھی غیر مومن معبودان باطل کے زمرہ میں شامل ہوں گے۔ جب وجود ہی ثابت نہیں تو ایمان بھی ثابت نہیں۔ اسی اعتبار سے ان کو غیر مومن معبودان باطل تسلیم کیا جائے گا۔ ایسوں کو بوجہ کفر غیر

مومن نہیں کہا جائے گا، بلکہ ثبوت ایمان مفقود ہونے کے سبب غیر مومن تسلیم کیا جائے گا۔

(1) اگر کفار نے حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور مومنین صالحین کو معبود بنالیا ہو تو بعض احکام بدل جائیں گے، لیکن ان کی وہ تمام تعظیم وتوقیر کی جائے گی جو ان کے لیے شرعاً جائز ہیں۔ یہ نفوس قدسیہ منقوشہ ذیل آیت مقدسہ کے سبب مستثنیٰ قرار پائیں گے۔

ارشاد الٰہی ہے: (**للّٰہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین**) (سورہ منافقون: آیت 08)

حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام واولیائے کرام علیہم الرضوان کو کفار نے معبود بنالیا ہو تو ان کی جائز تعظیم کی جائے گی، لیکن ان کی تعظیم کے واسطے ان خاص امور کو اختیار کرنا کفر ہوگا، جن امور کو خاص کر کفار ومشرکین ان صالحین کی عبادت کے طور پر انجام دیتے ہوں، کیوں کہ ایسے تعظیمی امور کو اختیار کرنا کفار کے کفریہ فعل میں مشابہت اختیار کرنا ہے، لہٰذا تشبہ کے سبب ایسے امور کفر ہوں گے۔ اگر وہ امور فی نفسہ ناجائز ہوں تو ان میں کفر اور عدم جواز دو عیب پائے جائیں گے۔

مشرکین نے بعض غیر عاقل مخلوقات کو بھی معبود بنالیا ہے۔ وہ آیت منقوشہ بالا میں وارد لفظ ''مومنین'' میں شامل نہیں، لہٰذا وہ بھی غیر مومن معبودان باطل میں شامل ہوں گے۔ ان جمادات کے پاس مثل ذوی العقول ایمان تکلیفی نہیں، اسی لیے وہ جزا وسزا کے لیے جنت وجہنم نہیں جائیں گے، بلکہ یہ غیر ذوی العقول معبودان کفار تعذیب مشرکین اور تذلیل مشرکین کے لیے وارد جہنم ہوں گے، جیسا کہ منقوشہ ذیل آیت مقدسہ میں ارشاد فرمایا گیا۔

(2) ارشاد الٰہی ہے: (**انکم وما تعبدون من دون اللّٰہ حصب جهنم انتم لها واردون: :لو کان هؤلاء اٰلهة ما وردوها وکل فيها خالدون**)

(سورہ انبیاء: آیت 98-99)

ترجمہ: بے شک تم اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو، سب جہنم کے ایندھن ہو۔ تمہیں اس میں جانا۔ اگر یہ خدا ہوتے، جہنم میں نہ جاتے اور ان سب کو ہمیشہ اس میں رہنا۔

(کنزالایمان)

مشرکین نے جن مومنین صالحین اور حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معبود بنالیا ہے، وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ یہ حکم غیر مومن معبودان کفار کے لیے ہے۔آیت مقدسہ میں ''من دون اللہ'' سے وہ مراد ہیں جو اہل اللہ نہیں۔پیغمبر وولی ''اہل اللہ'' ہیں۔

آیت طیبہ کے نزول کے بعد مشرکین مکہ نے اعتراض کیا کہ یہود نے حضرت عزیز علیہ السلام کو،نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کواور بنوملیح نے فرشتوں کومعبود بنالیا ہے۔

سوال کا مقصد یہ تھا کہ جب مشرکین کے معبود جہنم میں جائیں گےتو یہود ونصاریٰ اور بنوملیح نے جن نفوس قدسیہ کومعبود بنالیا ہے،ان کا کیا حال ہوگا؟ پھر دوسری آیت نازل ہوئی۔

امام فخرالدین رازی شافعی (۵۴۴ھ-۶۰۶ھ) نے رقم فرمایا:

(اعلم أن قوله:(إِنَّكُمْ)خطاب لمشركی مكة وعبدة الأوثان.

أما قوله تعالى:(وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ)روی أنه عليه السلام دخل المسجد وصناديد قريش فی الحطيم وحول الكعبة ثلاثمائة وستون صنماً فجلس إليهم فعرض له النضر بن الحارث فكلمه رسول الله(صلى الله عليه وسلم)فأفحمه-ثم تلا عليهم(إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ)الآية-فأقبل عبد اللّٰه بن الزبعرى فرآهم يتهامسون-فقال:فيم خوضكم؟فأخبره الوليد بن المغيرة بقول رسول الله(صلى الله عليه وسلم) فقال عبد الله:أما والله لو وجدته لخصمته فدعوه فقال ابن الزبعرى:

أ أنت قلت ذلک؟قال:نعم-قال:قد خصمتک ورب الكعبة أ ليس اليهود عبدوا عزيرًا والنصارى عبدوا المسيح وبنو مليح عبدوا الملائكة)

(تفسیر کبیر:سورہ انبیاء:جلد22:ص193-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ:جان لوکہ ارشاد الٰہی (انکم) مشرکین مکہ اور بت پرستوں سے خطاب ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ کا فرمان (وما تعبدون من دون اللہ) مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد حرام میں داخل ہوئے اور سرداران قریش حطیم میں تھے اور کعبہ مقدسہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت تھے، پس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سرداران قریش کے قریب بیٹھے تو نضر بن حارث آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا، پس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے گفتگو فرمائی اور اسے لاجواب کر دیا، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے پاس تلاوت فرمائی: (انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم) الآیہ، پس عبد اللہ بن زبعری آیا تو ان لوگوں کو آہستگی سے باتیں کرتے دیکھا تو اس نے کہا:

کس بارے میں تم لوگوں کا غور وفکر ہے؟ پس ولید بن مغیرہ نے اسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول کے بارے میں بتایا تو عبد اللہ بن زبعری نے کہا: لیکن قسم بخدا! اگر میں انہیں پاؤں گا تو ضرور انہیں جواب دوں گا، پس سرداران قریش نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلایا تو عبد اللہ بن زبعری نے کہا:

کیا آپ نے ایسا فرمایا؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔

عبد اللہ بن زبعری نے کہا: رب کعبہ کی قسم! میں آپ کو جواب دیتا ہوں، کیا یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کی عبادت نہیں کی؟ اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت نہیں کی؟ اور بنو ملیح نے فرشتوں کی عبادت نہیں کی؟

مشرکین کے سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جن کے واسطے بھلائی کا وعدہ ہو چکا، وہ جہنم سے دور رکھے جائیں گے، یعنی یہ نفوس قدسیہ حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

(إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَى أُولَئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ: :لا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ) (سورہ انبیاء: آیت 101-102)

ترجمہ: بے شک وہ جن کے لیے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا، وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔ وہ اس کی بھنک (ہلکی سی آواز بھی) نہ سنیں گے، اور وہ اپنی من مانتی خواہشوں میں

ہمیشہ رہیں گے۔(کنزالایمان)

معبودان کفار میں جو کفار ہیں، وہ اپنی سزا کے طور پر جہنم جائیں گے۔معبودان کفار میں جو غیر ذوی العقول ہیں، مشرکین کو ذلیل کرنے کے لیے انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا کہ اگر یہ سب معبود ہوتے تو جہنم میں نہ ڈالے جاتے، نیز ان کے ذریعہ ان کے پجاریوں کو عذاب دیا جائے گا۔غیر ذوی العقول معبودان باطل کے ورود جہنم کا سبب درج ذیل ہے۔

مفسر ابوحفص عمر بن علی بن عادل دمشقی حنبلی (م۸۸۰ھ) نے رقم فرمایا:(أحدها: أنَّهم لا يزالون بمقارنتهم فى زيادة غم وحسرة لأنهم ما وقعوا فى ذلك العذاب إلا بسببهم–والنظر إلى وجه العدوّ باب من العذاب.

وثانيها:أنّهم قَدَّرُوا أن يشفعوا لهم فى الآخرة–فإذا وجدوا الأمر علٰى عكس ما قَدَّرُوا،لم يكن شىء أبغض إليهم منهم.

وثالثها:أنَّ إلقائها فى النار يجرى مجرى الاستهزاء بها.

ورابعها:قيل ما كان منها حجرًا أو حديدًا يحمى فيعذب بعبادها–وما كان خشباً يجعل جمرة يعذب بها صاحبها)

(اللباب فی علوم الکتاب:سورۃ الانبیاء:جلد13:ص607-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ:پہلا سبب یہ ہے کہ وہ پجاری لوگ اپنے معبودان باطل کے ساتھ رہنے کے سبب ہمیشہ غم وافسوس کی زیادتی میں رہیں گے،کیوں کہ وہ لوگ انہیں کے سبب عذاب میں پھنسے اور دشمن کے چہرے کو دیکھنا عذاب کے قبیل سے ہے۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ ان پجاریوں نے فرض کیا تھا کہ وہ معبودان باطل آخرت میں ان کی شفاعت کریں گے،پس جب معاملہ اپنے مفروضہ کے برعکس پائیں گے تو ان کے نزدیک کوئی چیز اپنے معبودان باطل سے زیادہ ناپسندیدہ نہ ہوگی۔

تیسرا سبب یہ ہے کہ ان پجاریوں کے معبودان باطل کو جہنم میں ڈالنا ان معبودان

باطل کے ساتھ استہزا ہے۔

چوتھا سبب: کہا گیا کہ جو ان معبودان باطل میں سے پتھر یا لوہا ہے، اس کو گرم کیا جائے گا، پس اس کے پجاریوں کو عذاب دیا جائے گا اور جو لکڑی ہے، اسے شعلہ بنایا جائے گا، اس کے ذریعہ اس کے پجاری کو عذاب دیا جائے گا۔

(3) معبوان کفار میں سے جن کے مومن ہونے کا ہمیں علم نہیں، یعنی سبب تعظیم معلوم نہیں، ان کی تعظیم ہر صورت میں کفر ہے۔ خواہ معبود کفار ہونے کی حیثیت سے تعظیم کی جائے، یا کسی دوسری حیثیت سے ۔غیر مومن معبودان مشرکین کی تعظیم وتوقیر میں متعدد حیثیات کا لحاظ معتبر نہیں، جیسے مومن بہ میں فرق حیثیات معتبر نہیں: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

معبودان کفار کے حکم میں حیثیات کا فرق معتبر نہیں

غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم میں حیثیتوں کا اعتبار نہیں۔ غیر مومن معبودان کفار کی جس حیثیت سے کی جائے۔ ہر صورت میں حکم کفر نافذ ہوتا ہے۔ حیثیتوں کا اعتبار نہیں ہوتا۔

(1) ''سجدۂ تحیت اگر بت یا چاند یا سورج کو کرتا ہے، ضرور اس پر حکم کفر ہے۔ کفر اگر چہ عقد قلبی ہے، مگر جس طرح اقوال زبان اس پر دلیل ہوتے ہیں، یوہیں بعض افعال بھی، جن کو شریعت نے ٹھہرا دیا ہے کہ یہ صادر نہیں ہوتے، مگر کافر سے ۔انہیں میں سے اشیائے مذکورہ کو سجدہ کرنا ہے، یا معاذ اللہ مصحف شریف کو نجاست میں پھینک دینا، یا کسی نبی کی شان میں گستاخی: **کما صرح به علمائنا المتکلمون فی المسایرة وشروح المقاصد والمواقف والفقه الاکبر وغیرها۔**

یوہیں تصویر اگر مشرکین کے معبودان باطل کی ہو تو اسے سجدہ کرنے پر بھی مطلقاً حکم کفر ہے: **لا شتراک العلة، بل لا فرق بینها وبین الوثن الا بالتسطیح بالتجسیم** ۔ اور اگر ایسی نہیں ہے تو اسے سجدہ کرنا مطلقاً حرام وکبیرہ ہے، مگر کفر نہیں۔ جب

تک بہ نیت عبادت نہ ہو"۔ (فتاویٰ رضویہ: جلدنہم: جز دوم:ص114-رضا اکیڈمی ممبئ)

معبود کفار کی تصویر یا مجسمہ کو سجدہ کرنے میں نیت کا اعتبار نہیں۔ یہ سجدہ علامت کفر ہے، پس حکم کفر نافذ ہوگا۔ اسی طرح حیثیت کا بھی اعتبار نہیں کہ معبود کفار ہونے کی حیثیت سے سجدہ کیا یا کسی اور حیثیت سے۔ اسی اصول کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کو سجدہ کرنا کفر قرار دیا گیا۔ نبی وپیغمبر ہونے کی حیثیت سے ان کی تصویر کو سجدہ کرے، تب بھی کفر ہے، کیوں کہ کافر کے کفریہ فعل سے مشابہت ہے اور ایسی مشابہت کفر ہے۔

(2) کفار ومشرکین اپنے معبودان باطل کی عبادت یا تعظیم کے طور پر جن امور کو انجام دیتے ہوں، وہ کفریہ امور ہیں، کیوں کہ یہ لوگ غیر اللہ کو معبود مان کر ایسے افعال انجام دیتے ہیں۔ ایسے خاص امور کو ان معبودان باطل کے لیے انجام دینا کفر ہے، کیوں کہ کفریہ فعل میں کفار سے مشابہت ہے۔

اگر ان امور میں عبادت کی نیت ہو تو کفر کا دو سبب پایا جائے گا۔ کفریہ اعمال میں کفار ومشرکین کی مشابہت اور غیر اللہ کی عبادت۔ غیر اللہ کی عبادت کا قصد ہی کفر ہے۔ اگر عبادت کا قصد نہ ہو تو بھی کفریہ عمل میں کفار کی مشابہت ہے۔ ایسے امور لہو ولعب یا مذاق کے طور پر بھی انجام دے تو بھی کفر ہے، کیوں کہ کفریہ عمل میں کفار کی مشابہت ہے، خواہ معبود باطل کو معبود مانے، یا نہ مانے۔ کفریہ عمل میں کفار کی مشابہت ضرور ہے، اور یہ کفر ہے۔

کفار ومشرکین نے حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام یا مومنین صالحین کو اپنا معبود بنالیا ہو تو ان کے حق میں وہ تعظیم وتوقیر اختیار کی جائے گی جو عندالشرع جائز ہو۔ ان نفوس قدسیہ کی تعظیم وتوقیر کے بعض احکام ضرور بدل جائیں گے۔

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قوم کفار نے اپنا معبود نہیں بنایا ہے، پس ان کی تصویر کو سجدۂ تعظیمی حرام ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نصاریٰ نے اپنا معبود بنالیا ہے تو ان کی تصویر کو سجدۂ تعظیمی بھی کفر ہوگا۔ چوں کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی تصویر کو بہ نیت عبادت سجدہ کرتے ہیں، پس حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کے سجدۂ تعظیمی میں نصاریٰ کے سجدۂ عبادت کی مشابہت ہے۔ یہی مشابہت سبب کفر ہے۔

معبودان کفار کو لہو ولعب اور مذاق کے طور پر سجدہ بھی کفر ہے۔ دراصل یہ علامت کفر ہے۔ علامت کفر کو کسی نیت سے اختیار کرے، وہ کفر ہی ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ نے رقم فرمایا: ''مسلمان کو دسہرے کی شرکت حرام ہے، بلکہ فقہا نے اسے کفر کہا اور اس میں بہ نیت موافقت ہنود ناقوس بجانا بے شک کفر ہے اور معبودان کفار پر پھول چڑھانا کہ ان کا طریقہ عبادت ہے، اشد واخبث کفر۔

اشباہ والنظائر وغیرہا معتمدات اسفار میں ہے: **عبادۃ الصنم کفر ولا اعتبار بما فی قلبہ وکذا لو صور عیسی علیہ الصلوٰۃ یسجد لہ–وکذا اتخاذ الصنم لذلک وکذا لو تزنر بزنار الیہود والنصاری–دخل کنیستھم او لم ید خل** ''۔ (فتاویٰ رضویہ: جلد ششم: ص149 - رضا اکیڈمی ممبئی)

ترجمہ: بت کی عبادت کفر ہے۔ دل میں جو کچھ ہے، اس کا اعتبار نہیں۔ ایسا ہی حکم ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر بنا کر اسے سجدہ کرے۔ اسی طرح سجدہ کے لیے بت بنانے کا حکم ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے یہود ونصاریٰ کا زنار باندھا، خواہ ان کے گرجا میں داخل ہو یا نہ ہو۔

معبودان کفار پر پھول چڑھانا کفار کا طریقہ عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت کفر ہے، اس لیے بتوں پر پھول چڑھانا کفریہ فعل میں کفار کی مشابہت ہے۔ خواہ عبادت کی نیت کرے، یا عبادت کی نیت نہ کرے۔ خواہ معبود کفار کی حیثیت سے بت پر پھول چڑھائے، یا محض ایک پتھر ہونے کی حیثیت سے۔ ہر صورت میں حکم کفر ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ برگزیدہ رسول اور اولوالعزم انبیائے کرام میں سے ہیں۔ نصاریٰ نے انہیں معبود بنالیا ہے۔ وہ عبادت کے طور پر ان کی تصویر کو سجدہ

کرتے ہیں، خواہ وہ تصویر کاغذی ہو، یا مجسماتی۔حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کو سجدہ کرنے میں نصاریٰ کے کفریہ فعل کی مشابہت ہے، لہٰذا یہ کفر ہے۔دیگر غیر معبود مخلوقات کی تصویر کو سجدہ اسی وقت کفر ہوگا، جب عبادت کی نیت ہو: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(3) معبودان کفار کے حکم میں حیثیات کا فرق معتبر نہیں۔حضرت داؤد وسلیمان علیہما الصلوٰۃ والسلام نبی بھی ہیں اور بادشاہ بھی۔سلطان غزنوی وسلطان عالمگیر بھی بادشاہ ہیں۔

اگر کوئی غزنوی وعالمگیر کی توہین بادشاہ ہونے کی حیثیت سے کرے تو الگ حکم ہے۔

اگر کوئی ان دونوں کی توہین مسلمان ہی ہونے کی حیثیت سے کرے تو الگ حکم ہے۔

حضرت داؤد وسلیمان علیہما الصلوٰۃ والسلام گرچہ بادشاہ بھی ہیں، لیکن ان دونوں پیغمبران عظام علیہما السلام کی بے ادبی جس حیثیت سے کی جائے، کفر ہی ہوگا۔نبی ورسول کی بے ادبی میں حیثیت کا اعتبار نہیں۔اسی طرح معبودان کفار کے حکم میں حیثیتوں کا اعتبار نہیں۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''اگر معبودان کفار کی جے ہے تو کفر ہے اور اگر کافروں کی ہے تو فقہائے کرام اسے بھی کفر فرماتے ہیں۔فتاوائے ظہیریہ واشباہ والنظائر وتنویرالابصار ودرمختار میں ہے: (لو سلم علی الذمی تبجیلا یکفر لان تبجیل الکافر کفر–ولو قال لمجوسی یا استاذ تبجیلا کفر)

(اگر کسی نے تعظیم کرتے ہوئے ذمی کو سلام دیا تو کافر ہو جائے گا، کیوں کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔اگر کسی نے مجوسی کو بطور تعظیم ''اے استاذ'' کہا تو کفر ہے۔ت)

(فتاویٰ رضویہ: جلد چہاردہم: ص674-جامعہ نظامیہ لاہور)

(4) امام ابن حجر ہیتمی شافعی قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: (فهذا الجنس قد ثبت للوالد ولو فی زمن من الازمان اوشريعة من الشرائع فكان شبهة دارئة للكفر عن فاعله–بخلاف السجود لنحو الصنم او الشمس فانه لم يرد هو ولا ما يشابهه فی التعظيم فی شريعة من الشرائع فلم يكن لفاعل ذٰلک

شبهة لاضعيفة ولا قوية فكان كافرا–ولا نظر لقصده التقرب فيما لم ترد الشريعة بتعظيمه بخلاف من وردت بتعظيمه)

(الاعلام بقواطع الاسلام:ص13 - مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: پس یہ جنس (سجدہ)، والد کے لیے ثابت ہے اگر چہ کسی زمانے یا کسی شریعت میں ہو، پس یہ شبہہ کفر فاعل کے لیے دافع ہوگا بخلاف اس کے کہ مثل بت یا سورج کو سجدہ کیا جائے، کیوں کہ سجدہ اور جو بھی اس کے مشابہ ہو تعظیم میں، کسی شریعت میں (اصنام واوثان کے لیے) وارد نہیں ہوا، لہٰذا اس کام کے کرنے والے کے لیے کوئی ضعیف اور قوی شبہہ نہیں، پس وہ فاعل کافر ہے اور جس کی تعظیم کے لیے شریعت میں کچھ وارد نہیں ہوا، اس کی تعظیم میں اس کے اردۂ تقرب کا اعتبار نہیں ہوگا، بخلاف اس کے جس کی تعظیم کے لیے شریعت وارد ہوئی۔

والد کی قربت ونزدیکی حاصل کرنے کے واسطے اسے سجدہ کیا، یعنی سجدۂ تعظیمی کیا تو یہ کفر نہیں، بلکہ حرام ہے، کیوں کہ ماقبل کی شریعت خداوندی میں والد کو سجدہ کرنا بہ نیت تقرب یعنی بہ نیت تعظیم جائز تھا، پس اس شخص کو جواز کا شبہہ ہوسکتا ہے، لیکن غیر مومن معبودان باطل کے سجدہ کا حکم کبھی کسی بھی شریعت خداوندی میں وارد نہیں ہوا، پس وہاں دلائل شرع کی روشنی میں اسے شبہہ لاحق ہونے کی گنجائش نہیں، پس معبودان باطل کو سجدہ کرنے والا کافر ہوگا۔

منقولہ بالاعبارت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ معبودان باطل کو صرف سجدہ کرنا کفر نہیں، بلکہ سجدہ کے مماثل دیگر تعظیم وتکریم بھی کفر ہے، جیسے معبودان باطل کی جے پکارنا کفر ہے۔

معبودان کفار کی جے پکارنا یعنی اس کی تعظیم کرنا ہر صورت میں کفر ہے، کیوں کہ معبودان کفار کی تعظیم میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں۔ کافر کی تعظیم اس وقت کفر ہے، جب کافر ہونے کی حیثیت سے اس کی تعظیم کی جائے۔ دیگر اعتبار سے کافر کی تعظیم حرام ہے۔

<u>وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ العظیم</u>

باب چہارم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور مومنین صالحین

کفار و مشرکین اپنے معبودان باطل کی عبادت یا تعظیم کے طور پر جن امور کو انجام دیتے ہوں، وہ کفریہ امور ہیں، کیوں کہ یہ لوگ غیر اللہ کو معبود مان کر ایسے افعال انجام دیتے ہیں۔ایسے خاص امور کو ان معبودان باطل کے لیے انجام دینا کفر ہے، کیوں کہ یہ کفار کے کفریہ فعل میں کفار سے مشابہت ہے۔اگر ان امور میں عبادت کی نیت ہو تو کفر کا دو سبب پایا جائے گا۔کفریہ اعمال میں کفار و مشرکین کی مشابہت اور غیر اللہ کی عبادت۔

غیر اللہ کی عبادت کا قصد ہی کفر ہے۔اگر عبادت کا قصد نہ ہو تو بھی کفریہ عمل میں کفار کی مشابہت ہے۔ایسے امور لہو ولعب یا مذاق کے طور پر بھی انجام دے تو بھی کفر ہے، کیوں کہ کفریہ عمل میں کفار کی مشابہت ہے، خواہ معبود باطل کو معبود مانے، یا نہ مانے۔بہر صورت کفریہ عمل میں کفار کی مشابہت ضرور ہے اور یہ مشابہت کفر ہے۔باب دہم میں کفار کے مذہبی شعار اور قومی شعار کی بحث ہے۔اس میں اس مشابہت کے حکم کی تفصیل ہے۔

(1)امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''جو شخص عبادت غیر کا قصد کرے ،ضرور مشرک ہے''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد نہم: جز اول:ص210-رضا اکیڈمی ممبئ)

(2)امام اہل سنت نے رقم فرمایا:''عبادت غیر کی نیت خود ہی کفر ہے، گرچہ اس کے ساتھ کوئی فعل نہ ہو''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد نہم: جز دوم:ص114-رضا اکیڈمی ممبئ)

کفار و مشرکین نے حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام یا مومنین صالحین کو اپنا معبود بنا لیا ہو تو ان کے حق میں وہ تعظیم وتوقیر اختیار کی جائے گی، جو عند الشرع جائز ہو۔ان

نفوس قدسیہ کی تعظیم وتوقیر کے بعض احکام ضرور بدل جائیں گے۔

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قوم کفار نے اپنا معبود نہیں بنایا ہے، پس ان کی تصویر کو سجدۂ تعظیمی حرام ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نصاریٰ نے اپنا معبود بنالیا ہے تو ان کی تصویر کو سجدۂ تعظیمی بھی کفر ہوگا۔ چوں کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کو بہ نیت عبادت سجدہ کرتے ہیں، پس حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کے سجدۂ تعظیمی میں نصاریٰ کے سجدۂ عبادت کی مشابہت ہے۔ یہی مشابہت سبب کفر ہے۔

معبودان کفار کو لہوولعب اور مذاق کے طور پر سجدہ کرنا بھی کفر ہے۔ دراصل یہ علامت کفر ہے۔ علامت کفر کو کسی نیت سے اختیار کرے، وہ کفر ہی ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ نے رقم فرمایا: ''مسلمان کو دسہرے کی شرکت حرام ہے، بلکہ فقہا نے اسے کفر کہا اور اس میں بہ نیت موافقت ہنود ناقوس بجانا بے شک کفر ہے اور معبودان کفار پر پھول چڑھانا کہ ان کا طریقہ عبادت ہے، اشد واخبث کفر۔

اشباہ والنظائر وغیرہا معتمدات اسفار میں ہے: **عبادۃ الصنم کفر ولا اعتبار بما فی قلبہ وکذا لو صور عیسی علیہ الصلوٰۃ یسجد لہ–وکذا اتخاذ الصنم لذلک وکذا لو تزنر بزنار الیہود والنصاری–دخل کنیستہم او لم یدخل**''۔ (فتاویٰ رضویہ: جلد ششم: ص149 - رضا اکیڈمی ممبئی)

ترجمہ: بت کی عبادت کفر ہے۔ دل میں جو کچھ ہے، اس کا اعتبار نہیں۔ ایسا ہی حکم ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر بنا کر اسے سجدہ کرے۔ اسی طرح سجدہ کے لیے بت بنانے کا حکم ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے یہود ونصاریٰ کا زنار باندھا، خواہ ان کے گرجا میں داخل ہو یا نہ ہو۔

معبودان کفار پر پھول چڑھانا کفار کا طریقہ عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت کفر ہے

، اس لیے بتوں پر پھول چڑھانا کفریہ فعل میں کفار کی مشابہت ہے۔ خواہ عبادت کی نیت کرے، یا نہ کرے۔ خواہ معبود کفار کی حیثیت سے بت پر پھول چڑھائے، یا محض ایک پتھر ہونے کی حیثیت سے اس پر پھول چڑھائے۔ یہ ہر صورت میں حکم کفر ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ برگزیدہ رسول اور اولوالعزم انبیائے کرام میں سے ہیں۔ نصاریٰ نے انہیں معبود بنالیا ہے۔ وہ عبادت کے طور پر ان کی تصویر کو سجدہ کرتے ہیں، خواہ وہ تصویر کاغذی ہو، یا مجسماتی۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کو سجدہ کرنے میں نصاریٰ کے کفریہ فعل کی مشابہت ہے، لہٰذا یہ کفر ہے۔ دیگر غیر معبود مخلوقات کی تصویر کو سجدہ اسی وقت کفر ہوگا، جب عبادت کی نیت ہو: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ العظیم

باب پنجم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

معبودان باطل ودیگر مخلوقات کوسجدہ کرنے کا حکم

مخلوقات کوسجدہ تعظیمی فی نفسہ کفرنہیں، بلکہ شریعت اسلامیہ میں حرام ہے۔معبودان کفار کے لیے سجدۂ تعظیمی بھی کفر ہے،خواہ نیت کچھ بھی ہو، کیوں کہ یہ کفر یہ فعل میں کفار کی مشابہت ہے۔اسی طرح تعظیم وعبادت کے وہ تمام طریقے جو کفار اپنے معبودان باطل کی تعظیم وعبادت کے لیے کرتے ہیں،معبودان کفار کے لیے وہ امورانجام دینا کفر ہے۔

اسی طرح غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم کی نیت سے دیگر امورانجام دینا بھی کفر ہے ،کیوں کہ غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم علامت کفر ہے۔قول کے ذریعہ بھی تعظیم ہوتی ہے اورفعل کے ذریعہ بھی۔غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم ہر حال میں کفر ہے، جیسے معبودان کفار کی جے پکارنا کفر ہے۔تعظیم کی نیت ہو، یانہ ہو۔معبود کفار ہونے کی حیثیت سے جے پکارے ،یاکسی دوسری حیثیت سے۔غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم میں حیثیت کا فرق معتبرنہیں۔

کفار کی تعظیم میں نیت کا اعتبار ہے۔کافر ہونے کے سبب کافر کی تعظیم کی گئی تو یہ کفر کی تعظیم ہےاور کفر کی تعظیم کفر ہے۔دوسری حیثیت سے کافر کی تعظیم حرام ہے۔

معبودان کفار کوسجدہ کرنا کفر

(1) فتاویٰ رضویہ سے ایک سوال وجواب منقولہ ذیل ہے جس میں معبودان کفار کی ہرقسم کی تعظیم کے کفر ہونے کی وضاحت ہے، کیوں کہ یہ افعال مسلمان سرانجام نہیں دیتے۔

سوال پنجم: یہ کہنا کہ وید ہنود میں شرک نہیں۔ہنود کو بالقطع مشرک کہنا صحیح نہیں۔بتوں کوسجدہ کرنا ان کا باعث کفرنہیں ہوسکتا کہ یہ سجدہ تعظیمی ہے، جیسے فرشتوں نے آدم کو کیا تھا

اور بتوں سے شفاعت کا امیدوار رہنا ایسا ہے جیسے اہل اسلام کا انبیا سے امیدوار شفاعت رہنا اور مشائخ نے اکثر اذکار وافکار ومراقبات جوگیان ہنود سے لیے ہیں۔اس قسم کے ہفوات، ہدایت وارشاد کے باب سے ہیں یا در پردہ بیخ کنی اسلام کے اسباب ہیں۔

جواب سوال پنجم: ہنود قطعاً بت پرست مشرک ہیں۔وہ یقیناً بتوں کو سجدۂ عبادت کرتے ہیں اور بالفرض نہ بھی ہوتو بتوں کی ایسی تعظیم پر بھی ضرور حکم کفر ہے اور انہیں بارگاہ عزت میں شفیع جاننا بھی کفر، ان سے شفاعت چاہنا بھی کفر کہ قطعاً اجماعاً یہ افعال واقوال کسی مسلم سے صادر نہیں ہوتے، نہ کوئی مسلمان، بلکہ کوئی اہل ملّت بت کی نسبت ایسا اعتقاد رکھے اور اس میں صراحۃً تکذیب قرآن ومضادت رحمٰن ہے۔

شرح فقہ اکبر میں ہے:(**قال ابن الهمام: وبالجملة فقد ضم الٰى تحقيق الايمان اثبات امور، الاخلال بها اخلال بالايمان اتفاقًا كترك السجود لصنم وقتل نبى او الاستخفاف به او بالمصحف او الكعبة: الخ**)

(محقق ابن الہمام نے فرمایا: حاصل یہ ہے کہ وجود ایمان کے لیے چند امور کے اثبات کا انضمام کیا جائے گا اور ان میں خلل اندازی بالاتفاق ایمان میں خلل اندازی کے مترادف ہوگی، جیسے بُت کو سجدہ نہ کرنا، کسی نبی کو قتل نہ کرنا، نبی یا مصحف یا بیت اللہ شریف کی توہین نہ کرنا: الخ: ت)

اعلام بقواطع الاسلام میں قواعد امام قرافی سے ہے:

(**هذا الجنس قد ثبت للوالد ولو فى زمن من الازمان وشريعة من الشرائع فكان شبهة دارئة لكفر فاعله–بخلاف السجود لنحو الصنم او الشمس فانه لم يرد هو ولا ما يشابهه فى التعظيم فى شريعة من الشرائع فلم يكن لفاعل ذٰلك شبهة، لاضعيفة ولا قوية فكان كافرا–ولانظر لقصد**

التقرب فیما لم ترد الشریعة بتعظیمه بخلاف من وردت بتعظیمه)

(یہ جنس، والد کے لیے ثابت ہے اگر چہ کسی زمانے یا کسی شریعت میں ہو، پس یہ شبہہ کفر فاعل کے لیے دافع ہوگا بخلاف اس کے کہ مثل بت یا سورج کو سجدہ کیا جائے، کیوں کہ وہ اور جو بھی اس کے مشابہ ہو تعظیم میں، کسی شریعت میں وارد نہیں ہوا، لہٰذا اس کام کے کرنے والے کے لیے کوئی ضعیف اور قوی شبہہ نہیں، پس کرنے والا کافر ہے اور جس کی تعظیم کے لیے شریعت میں کچھ وارد نہیں ہوا، ارادہ تقرب کے لیے اسے نہیں دیکھا جائے گا، بخلاف اس کے جس کی تعظیم کے لیے شریعت وارد ہوئی۔ت)

(فتاویٰ رضویہ: جلد نہم: جز اول: ص216-رضا اکیڈمی ممبئی)

(فتاویٰ رضویہ: جلد24: ص163-جامعہ نظامیہ لاہور)

سجدہ کرنا کسی زمانے میں اور کسی شریعت میں والد کے لیے جائز تھا، لیکن بتوں کو اور شمس وقمر کو سجدہ کرنا کسی بھی شریعت میں کسی بھی زمانے میں جائز نہیں تھا، پس بتوں اور شمس وقمر کو سجدہ کرنا ہر حال میں کفر ہے، خواہ عبادت کی نیت سے سجدہ کرے، یا کسی بھی نیت سے کرے، کیوں کہ کواکب ونجوم وشمس وقمر بھی معبود کفار ہیں۔غیر مومن معبود کفار جس کی تعظیم شریعت میں وارد نہیں، اس کے لیے سجدہ کرنا یا سجدہ کی طرح کوئی تعظیم کا عمل کرنا کفر ہے۔ عبادت کی نیت ہو، یا تعظیم کی نیت ہو، بہر صورت کفر ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اولوالعزم مرسلین میں سے ہیں، لیکن نصاریٰ نے انہیں معبود بنالیا ہے، پس ان کی تصویر کو سجدۂ تعظیمی کرنا بھی کفر ہے، کیوں کہ نصاریٰ انہیں معبود سمجھ کر ان کی تصویر کو سجدہ کرتے ہیں، پس کافر کے کفر یہ فعل میں مشابہت ہو جائے گی۔

پیر کی تصویر کو سجدۂ تعظیمی کرنا حرام ہے، کفر نہیں۔پیر کو کسی نے معبود نہیں بنایا تو اس کی تصویر کو سجدۂ تعظیمی حرام ہوگا۔کفر اس وقت ہوگا جب سجدۂ عبادت کی نیت ہو۔

نبی ورسول اور مومنین صالحین کی تعظیم وتوقیر کا حکم شریعت میں ہے، پس حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ تعظیم بجالائی جائے گی جس کی اجازت شریعت میں ہو، گرچہ نصاریٰ نے انہیں معبود بنالیا ہے۔ دیگر مومنین صالحین کی بھی جائز تعظیم جائز ہوگی، گرچہ کفار نے ان کو معبود بنالیا ہو۔ جن امور میں کفار کے خاص کفریہ فعل سے مشابہت ہو، وہ کفر ہوگا۔

(2) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''اشباہ والنظائر وغیرہا معتمدات اسفار میں ہے: **عبادۃ الصنم کفر-ولا اعتبار بما فی قلبه-وکذا لو صور عیسی علیه الصلوٰۃ یسجد له-وکذا اتخاذ الصنم لذلک-وکذا لو تزنر بزنار الیهود والنصاری دخل کنیستهم او لم یدخل**''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم: ص149 - رضا اکیڈمی ممبئی)

ترجمہ: بت کی عبادت کفر ہے۔ دل میں جو کچھ ہے، اس کا اعتبار نہیں۔ ایسا ہی حکم اس کا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر بنا کر اسے سجدہ کرے۔ اسی طرح سجدہ کے لیے بت بنانے کا حکم ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے یہود ونصاریٰ کا زنار باندھا، خواہ ان کے گرجا میں داخل ہو، یا نہ ہو۔

(3) جو سورج کو سجدہ کرے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو، یعنی بت کو سجدہ کی نیت نہ کرے، وہ علم الٰہی میں مومن ہے، لیکن ہم پر اس کی تکفیر فرض ہے، کیوں کہ یہ عدم تصدیق کی علامت ہے اور ایمان ''تصدیق ما جاء بہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' کا نام ہے۔

امام ابن حجر ہیتمی شافعی نے رقم فرمایا: **(فی المواقف وشرحها: من صَدَّقَ بما جاء به النَّبِیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم ومع ذلک سَجَدَ للشمس کان غیر مؤمن بالاجماع-لان سجودَه لَهَا یَدُلُّ بظاهره علٰی انه لیس بِمُصَدِّق ونحن نحکم بالظاهر فلذلک حَکَمْنَا بعدم ایمانه-لَا لِاَنَّ عَدْمَ السُّجُودِ**

لِغَيْرِ اللّٰه داخلٌ فی حقيقة الايمان–حَتّٰى لَوْ عُلِم انه لم يسجد لها علٰى سبيل التعظيم واعتقاد الالٰهية بل سَجَدَ لَهَا وقلبه مطمئن بالتصديق لَمْ يُحْكَمْ بكفره فيما بينه وبين اللّٰه وَاِنْ اُجْرِىَ عَلَيْه حُكْمُ الْكَافِرِ فی الظاهر–انتهٰى)

(الاعلام بقواطع الاسلام:ص348)

(لان سجودَه لَهَا يَدُلُّ بظاهره) میں ظاہر سے ظاہر حال مراد ہے۔اصول فقہ میں بھی ایک اصطلاح کا نام ''ظاہر'' ہے،یعنی ظاہر ونص ومفسر ومحکم ۔یہاں ظاہر سے یہ اصول فقہ کی اصطلاح مرادنہیں۔متکلمین اس اصطلاح کے اعتبار سے ظاہر پرحکم کفرنہیں عائد کرتے ، بلکہ جب کلام کفری معنی میں مفسر ہویعنی صریح متعین ہو،تب کفر کلامی کا حکم جاری ہوتا ہے۔**(وَاِنْ اُجْرِىَ عَلَيْه حُكْمُ الْكَافِرِ فی الظاهر)** میں ظاہر سے مراد یہ ہے کہ حکم دنیا میں اسے کافر سمجھا جائے گا اور کافروں کی طرح سلوک کیا جائے گا۔

(4)امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان سے سوال ہوا کہ ایک نمازی مسلمان تصویر کوسجدہ کرتا ہے،وہ مومن ہے یا کافر؟ جواب کا ایک حصہ منقولہ ذیل ہے۔

''سجدۂ تحیت اگر بت یا چاند یا سورج کوکرتا ہے،ضرور اس پرحکم کفر ہے۔کفر اگر چہ عقد قلبی ہے،مگر جس طرح اقوال زبان اس پر دلیل ہوتے ہیں ،یوہیں بعض افعال بھی ، جن کوشریعت نے ٹھہرا دیا ہے کہ یہ صادرنہیں ہوتے ،مگر کافر سے ۔انہیں میں سے اشیائے مذکورہ کوسجدہ کرنا ہے،یا معاذ اللہ مصحف شریف کونجاست میں پھینک دینا،یا کسی نبی کی شان میں گستاخی: **كما صرح به علمائنا المتكلمون فی المسايرة وشروح المقاصد والمواقف والفقه الاكبر وغيرها۔**

یوہیں تصویر اگر مشرکین کے معبودان باطل کی ہوتو اسے سجدہ کرنے پر بھی مطلقاً حکم کفر ہے: **لا شتراک العلة،بل لا فرق بينها وبين الوثن الا بالتسطيح**

بالتجسیم ۔اور اگر ایسی نہیں ہے تو اسے سجدہ کرنا مطلقاً حرام و کبیرہ ہے، مگر کفر نہیں ۔جب تک بہ نیت عبادت نہ ہو"۔(فتاویٰ رضویہ جلد نہم جز دوم:ص114-رضا اکیڈمی ممبئی)

معبود کفار کی تصویر یا مجسمہ کو سجدہ کرنے میں نیت کا اعتبار نہیں ۔یہ سجدہ علامت کفر ہے، پس حکم کفر نافذ ہوگا۔اسی طرح حیثیت کا بھی اعتبار نہیں کہ معبود کفار ہونے کی حیثیت سے سجدہ کیا، یا کسی اور حیثیت سے ۔اسی اصول کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کو سجدہ کرنا کفر قرار دیا گیا۔ نبی وپیغمبر ہونے کی حیثیت سے ان کی تصویر کو سجدہ کرے ،تب بھی کفر ہے، کیوں کہ کافر کے کفریہ فعل سے مشابہت ہے اور ایسی مشابہت کفر ہے۔

جو تصویر یا مجسمہ کفار کا معبود نہ ہو،اس کو سجدۂ تعظیمی کرنا حرام ہے۔ایسی تصویر کو سجدہ کرنا کفر اس وقت ہوگا جب سجدۂ عبادت کی نیت ہو۔ہاں، جو تصویر یا مجسمہ یا کوئی زندہ آدمی یا حیوان کفار کے معبود ہوں،ان کو سجدہ کرنا کفر ہے، کیوں کہ کفار اس کو معبود سمجھ کر سجدہ کرتے ہیں ۔غیر اللہ کو معبود سمجھنا اور معبود سمجھ کر کوئی عمل کرنا کفر ہے اور کفریہ عمل میں کفار کی مشابہت اختیار کرنا کفر ہے۔الحاصل معبودان باطل کو سجدۂ تعظیمی وسجدۂ عبادت دونوں کفر ہے، کیوں کہ یہ علامت کفر ہے ۔معبودان باطل کے علاوہ دیگر مخلوقات کو سجدۂ تعظیمی حرام ہے، سجدۂ عبادت کفر ہے۔معبودان باطل کے سجدہ یا تعظیم میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں۔

اگر کوئی شخص صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معبود برحق مانتا ہے اور معبود باطل کے سامنے سجدہ کیا، لیکن معبود باطل کو سجدہ کا قصد نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کی نیت کیا تو وہ عند اللہ کافر نہیں ،لیکن حکم ظاہر میں وہ کافر ہے، کیوں کہ معبودان باطل کو سجدہ کرنا کفار کی مذہبی عبادت ہے۔ حکم ظاہر میں اس کو کافر سمجھا جائے گا اور اس کے ساتھ کافروں کی طرح سلوک کیا جائے گا۔

اگر معبود باطل کو سجدہ کی نیت کرتا تو عند اللہ بھی کافر قرار پاتا، کیوں کہ معبودان کفار کو سجدۂ عبادت وسجدۂ تعظیمی دونوں کفر ہیں ۔غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم کفر ہے۔خواہ سجدہ

کے ذریعہ تعظیم کرے، یا کسی اور قول وفعل کے ذریعہ تعظیم کرے۔قول وفعل دونوں کے ذریعہ تعظیم وتوقیر اور تنقیص وتحقیر ہوتی ہے۔غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم کفر ہے۔

اطمینان قلب کی صورت یہ ہے کہ معبود باطل کی طرف رخ کر کے سجدہ کیا اور اس کو سجدہ کی نیت نہیں کیا، مثلاً اللہ کو سجدہ کی نیت کیا، پس بظاہر معبود باطل کو سجدہ ہوا، لہٰذا حکم ظاہر میں وہ کافر ہے، اور عدم نیت کے سبب عند اللہ وہ مومن ہے۔سجدہ ایک کفریہ فعل ہے۔ اگر کفریہ قول کہا اور دل میں اس کا معتقد نہیں تو بھی وہ عند اللہ بھی کافر ہے۔قول میں نیت کا کوئی اعتبار نہیں۔بحث دوازدہم میں مجرد علامت کفر کا بیان اور حکم کی تفصیل مرقوم ہے۔

(5) امام اہل سنت قدس سرہ نے رقم فرمایا:''خود مسئلہ بدیہی ہے۔کیا جو شخص پانچ وقت قبلہ کی طرف نماز پڑھتا اور ایک وقت مہادیو کو سجدہ کر لیتا ہو، کسی عاقل کے نزدیک مسلمان ہوسکتا ہے۔حالاں کہ اللہ کو جھوٹا کہنا یا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنا مہادیو کے سجدے سے کہیں بدتر ہے۔اگر چہ کفر ہونے میں برابر ہے، وذلک ان الکفر بعضہ اخبث من بعض (اور یہ اس لیے کہ بعض کفر بعض سے خبیث تر ہے)

وجہ یہ کہ بت کو سجدہ علامت تکذیب خدا ہے اور علامت، تکذیب میں تکذیب کے برابر نہیں ہوسکتی اور سجدہ میں یہ احتمال عقلی بھی نکل سکتا ہے کہ محض تحیت ومجرا مقصود ہو، نہ کہ عبادت اور محض تحیت فی نفسہ کفر نہیں، ولہٰذا اگر مثلاً کسی عالم یا عارف کو تحیۂ سجدہ کرے، گنہ گار ہوگا، کافر نہ ہوگا۔امثال بت میں شرع نے مطلقاً حکم کفر بر بنائے شعار خاص رکھا ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 30: ص 338 - جامعہ نظامیہ لاہور)

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے منقولہ بالا عبارت کے حاشیہ میں رقم فرمایا:

''شرح مواقف میں ہے:(**سجوده لها يدل بظاهره انه ليس بمصدق– ونحن نحكم بالظاهر فلذا حكمنا بعدم ايمانه–لا لان عدم السجود لغير**

اللّٰہ داخل فی حقیقۃ الایمان حتی لو علم انہ لم یسجد لھا علٰی سبیل التعظیم واعتقاد الالٰھیۃ بل سجد لھا وقلبہ مطمئن بالتصدیق لم یحکم بکفرہ فیمابینہ وبین اللّٰہ،وان اجری علیہ حکم الکفر فی الظاھر) -۱۲منہ‘‘۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد30:ص338-جامعہ نظامیہ لاہور)

ترجمہ:اس کا سورج کوسجدہ کرنا بظاہراس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ (نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی) تصدیق نہیں کرتا ہےاور ہم ظاہر پر حکم لگاتے ہیں ۔یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس کے عدم ایمان کا حکم لگایا ہے۔یہ حکم اس وجہ سے نہیں لگایا کہ غیر اللہ کوسجدہ نہ کرنا ایمان کی حقیقت میں داخل ہے، یہاں تک کہ اگر معلوم ہوجائے کہ اس نے سورج کوسجدہ بطور تعظیم اوراس کو معبود سمجھ کرنہیں کیا، بلکہ اس کوسجدہ کیا، درآں حالے کہ اس کا دل تصدیق وایمان کے ساتھ مطمئن تھا تو عنداللہ اس کے کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا،اگر چہ حکم ظاہر میں اس پرکفر کا حکم جاری کیا جائے گا۔

جس طرح معبودان کفار کوسجدہ کرنا کفر ہے،خواہ کسی نیت سے ہو،کیوں کہ یہ تکذیب خدا ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی علامت ہے۔اسی طرح معبودان کفار کی تعظیم وتکریم بھی کفر ہے،خواہ نیت کچھ بھی ہو۔معبودان کفار کی تعظیم ہرصورت میں کفر ہے، کیوں کہ یہ بھی علامت کفر اور تصدیق کے منافی ہے،جیسے قرآن مجید کوآلودگی میں ڈالنا کفر کی علامت ہے۔اگر غیر اللہ کوسجدۂ عبادت کیا تو یہ شرک قطعی اور کفر کلامی ہے۔

اگر معبودان کفار کوسجدۂ تعظیمی کیا تو یہ بھی کفر ہے۔اگر معبودان باطل کے علاوہ کسی دوسرے کوسجدۂ تعظیمی کیا تو حرام ہے،کفر نہیں ۔معبودان باطل اور دیگر مخلوقات کے سجدۂ تعظیمی کا حکم جداگانہ ہے۔معبودان باطل کوسجدہ کرنا،کفر یہ فعل میں کفار کی مشابہت اختیار کرنا ہے،لہٰذا تشبہ بالکفار کے کے سبب معبود باطل کو ہرقسم کا سجدہ کفر ہے۔

(6) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''کفار کے مذہبی جذبات اور ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں کو عزت دینا صریح کلمہ کفر ہے: قال اللہ تعالیٰ: وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین لایعلمون۔ عزت تو خاص اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لیے ہے، مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں اور مذہبی جذبات کا اعزاز درکنار، جو ان کے کسی فعل ہی کی تحسین کرے، باتفاق ائمہ کافر ہے۔ غمز العیون والبصائر میں ہے: من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ۔ ان لوگوں پر فرض ہے کہ ایسی باتوں سے توبہ کریں، تجدید اسلام کریں، تجدید نکاح کریں: واللہ تعالیٰ اعلم''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم: ص125-126 - رضا اکیڈمی ممبئی)

دیوتاؤں اور پیشواؤں کو عزت دینا اور تعظیم کرنا ایک ہی امر ہے اور یہ کفر ہے۔

لہو ولعب اور مذاق سے سجدہ کرنا کفر

معبودان باطل اور اصنام واوثان کو مذاق سے سجدہ کرنا بھی کفر ہے۔

علامہ شامی قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: (ثم قال فی البحر: فَفَرَّقَ بَيْنَ الْإِعْتَاقِ لِآدَمِيٍّ وَبَيْنَ الْإِعْتَاقِ لِلشَّيْطَانِ، وَعَلَّلَ حُرْمَةَ الْإِعْتَاقِ لِلشَّيْطَانِ بِأَنَّهُ قَصَدَ تَعْظِيمَهُ: ا ه–أَيْ بِخِلَافِ قَصْدِ تَعْظِيمِ فُلَانٍ–لِأَنَّهُ غَيْرُ مَنْهِيٍّ: تَأَمَّلْ.

(قَوْلُهُ: وَحَرَامٌ بَلْ كُفْرٌ لِلشَّيْطَانِ) وَكَذَا لِلصَّنَمِ كَمَا سَيَأْتِي–وَلَعَلَّ وَجْهَ الْقَوْلِ بِأَنَّهُ كُفْرٌ هُوَ مَا سَيَذْكُرُهُ عَنْ الْجَوْهَرَةِ أَنَّ تَعْظِيمَهُمَا دَلِيلُ الْكُفْرِ الْبَاطِنِ كَالسُّجُودِ لِلصَّنَمِ وَلَوْ هَزَلًا فَيُحْكَمُ بِكُفْرِهِ–وَهَذَا كُلُّهُ إذَا لَمْ يَقْصِدْ التَّقَرُّبَ وَالْعِبَادَةَ وَإِلَّا فَهُوَ كُفْرٌ بِلَا شُبْهَةٍ سَوَاءٌ كَانَ لِفُلَانٍ أَوْ لِلشَّيْطَانِ)

(ردالمحتار: کتاب العتق: ج13 ص277 - مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: پھر البحر الرائق میں فرمایا: پس کسی آدمی کے لیے غلام آزاد کرنے اور شیطان کے لیے غلام آزاد کرنے میں فرق ہے اور شیطان کے لیے غلام آزاد کرنے کی حرمت کی علت بیان فرمائی کہ اس نے اس کی تعظیم کا قصد کیا: اھ۔

یعنی فلاں (کسی آدمی) کی تعظیم کے برخلاف، کیوں کہ وہ ممنوع نہیں۔غور کرلو۔

(شارح کا قول: شیطان کے لیے (غلام آزاد کرنا) حرام ہے، بلکہ کفر ہے) اور اسی طرح بت کے لیے (غلام آزاد کرنا کفر ہے) جیسا کہ عنقریب آئے گا اور شاید اس قول کہ یہ کفر ہے، اس کی وجہ وہ ہے جو عنقریب جوہرہ نیرہ کے حوالے سے ذکر کریں گے کہ شیطان و بت کی تعظیم کفر باطنی کی دلیل ہے جیسا کہ بت کو سجدہ کرنا، گرچہ ہزل (مذاق) کے طور پر ہو، پس اس کے کفر کا حکم دیا جائے گا اور یہ تمام اس وقت ہے جب تقرب وعبادت کا قصد نہ ہو، ورنہ وہ بلاشبہ کفر ہے، خواہ فلاں (کسی آدمی) کے لیے ہو، یا شیطان کے لیے ہو۔

بت کو عبادت یا تعظیم کے طور پر سجدہ کرے تو بھی کفر ہے اور مذاق کے طور پر سجدہ کرے تو بھی کفر ہے، کیوں کہ یہ علامت کفر ہے اور کفریہ عمل میں کفار سے مشابہت ہے۔

معبودان باطل کے علاوہ دیگر مخلوقات کو سجدۂ عبادت کفر اور سجدۂ تعظیمی حرام ہے۔

معبودان باطل کی تعظیم کفر ہے۔معبودان باطل کفر وشرک کا منبع ومرجع ہیں۔ان کی تعظیم کفر کی تعظیم کے مماثل ہے، لہٰذا کفر ہے۔جب کہ کفار کی تعظیم میں حیثیت کا لحاظ ہے۔ اگر کافر ہونے کی حیثیت سے کافر کی تعظیم کرے تو یہ کفر کی تعظیم ہے اور اس تعظیم پر حکم کفر ہے۔

سجدہ کے مماثل دیگر تعظیمی امور بھی کفر

معبودان کفار کے علاوہ دیگر مخلوقات کو سجدۂ تعظیمی کفر نہیں اور جس طرح معبودان کفار کو سجدۂ تعظیمی کفر ہے، اسی طرح معبودان کفار کے لیے دیگر تعظیمی امور بھی کفر ہیں۔

جن مومنین صالحین کو کفار نے معبود بنالیا ہو، ان کے لیے از روئے شرع جو تعظیم

وتوقیر ثابت ہے، وہ حسب سابق جائز ہی رہے گی۔زید جو ولی اللہ ہے، اس کو اگر کفار اپنا معبود مان لیں اور کفار ان کو معبود سمجھ کر بطور عبادت ان کو پھول کا ہار پہنائیں تو ہرگز وہ اس کی اجازت نہیں دیں گے۔اگر کفار زید کی تصویر یا مجسمہ بنا کر اس کو پھول کا مالا بطور عبادت پہنائیں تو اس میں زید کی رضا مندی شامل نہیں۔ایسی صورت میں زید کی تصویر یا مجسمہ کو پھول کا ہار چڑھانا کفر یہ عمل میں کفار کی مشابہت ہے،لہٰذا یہ عمل کفر ہوگا۔زید کو ولی اللہ سمجھ کر مومنین خود زید کو پھول کا ہار پہنائیں تو یہ حسب سابق جائز رہے گا۔

زید کی ذات کا حکم الگ ہوگا اور اس کے مجسمہ اور تصویر کا حکم الگ ہوگا۔یہ فرق مومن معبودان کفار کے حکم میں ہے۔غیر مومن معبود کفار ہو،اور اس کے پجاری اسے معبود سمجھ کر پھول کا ہار بطور عبادت پہنائیں تو وہ منع نہیں کرے گا۔ایسی صورت میں خود اس شخص کو پھول کا ہار پہنانا بھی کفر ہی ہوگا۔معبودان ہنود میں جو اوتار ہیں،اگر ان کا وجود فرض کیا جائے تو وہ لوگ اپنی عبادت کی دعوت دیتے تھے،کیوں کہ ویدک دھرم (سناتن دھرم/ ہندو دھرم) میں اوتار کی عبادت کی جاتی ہے،پھر اوتار اپنی عبادت سے منع کیوں کرے گا۔

(1)امام ابن حجر ہیتمی شافعی قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:(**فهذا الجنس قد ثبت للوالد ولو فی زمن من الازمان اوشریعة من الشرائع فکان شبهة دارئة للكفر عن فاعله–بخلاف السجود لنحو الصنم او الشمس فانه لم یرد هو ولا ما یشابهه فی التعظیم فی شریعة من الشرائع فلم یکن لفاعل ذٰلک شبهة لاضعیفة ولا قویة فكان کافرا–ولا نظر لقصده التقرب فیما لم ترد الشریعة بتعظیمه بخلاف من وردت بتعظیمه**)

(الاعلام بقواطع الاسلام:ص13-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ:پس یہ جنس (سجدہ)،والد کے لیے ثابت ہے اگر چہ کسی زمانے یا کسی شریعت

میں ہو، پس یہ شبہہ کفر فاعل کے لیے دافع ہوگا بخلاف اس کے کہ مثل بت یا سورج کو سجدہ کیا جائے، کیوں کہ سجدہ اور جو بھی اس کے مشابہ ہو تعظیم میں، کسی شریعت میں (اصنام واوثان کے لیے) وارد نہیں ہوا، لہٰذا اس کام کے کرنے والے کے لیے کوئی ضعیف اور قوی شبہہ نہیں، پس وہ فاعل کافر ہے، اور جس کی تعظیم کے لیے شریعت میں کچھ وارد نہیں ہوا، اس کی تعظیم میں اس کے اردۂ تقرب کا اعتبار نہیں ہوگا، بخلاف اس کے جس کی تعظیم کے لیے شریعت وارد ہوئی۔

والد کی قربت ونزدیکی حاصل کرنے کے واسطے اسے سجدہ کیا، یعنی سجدۂ تعظیمی کیا تو یہ کفر نہیں، بلکہ حرام ہے، کیوں کہ ماقبل کی شریعت خداوندی میں والد کو سجدہ کرنا بہ نیت تقرب یعنی بہ نیت تعظیم جائز تھا، پس اس شخص کو جواز کا شبہہ ہوسکتا ہے، لیکن غیر مومن معبودان باطل کے سجدہ کا حکم کبھی کسی بھی شریعت خداوندی میں وارد نہیں ہوا، پس وہاں دلائل شرع کی روشنی میں اسے شبہہ لاحق ہونے کی گنجائش نہیں، پس معبودان باطل کو سجدہ کرنے والا کافر ہوگا۔

منقولہ بالا عبارت سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ معبودان باطل کو صرف سجدہ کرنا کفر نہیں، بلکہ سجدہ کے مماثل دیگر تعظیم وتکریم بھی کفر ہے، جیسے معبودان باطل کی جے پکارنا کفر ہے۔

(2) علامہ شہاب الدین خفاجی مصری حنفی علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا:

(واستشكل الفرق بين السجود للصنم وبين ما لو سجد الولد لوالده علٰى جهة التعظيم حيث لا يكفر مع انه كما يقصد به التقرب الى اللّٰه قد يقصد بالسجود للصنم-ولا يمكن ان يقال ان اللّٰه تعالٰى شرع ذلك للعماء والأباء دون الاصنام؟

واجيب بان الوالد وردت الشريعة بتعظيمه-بل ورد شرع غيرنا بالسجود له فهذا الجنس ثبت له السجود-ولو فى زمن من الازمان

وشـريـعة من الشـرائع فكان شبهة دارئة لكفر فاعله بخلاف السجود لنحو الـصـنـم او الشمس فانه لم يرد هو ولا ما يشابهه فى التعظيم فى شريعة من الشـرائـع فلم يكن لفاعله ذلك شبهة لا ضعيفة ولا قوية فكان كافرا–ولا نـظـر لـقـصـد التـقـرب فيـمـا لم ترد الشريعة بتعظيمه بخلاف من وردت بتـعـظيـمـه–ومـا تـقـرر ان العلماء كالوالد فى ذلك هو ما دل عليه كلام النووى فى الروضة(نسیم الریاض: جلد چہارم:ص 511-دارالکتاب العربی بیروت)

(واجيب بـان الـوالـد وردت الشريعة بتعظيمه) سے معلوم ہوا کہ جن کی تعظیم کا حکم شریعت اسلامیہ میں وارد ہے، ان کی تعظیم کی جائے گی۔ اگر کفار ومشرکین نے حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام یا مومنین صالحین کو معبود بنالیا ہوتو ان کی تعظیم کی جائے گی۔ ان نفوس قدسیہ سے متعلق صرف وہ تعظیم کفر ہوگی جو خاص شعار کفر بن چکی ہو۔

اسی طرح جن تعظیمی امور کو شریعت مصطفویہ نے ناجائز قرار دیا ہو، ویسے تعظیمی امور کو اختیار کرنا گناہ وناجائز ہوگا، جیسے کسی مخلوق کو سجدۂ تعظیمی کرنا گناہ وناجائز وحرام ہے۔ ماقبل کی شریعت میں والدوغیرہ کے لیے سجدۂ تعظیمی جائز تھا۔

(بـخـلاف السـجـود لـنـحو الصنم او الشمس فانه لم يرد هو ولا ما يشـابهـه فى التعظيم فى شريعة من الشرائع فلم يكن لفاعله ذلك شبهة لا ضعيفة ولا قوية فكان كافرا) سے معلوم ہوا کہ معبودان باطل کے لیے سجدۂ تعظیمی بھی کفر ہے، اور سجدہ کے مماثل دیگر تعظیمی امور بھی کفر ہیں۔

(ولا نـظـر لـقصد التقرب فيما لم ترد الشريعة بتعظيمه بخلاف من وردت بتـعـظيمه) سے معلوم ہوا کہ جس کی تعظیم کا حکم شریعت میں وارد نہیں جیسے معبودان باطل تو ان کے سجدۂ تعظیمی یا اس کے مماثل تعظیمی افعال میں تقرب کی نیت کا اعتبار نہ ہوگا،

بلکہ وہ تعظیمی فعل معبودان کفار کے لیے تعظیم کی نیت سے ہو، یا تقرب کی نیت سے، دونوں صورت میں کفر ہے۔غیر مومن معبودان باطل کی تعظیم بھی علامت کفر ہے۔

(3) شیخ سلیمان بن محمد بجیرمی شافعی، وشیخ زین الدین مخدوم ملیباری نے رقم فرمایا:

(والحاصل ان الانحناء لمخلوق کما یفعل عند ملاقاۃ العظماء حرام عند الاطلاق او قصد التعظیم،لا کتعظیم اللّٰہ–و کفر اِنْ قصد تعظیمھم کتعظیم اللّٰہ تعالی) (تحفۃ الحبیب علی شرح الخطیب: کتاب الحدود: جلد پنجم: ص110-مکتبہ شاملہ-اعانۃ الطالبین: باب الردۃ-جلد چہارم:ص136-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: حاصل یہ کہ مخلوق کے لیے جھکنا حرام ہے جیسا کہ باعظمت لوگوں کی ملاقات کے وقت کیا جاتا ہے،کوئی قصد نہ کرنے کے وقت یا تعظیم کا قصد کرنے کے وقت، جب کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی طرح تعظیم نہ ہو،اور کفر ہے اگر اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی طرح ان لوگوں کی تعظیم کا قصد کرے۔

منقولہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ معبود سمجھ کر مخلوق کی تعظیم کرنا کفر ہے۔ چوں کہ کفار ومشرکین اپنے معبودان باطل کے لیے جو تعظیمی افعال انجام دیتے ہیں، وہ انہیں معبود سمجھ کر وہ تعظیمی افعال انجام دیتے ہیں،لہٰذا یہ کفر ہے۔اگر کوئی مسلمان ان تعظیمی افعال کو معبودان کفار کے لیے انجام دے اور معبودان باطل کو معبود نہ بھی سمجھے، پھر بھی یہاں کفریہ فعل میں کفار کی مشابہت پائی گئی اور کفریہ فعل میں کفار کی مشابہت کفر ہے۔

(4) امام اہل سنت سے سوال کیا گیا کہ یہ کہنا کہ وید میں شرک نہیں۔ ہنود کو یقینی طور پر مشرک کہنا صحیح نہیں، کیوں کہ بتوں کو سجدہ کرنا کفر کا سبب نہیں،اس لیے کہ یہ سجدۂ تعظیمی ہے، جیسے فرشتوں نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کیا تھا۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے جواب میں رقم فرمایا:''ہنود قطعاً بت پرست

مشرک ہیں۔ وہ یقیناً بتوں کو سجدۂ عبادت کرتے ہیں اور بالفرض نہ بھی تو بتوں کی ایسی تعظیم پر بھی ضرور حکم کفر ہے‘‘۔(فتاویٰ رضویہ: جلد نہم:ص216-رضا اکیڈمی ممبئی)

بت معبود کفار ہے۔اس کو سجدہ کرنا ہر صورت میں کفر ہے۔خواہ سجدۂ تعظیمی ہو یا سجدۂ تعبدی، کیوں کہ بتوں کو سجدہ کرنا کفر یہ فعل میں کفار کی مشابہت ہے۔اسی طرح معبود کفار ہونے کی حیثیت سے تعظیم ہو، یا کسی دوسری حیثیت سے۔ ہر صورت میں کفار کے کفر یہ عمل سے مشابہت ہے۔حیثیت کا فرق کفار میں ملحوظ ہے۔معبودان کفار میں یہ فرق ملحوظ نہیں، کیوں کہ معبودان کفار کی تعظیم علامت کفر ہے،لیکن کفار کی تعظیم علامت کفر نہیں۔

جب کافر کی تعظیم کافر ہونے کی حیثیت سے کی جائے،تب کفر ہے، کیوں کہ یہ کفر کی تعظیم ہے۔کسی دوسری حیثیت سے کافر کی تعظیم ہو تو یہ حرام ہے۔

تعظیم کا اعلیٰ درجہ عبادت

حقیقی تعظیم کا مستحق اللہ تعالیٰ ہے۔ چوں کہ اللہ تعالیٰ سب سے عظیم ہے،پس رب تعالیٰ کے حق میں تعظیم کا اعلیٰ درجہ اختیار کیا جائے گا۔تعظیم کے اعلیٰ درجہ کا نام عبادت ہے۔ قرآن وحدیث میں بھی اس کا نام عبادت ہے۔اللہ تعالیٰ کو معبود کہا جاتا ہے۔تعظیم کے بہت سے امور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور مخلوقات کے لیے وہ امور انجام دینا کفر ہے۔

تعظیم کا ادنیٰ درجہ تعظیم ہی کے نام سے موسوم ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے خاص تعلق رکھنے والوں یعنی’’مومن بہ‘‘اور مومنین وغیرہ کی تعظیم کا حکم فرمایا ہے۔ان کی تعظیم کی جائے گی۔جن کی تعظیم کا حکم وارد ہوا،ان میں سے بعض جمادات کے قبیل سے بھی ہیں، مثلاً شعائر اللہ،صفاومروہ وغیرہ کی تعظیم کا حکم وارد ہوا۔یہ جمادات کے قبیل سے ہیں۔

جن کی تعظیم کا حکم ہی وارد نہیں ہوا، اس کی تعظیم نہیں کی جائے گی ۔ان میں سے معبودان باطل کی تعظیم کفر ہے۔اسی طرح کسی مخلوق کو معبود مان کر اس کی تعظیم بھی کفر ہے۔

مخلوقات کو معبود مان کر جو تعظیم ہوگی ، وہ عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت کفر ہے ۔
کفار ومشرکین معبودان باطل کی تعظیم کے لیے جو امور انجام دیتے ہیں ، وہ امور بھی عبادت اور کفر ہیں ، کیوں کہ کفار ومشرکین انہیں معبود مان کر یہ امور انجام دیتے ہیں ۔

جن کی تعظیم کا حکم وارد نہیں ، اگر وہ معبود نہیں ، نہ ہی معبود مان کر اس کی تعظیم کی جائے ،تب ان کی تعظیم مشابہ عبادت ہے ، جیسے کوئی درخت معبود نہیں ، نہ ہی معبود مان کر اس کی تعظیم کیا تو یہ حرام اور عبادت کفار کے مشابہ ہے ۔ وہابیہ اور نجدیہ اہل اللہ کی تعظیم کو مشابہ عبادت قرار دے کر شرک کا نعرہ لگاتے ہیں ۔ یہ ان کی غلط فہمی ہے ۔ اہل اللہ وشعائر اللہ کی تعظیم کا حکم وارد ہے ۔ حکم الٰہی کے سبب تعظیم ہو تو یہ اللہ ہی کی تعظیم ہے ۔ یہ توحید ہے ، نہ کہ شرک ۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ’’تشبہ عبادت بے تعظیم ناممکن ہونا تو بدیہی کہ عبادت غایت تعظیم ہے ۔ جہاں اصلاً کسی طرح شائبہ تعظیم نہ ہو ، وہاں شبہ عبادت کیا معنی ، ولہٰذا اگر بساط مفروش میں تصویر ہو ، اور وہ بساط جانماز نہ ہو ، نہ مصلی تصویر پر سجدہ کرے تو ہمارے ائمہ کے اجماع سے اصلاً کراہت نہیں کہ اب کوئی وجہ تعظیم نہ پائی گئی تو تشبہ عبادت کہ یہی علت تھا ، متحقق نہ ہوا: کما تقدم من الکتب الثلٰثۃ ومثلہ فی سائرھن (جیسا کہ تین کتابوں کے حوالے گزر چکے ، اور باقی کتابوں میں بھی اسی طرح ہے ۔ ت)

یو ہیں تعظیم تصویر تشبہ عبادت کو مستلزم کہ تعظیم دونوں کو جامع ہے ۔ جب اس کا درجہ اعلیٰ عبادت ہے ، ادنیٰ میں اس سے مشابہت ہے ۔

اقول: (میں کہتا ہوں) یہ اس لیے کہ تصویر کو کوئی علاقہ رب عز وجل سے نہیں اور حقیقی مستحق ہر تعظیم وہی حقیقی جلیل عظیم عز جلالہ ہے ۔ معظمان دینی کی تعظیم اس کی طرف نسبت وعلاقہ سے ہے ۔ وہ غایت عظمت میں ہے تو غایت تعظیم اعنی عبادت اسی کے لائق ۔

دوسرے کہ اس سے منتسب ہیں ، اپنی اپنی نسبتوں کے قدر اس کے حکم سے دیگر

معظمات نازلہ کے مستحق تو یہ تعظیمیں ''اعطاء کل ذی حق حقہ'' کے قبیل سے ہوئیں، بلکہ حقیقۃً اسی کی تعظیم ہیں، ولہذا حضور سید العالمین اعظم المعظمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان من اجلال اللّٰہ اکرام ذی الشیبۃ المسلم وحامل القراٰن غیر الغالی فیہ والجافی عنہ واکرام السلطان المقسط) رواہ ابو داؤد بسند حسن عن ابی موسی الاشعری رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ)

بوڑھے مسلمان اور سنی عالم اور عادل بادشاہ کی تعظیمیں اللہ ہی کی تعظیم ہیں۔

(امام ابوداؤد نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت فرمایا ہے۔ت)

مگر جس وجہ کو اس عظیم حقیقی سے علاقہ نہیں، وہ اصلاً لائق تعظیم نہیں اور اب جو اس کی ذرا بھی تعظیم کی جائے گی، استقلال کی بو دے گی کہ علاقہ تبعیت منتفی ہے۔ لاجرم تشبہ عبادت سے مفر نہ ہوگا، ولہذا امام علام فخر الاسلام نے شرح جامع صغیر میں فرمایا:

(امساک الصورۃ علٰی سبیل التعظیم ظاھرا مکروہ-لان ذٰلک یشبہ عبادۃ الصنم:اھ،نقلہ عنہ فی الحلیۃ)

(برملا بطور تعظیم کسی تصویر کو اٹھانا مکروہ ہے، کیوں اس میں عبادت صنم سے مشابہت ہے۔:اھ۔''الحلیہ'' میں اس کو اسی راوی (ابوموسیٰ اشعری) سے نقل کیا ہے۔ت)

یوہیں امتناع ملائکہ اسی گھر میں جانے سے ہوگا جہاں تصویر بروجہ تعظیم رکھی ہو، ورنہ ہرگز نہیں۔ حدیث مذکور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں نص صریح ہے۔ امین الوحی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے نہ حاضر ہونے کی وجہ یہ عرض کی کہ پردہ پر تصویریں منقوش تھیں اور اس کا علاج یہ گزارش کیا کہ اسے کاٹ کر دو مسندیں بنائی جائیں کہ زمین پر ڈالی اور پاؤں سے روندی جائیں۔ اگر اس کے بعد بھی امتناع باقی رہتا تو علاج کیا ہوا''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 24:ص599-600- جامعہ نظامیہ لاہور)

دیگر مخلوقات کو سجدہ کی متعدد حیثیات

(1) امام ابن حجر ہیتمی شافعی نے سجدہ سے متعلق رقم فرمایا: (**انہ قد یکون کفرًا بان قصد به عبادة مخلوق او التقرب الیه–وقد یکون حرامًا بان قصد به تعظیمه او اطلق**) (الاعلام بقواطع الاسلام: ص 13 - مکتبہ شاملہ)

اہل اللہ کا تقرب جائز فعل سے ہو، اور عبادت کی نیت نہ ہو تو امر محمود ہے۔

(2) امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا: ''محبوبان خدا کی طرف تقرب مطلقاً ممنوع نہیں، جب تک بروجہ عبادت نہ ہو۔ تقرب نزدیکی چاہنے، رضا مندی تلاش کرنے کو کہتے ہیں اور محبوبان بارگاہ عزت مقربان حضرت صمدیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نزدیکی ورضا ہر مسلمان کو مطلوب ہے، اور وہ افعال کہ اس کے اسباب ہوں، بجا لانا ضرور محبوب کہ ان کا قرب بعینہ قرب خدا اور ان کی رضا اللہ کی رضا ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 21: ص 132 - جامعہ نظامیہ لاہور)

غیر اللہ کی طرف تقرب اسی وقت ممنوع ہے جب وہ بروجہ عبادت ہو۔ سجدۂ تعبدی کے ذریعہ تقرب یعنی قربت ونزدیکی حاصل کرنا کفار ومشرکین کا طریقہ ہے۔

کفار ومشرکین سجدۂ تعبدی کے ذریعہ جن خودساختہ معبودوں کا تقرب حاصل کرتے ہوں، ان معبودان باطل کو سجدہ کرنا کفر ہوگا، گرچہ وہ اللہ کے ولی ہوں۔ یہاں کفریہ عمل میں کفار ومشرکین سے مشابہت کے سبب حکم کفر ہے، گرچہ سجدہ میں عبادت کی نہ ہو۔

(3) امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا: ''پھر اوضاع بدن کہ عبادت میں مقرر کیے گئے ہیں، تین نوع ہیں۔ ایک وہ کہ تعظیم میں منحصر ہے۔

اور دوسرے وہ کہ وسیلۃً ومقصوداً دونوں طرح پائے جاتے ہیں اور ان کی غایت تعظیم میں منحصر نہیں، مگر بحال قصد تعظیم نوع اول سے قریب ہیں، جیسے رکوع تک انحنا کہ بلا تعظیم بھی

ہوتا ہے، بلکہ بقصد توہین بھی جیسے کسی کے مارنے کے لیے اینٹ وغیرہ اٹھانے کو جھکنا اور تعظیم کے لیے بھی ہوتا ہے، مگر نہ خود مقصود، بلکہ وسیلہ جیسے علما و صلحا کی قدم بوسی وغیرہ خدمات کو جھکنا اور بذاتہ مقصود بھی ہوتا ہے جیسے سلام کرنے میں رکوع تک جھکنا۔

تیسرے وہ کہ نوع اول سے بعید ہیں جیسے قیام وقعود یا رکوع سے کم جھکنا۔ ظاہر ہے کہ ان میں بھی نوع دوم کی طرح قصد وتوسل وغایت مختلفہ کی سب صورتیں پائی جاتی ہیں۔

انواع ثلاثہ میں حکم عام تو یہ ہے کہ اگر بہ نیت عبادت غیر ہے تو کچھ بھی ہو، مطلقاً شرک وکفر ہے اور بے نیت عبادت ہرگز شرک وکفر نہیں، اگر چہ سجدہ ہی ہو، جب تک کہ وہ فعل بخصوصہ شعار کفر نہ ہو گیا ہو، جیسے بت یا آفتاب کو سجدہ: والعیاذ باللہ تعالیٰ

اور جب عبادت غیر کی نیت سے نہ ہو تو ان میں فرق احکام یہ ہے کہ نوع اول غیر خدا کے لیے مطلقاً ناجائز، اور نوع دوم اس وقت ممنوع ہے جب کہ مقصوداً اسی کو بہ نیت تعظیم بجا لایا جائے اور نوع سوم مطلقاً جائز ہے، گر چہ اس سے تعظیم مقصود ہو"۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 22: ص 391-392 - جامعہ نظامیہ لاہور)

منقولہ بالا عبارت سے واضح ہو گیا کہ عبادت الٰہی کے لیے مقرر اعمال بدنیہ میں سے جو عمل کسی خاص مخلوق کے لیے انجام دینا علامت کفر ہو، اس عمل کو اس مخلوق کے لیے انجام دینا کفر ہوگا، مثلاً کفار کسی مخلوق کی عبادت کے لیے رکوع کرتے ہیں تو خاص اس مخلوق کے لیے رکوع کرنا شعار کفر ہونے کے سبب کفر ہوگا، جب کہ دیگر مخلوقات کے واسطے رکوع کرنا ناجائز وحرام ہوگا۔ سورج کو سجدہ کرنا کفر ہے، کیوں کہ سورج کے پجاری عبادت کی نیت سے سورج کو سجدہ کرتے ہیں، پس سورج کو سجدہ کرنا شعار کفر ہے۔ اس کو انجام دینے والا کافر۔

(4) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: "سجدۂ تعظیمی حرام، مگر کفر نہیں، جب تک نیت عبادت نہ ہو"۔ (فتاویٰ رضویہ: جلد ششم: ص 177 - رضا اکیڈمی ممبئی)

(5) اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان سے سوال کیا گیا:

زید اپنے پیر کی تصویر کو نہایت احترام سے رکھتا ہے۔ بوسہ دیتا ہے۔ سجدہ تحیت کرتا ہے، لہٰذا تصویر کا رکھنا، تصویر کو بوسہ دینا، تصویر کو سجدۂ تحیت کرنا کیسا ہے؟

امام اہل سنت قدس سرہ نے جواب میں رقم فرمایا ''غیر خدا کو سجدہ بلاشبہ حرام ہے، پھر اگر بروجہ عبادت ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کفر ہے اور اگر بروجہ تحیت ہو تو کفر میں اختلاف ہے۔ اس کے حرام ہونے میں اختلاف نہیں اور حق یہی ہے کہ بے نیت عبادت حرام ہے، کبیرہ ہے، مگر کفر نہیں''۔ (فتاویٰ رضویہ: جلد نہم: جز دوم: ص 113 - رضا اکیڈمی ممبئ)

الحاصل معبودان باطل کو معبود باطل سمجھ کر سجدہ کرے، یا غیر معبود سمجھ کر، ہر حال میں کفر ہے، کیوں کہ کفریہ عمل میں کفار کی مشابہت ہے۔ یہی مشابہت کفر ہے۔ اسی طرح غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم وتوقیر شریعت میں وارد نہیں، پس کفار ومشرکین اپنے معبودان باطل کے لیے جو تعظیمی اعمال انجام دیتے ہیں، وہ کفریہ اعمال ہیں، کیوں کہ وہ انہیں اپنا معبود سمجھ کر تعظیم وتوقیر کرتے ہیں، پس ان معبودان باطل کی ایسی تعظیم وتوقیر بھی کفریہ عمل ہے اور کفریہ عمل میں کفار کی مشابہت کفر ہے، جیسا کہ درج ذیل اقتباس سے واضح ہے۔

''انواع ثلاثہ میں حکم عام تو یہ ہے کہ اگر بہ نیت عبادت غیر ہے تو کچھ بھی ہو، مطلقاً شرک وکفر ہے اور بے نیت عبادت ہرگز شرک وکفر نہیں، اگر چہ سجدہ ہی ہو، جب تک کہ وہ فعل بخصوصہ شعار کفر نہ ہو گیا ہو، جیسے بت یا آفتاب کو سجدہ: والعیاذ باللہ تعالیٰ''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 22: ص 391-392 - جامعہ نظامیہ لاہور)

<u>وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ العظیم</u>

باب ششم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

معبودان کفار کی تعظیم وتوقیر

معبودان کفار کوسجدہ کرنا ہرصورت میں کفر ہے۔سجدہ کی طرح دیگر تعظیمی افعال واقوال بھی کفر ہیں ۔جن افعال واقوال کوکفار اپنے معبود باطل کی تعظیم وعبادت کے لیے انجام دیتے ہیں،ان کواختیار کرنا کفر ہے،خواہ معبود کفار ہونے کی حیثیت سے وہ تعظیمی عمل انجام دے،یاکسی اورحیثیت سے،کیوں کہ یہ کفریہ عمل میں کفار کی مشابہت ہے اور یہ امور کفار کے مذہبی شعار ہیں،مثلاً سورج کومعبود کفار ہونے کی حیثیت سے سجدہ نہ کرے، بلکہ کسی دوسری حیثیت سے سجدہ کرے تو بھی حکم کفر ہے۔یہی حکم معبودان کفار کے ساتھ خاص تعظیمی اعمال انجام دینے کا ہے کہ وہ شعار کفر ہونے کے سبب ہرصورت میں کفر ہے۔

معبودان کفار کی تعظیم میں حیثیتوں کا لحاظ نہیں۔کفار کی تعظیم میں حیثیتوں کا لحاظ ہے، یعنی کافر ہونے کی حیثیت سے تعظیم ہوتو کفر ہے۔دوسری حیثیت سے تعظیم ہوتو کفر نہیں۔

کفار اپنے معبودان باطل کی تعظیم وتوقیر بھی معبود سمجھ کرانجام دیتے ہیں اور غیر اللہ کو معبود سمجھ کرکوئی بھی عمل کرنا کفر ہے،پس اس عمل کوانجام دینا کفریہ عمل میں کفار سے مشابہت ہے،لہٰذا یہ کفر ہے۔غیرمومن معبودان کفار کی دیگر تعظیم وتوقیراس لیے کفر ہے کہ غیرمومن معبودان باطل کی تعظیم وتوقیر علامت کفر ہے،نیز غیرمومن معبودان باطل کی تعظیم وتوقیر کا حکم کسی شریعت خداوندی میں وارد نہیں ہوا۔صرف بوقت اکراہ رخصت کا حکم ہے۔

کویت کے مشہور فقہی موسوعہ میں مرقوم ہے:(**اذ ا اکرہ المسلم علیٰ تعظیم الاوثان فنطق بما یدل علیٰ ذلک–او فعل امرًا لم یصر وثنیا–کسائر**

الاکراہ علی الکفر-ما دام القلب مطمئنا بالایمان) (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ: ج42-ص354-وزارت اوقاف ومعارف اسلامیہ: کویت)

ترجمہ: جب مسلمان کو بتوں کی تعظیم پر مجبور کیا جائے، پس وہ ایسا قول یا فعل کرے جو تعظیم پر دلالت کرے تو وہ بت پرست نہیں ہوگا، جیسے کفر پر مجبور کرنے کی ساری صورتیں ہیں، جب تک کہ دل ایمان پر مطمئن رہے۔

منقولہ بالا اقتباس سے واضح ہے کہ تعظیم اصنام میں صرف جبر واکراہ کی صورت مستثنیٰ ہے، نیز اس میں حیثیتوں کا فرق معتبر نہیں۔ پتھر کے بت کو بت سمجھ کر تعظیم کرے، تب بھی کفر ہے۔ اگر بت کو محض ایک پتھر سمجھ کر تعظیم کرے، تب بھی کفر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اولوالعزم رسول ونبی ہیں۔ ان کی پیغمبرانہ حیثیت ہی زیادہ متعارف ہے۔ اس کے باوجود ان کی تصویر کا سجدۂ تحیت بھی کفر ہے، کیوں کہ نصاریٰ نے انہیں معبود بنالیا ہے۔ اسی طرح سورج کو بھی بہت سی مشرک قومیں پوجتی ہیں تو یہاں بھی حیثیت کا فرق معتبر نہیں۔

حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ومومنین صالحین کو کفار نے معبود بنالیا ہو تو ان کی جائز تعظیم وتوقیر کی جائے گی، کیوں کہ شریعت اسلامیہ میں ان کی تعظیم کا حکم آیا ہے۔

معبودان کفار میں جو مومن نہیں، ان کی تعظیم وتوقیر کا حکم شریعت میں وارد نہیں۔ خواہ وہ معبود باطل کافر ہو، یا فرضی اور خیالی ہو۔ سبب تعظیم یعنی ایمان کا ثبوت نہیں تو ان کی تعظیم علامت کفر ہے، کیوں کہ غیر مومن معبود کفار میں حیثیت کا اعتبار نہیں۔

معبودان کفار کی تصویر کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا کفر

معبودان کفار کی تصویر کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا کفر ہے، کیوں کہ یہ معبودان باطل کی تعظیم ہے اور غیر مومن معبودان باطل کی تعظیم وتوقیر کفر ہے۔

فتاویٰ رضویہ سے ایک سوال وجواب منقولہ ذیل ہے۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اہل ہنود میں کم زیادہ ایک ہفتہ تک شام سے آدھی رات تک یا بعد تک ایسی مجلس ہوتی رہے کہ جس میں رام وچھمن وراون وسیتا وغیرہ عورت ومرد کے قسم قسم کی تصویریں دکھائی جائیں اور ساتھ ہی ان کے طرح طرح کا باجا بجا کر بھجن وغیرہ گانا گایا جائے اور ان تصویروں کو نعوذ باللہ معبود حقیقی سمجھیں اور ہر طرح کے فحش ولغویات پیدا ہوتے ہوں تو ایسی مجلسوں میں ان مسلمانوں کو جواز روئے تحقیق مذہب اسلام ایسی تقاریب کی برائیوں سے بھی فی الجملہ واقف ہوں اور نمازی بھی ہوں، شریک مجلس ہونا اور دلچسپی حظ نفس اٹھانا وبعض بعض شبیہ ناپاک پر نظر ڈالنا وبعض شبیہ عورات پر شہوت کی نظر ڈالنا اور مثل عقائد باطلہ اہل ہنود تعریف وتوصیف سوانگ وتماشہ میں بتالیف قلوب مشرکین تائید یا ہوں ہاں کرنا۔

اور عشا وفجر کی نمازیں بایں نمط کہ عشا بمصروفی تماشہ وفجر کی نماز غلبہ نیند سے قضا کرنا وباعتراض بعض مانعین یہ کہنا کہ ہم تو حق وباطل میں امتیاز ہوجانے کی غرض سے شامل ہوتے ہیں اور ایسی ہی بے سود تاویلات کرنا اور زینت مجلس کے واسطے اپنے گھروں سے جاجم ودیگر فرش وچوکیات وپارچہ وزیورات دینا اور بوقت اختتام جلسہ اپنی نام آوری یا فخریا شخصیت یا اہل ہنود میں اپنی وقعت ہونے یا بصورت نہ دینے کے اپنی ذلت وحقارت جان کر ہمراہ اہل ہنود روپیہ روپیہ دینا بالخصوص وہ مسلمان جو کسی مسافر مسکین کو باوجود مقدرت آنہ دو آنہ نہ دے سکتے ہوں اور اس مجلس کی شیرینی جو بنام نہاد پرشاد تقسیم ہوتی ہے، کھانا تو ایسے مسلمانوں کے واسطے از روئے احکام شرع شریف کیا کیا حکم ہے۔ صاف صاف مع عبارت قرآن مجید وحدیث شریف وفقہ مبارک جداگانہ ہر امور مستفسرہ صدر کا جواب مفصل ارقام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اجر دے گا۔ فقط والسلام علی ختم الکلام

الجواب: ایسے لوگ فساق فجار کبائر مستحق عذاب نار وغضب جبار ہیں۔ مسلمان کو حکم ہے راہ چلتا ہوا کفار کے محلّہ سے گزرے تو جلد نکل جائے کہ وہ محل لعنت ہے، نہ کہ خاص ان

کی عبادت کی جگہ، جس وقت وہ غیر خدا کو پوج رہے ہوں، قطعاً اس وقت لعنت اترتی ہے اور بلاشبہ اس میں تماشائیوں کا بھی حصہ ہے۔

یہ اس وقت ہے کہ محض تماشا مقصود ہو، اور اسی غرض سے نقد و اسباب دے کر اعانت کی جاتی ہو، اور اگر ان افعال ملعونہ کو اچھا جانا یا ان تصاویر باطلہ کو وقعت کی نگاہ سے دیکھا یا ان کے کسی حکم کفر پر ''ہوں ہاں'' کہا جیسا کہ سوال میں مذکور، جب تو صریح کفر ہے۔

غمز العیون میں ہے: من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ۔

ان لوگوں کو اگر اسلام عزیز ہے اور یہ جانتے ہیں کہ قیامت کبھی آئے گی اور واحد قہار کے حضور جانا ہوگا تو ان پر فرض ہے کہ توبہ کریں اور ایسی ناپاک مجلسوں سے دور بھاگیں، نئے سرے سے کلمہ اسلام اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں ورنہ عذاب الٰہی کے منتظر رہیں۔قال اللہ تعالیٰ: یایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوٰت الشیطٰن ان الشیطٰن للانسان عدو مبین''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد نہم: جز دوم: ص 137 - رضا اکیڈمی ممبئ)

آیت طیبہ: **(یایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوٰت الشیطن ان الشیطن للانسان عدو مبین)**

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو، کیوں کہ وہ انسان کا کھلا اور واضح دشمن ہے۔

(من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ)

ترجمہ: جس شخص نے کافروں کے افعال میں سے کسی فعل کو اچھا سمجھا تو مشائخ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ بلاشک وشبہ کافر ہو گیا ہے۔(غمز العیون)

معبودان باطل کی تصویروں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا کفر ہے، کیوں کہ یہ معبودان باطل کی تعظیم وتوقیر ہے اور یہ کفر ہے۔معبودان باطل کی تعظیم وتوقیر علامت کفر ہے۔اسی طرح مدح سرائی کے ذریعہ غیر مومن معبودان باطل کی تعظیم بھی کفر ہے۔قول وفعل وقلب

تینوں سے تعظیم ہوتی ہے اور غیر مومن معبودان باطل کی تعظیم یعنی ان کو عزت دینا کفر ہے۔

کفر فقہی کا حکم کب نافذ ہوگا؟

امام عبد الغنی نابلسی حنفی نے رقم فرمایا: (**جمیع ما وقع فی کتب الفتاوٰی من کلمات الکفر التی صرح المصنفون فیھا بالجزم بالکفر یکون الکفر فیھا محمولًا علٰی ارادۃ قائلھا المعنی عللوا بہ الکفر -واذا لم تکن ارادۃ قائلھا ذلک فلا کفر**) (الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیہ: جلد اول: ص 304-مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد پاکستان)

ترجمہ: کتب فتاویٰ میں جو کلمات کفر مرقوم ہیں، جن کے بارے میں مصنفین نے کفر پر جزم کی صراحت کی ہے تو کفر ان صورتوں میں ان کلمات کے قائل کے وہی معنی مراد لینے پر محمول ہوگا، جس کو مصنفین نے کفر کی علت بتایا ہے، اور جب ان کلمات کے قائل کی مراد وہ معنی نہ ہو تو کفر نہیں۔

کفار کے بتوں اور مذہبی جذبات کی تعظیم کفر

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''کفار کے مذہبی جذبات اوران کے دیوتاؤں اور پیشواؤں کو عزت دینا صریح کلمہ کفر ہے: قال اللہ تعالیٰ: **وللّٰہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین لا یعلمون** ۔عزت تو خاص اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لیے ہے، مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں اور مذہبی جذبات کا اعزاز درکنار، جو ان کے کسی فعل ہی کی تحسین کرے، باتفاق ائمہ کافر ہے۔غمز العیون والبصائر میں ہے: **من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ** ۔ان لوگوں پر فرض ہے کہ ایسی باتوں سے توبہ کریں، تجدید اسلام کریں، تجدید نکاح کریں: واللہ تعالیٰ اعلم''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم:ص125-126-رضا اکیڈمی ممبئی)

معبودان کفار کی جے پکارنا کفر

غیر مومن معبودان باطل کی جے پکارنا کفر کی تعظیم ہے، کیوں کہ معبودان کفار مرجع کفر ومنبع کفر ہیں۔کفر کی تعظیم کفر ہے۔اسی طرح غیر مومن معبودان باطل کی مدح سرائی بھی ان معبودان باطل کی تعظیم ہے اور معبودان باطل کی تعظیم کفر کی تعظیم ہے اور یہ کفر ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''اگر معبودان کفار کی جے ہے تو کفر ہے اور اگر کافروں کی ہے تو فقہائے کرام اسے بھی کفر فرماتے ہیں۔فتوائے ظہیریہ واشباہ والنظائر وتنویر الابصار ودرمختار میں ہے:(**لو سلم علی الذمی تبجیلا یکفر لان تبجیل الکافر کفر–ولو قال لمجوسی یا استاذ تبجیلا کفر**)

(اگر کسی نے تعظیم کرتے ہوئے ذمی کو سلام دیا تو کافر ہو جائے گا، کیوں کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔اگر کسی نے مجوسی کو بطور تعظیم ''اے استاذ'' کہا تو کفر ہے۔ت)

(فتاویٰ رضویہ: جلد چہاردہم:ص674-جامعہ نظامیہ لاہور)

معبودان کفار کی جے پکارنا معبودان کفار کی تعظیم ہے اور غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم کفر ہے، کیوں کہ معبودان کفار کی تعظیم کفر کی تعظیم ہے اور کفر کی تعظیم کفر ہے۔غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں،لہٰذا ہر صورت میں ان کی تعظیم کفر ہے۔

کافروں کی جے پکارنے سے متعلق فرمایا گیا کہ فقہائے کرام اسے بھی کفر فرماتے ہیں،یعنی کافر ہونے کی حیثیت سے کافر کی جے پکاری جائے تو کافر ہونے کی حیثیت سے کافر کی تعظیم پائی گئی اور کافر ہونے کی حیثیت سے کافر کی تعظیم کفر ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ جے پکارنا کفار کا شعار ہے،لہٰذا جے پکارنے پر شعار کفار ہونے کی حیثیت سے بھی حکم کفر ہوگا،یعنی اگر کافر ہونے کی حیثیت سے کافر کی جے نہ پکارے، پھر بھی حکم کفر ثابت ہوگا،

کیوں کہ جے پکارنا کافروں کا شعار بھی ہے، لہٰذا جے پکارنے پر دو اعتبار سے حکم کفر ہوگا۔

جے پکارنا تعظیم اور شعار کفار

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''مشرکین کی جے پکارنا ان کی تعظیم ہے اور کافر کی تعظیم کفر ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ: جلد 15: ص 271- جامعہ نظامیہ لاہور)

جب جے پکارنا تعظیم ہے تو مدح وستائش بھی تعظیم ہے اور کافر ہونے کی حیثیت سے کافر کی تعظیم کفر ہے اور غیر مومن معبودان باطل کی تعظیم ہر صورت میں کفر ہے۔

امام اہل سنت نے رقم فرمایا: ''جے بولنا ہنود کا شعار ہے اور ہندو لیڈر کی جے پکارنا بحکم فقہائے کرام خود کفر ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ: جلد 14: ص 679- جامعہ نظامیہ لاہور)

قشقہ لگانا کبھی کفر کلامی اور کبھی کفر فقہی

قشقہ لگانا شعار کفر بھی ہے اور مہادیو کی عبادت بھی۔ جب عبادت کی نیت سے قشقہ نہ لگائے تو کفر فقہی ہے۔ اگر عبادت کی نیت سے لگائے، یا جائز سمجھ کر لگائے تو کفر کلامی ہے۔

(1) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''قشقہ کہ ماتھے پر لگایا جاتا ہے، صرف شعار کفار نہیں، بلکہ خاص شعار کفر، بلکہ اس سے بھی اخبث، خاص طریقہ عبادت مہادیو وغیرہ اصنام سے ہے۔ اس کے لگانے پر راضی ہونا کفر پر رضا ہے اور اپنے لیے ثبوت کفر پر رضا بالا جماع کفر ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ: جلد چہاردہم: ص 676- جامعہ نظامیہ لاہور)

قشقہ لگانا شعار کفر بھی ہے اور عبادت کفار بھی۔ جو عبادت کی نیت سے لگائے، وہ کافر کلامی ہوگا۔ کفر فقہی کا حکم اس وقت ہوگا جب نہ عبادت کی نیت ہو، نہ اسے جائز سمجھے۔

(2) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے تحریر فرمایا: ''کارڈ میں بعض افعال گاندھویہ کہ فقہاً کفر ہیں، جیسے قشقہ لگانا، کافر کی جے پکارنا، کافر کی تعظیم، گنا کر ان کے فاعلوں کو کہا ہے کہ یہ مسلمان یا وہ۔ ان میں کون مسلمان ہے۔ بلاشبہہ جس طرح کفر فقہی میں مبتلا ہوئے،

اور استحلال کریں تو کفر کلامی میں ۔بعینہ یہی حالت فقہاً وکلاماً ان افعال واقوال کے مرتکبین کی ہے''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد 15:ص160 - جامعہ نظامیہ لاہور)

قشقہ لگانا کفرفقہی ہے۔اسے حلال سمجھنا کفر کلامی ہے۔کسی بھی حرام قطعی کو حلال سمجھنا کفر کلامی ہے۔کفار کے مذہبی شعار کو اختیار کرنا صرف حرام ہی نہیں ، بلکہ کفر فقہی ہے۔کفر فقہی کو حلال سمجھنے والا یقیناً کافر کلامی ہوگا۔کفرفقہی شناعت میں حرام محض سے بڑھ کر ہے۔

(3)امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''ماتھے پرقشقہ لگانا خاص شعار کفر ہے،اور اپنے لیے جو شعار کفر پر راضی ہو،اس پر لزوم کفر ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں : (من شبہ بقوم فہومنہ) جوکسی قوم سے مشابہت کرے، وہ انہیں میں سے ہے۔اشباہ والنظائر میں ہے:(**عبادة الصنم کفر–ولا اعتبار بما فی قلبه–وکذا لوتزنر بزنار الیهود والنصاری،دخل کنیستهم اولم یدخل**):واللہ تعالیٰ اعلم''۔

(فتاویٰ رضویہ جلدنہم: جز دوم:ص316 - رضااکیڈمی ممبئ)

ترجمہ:بت کی عبادت کفر ہے اور اس کا اعتبار نہیں جواس کے دل میں ہے اور اسی طرح (کفر ہے)اگر یہود ونصاریٰ کا زنار باندھا،ان کے کلیسا میں داخل ہو، یا نہ ہو۔

قشقہ لگانا شعار کفر ہے اور اس کے ارتکاب پر کفرلزومی یعنی کفرفقہی کا حکم نافذ ہوگا۔

کفر فقہی کی صورت میں بیوی کا نکاح سے نکل جانا

قشقہ لگانے والوں سے متعلق امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کے فتاویٰ ذیل میں منقول ہیں۔ان فتاویٰ میں ملزم سے متعلق نہ کوئی سوال کیا گیا،نہ ہی نسبت کی تحقیق کی گئی،لیکن یہ حکم بیان کیا گیا کہ یہ لوگ اسلام سے خارج ہوگئے اور ان کی بیویاں نکاح سے نکل گئیں۔یہ عام حکم کا بیان ہے۔ایسے فتاویٰ میں کسی خاص شخص کا حکم نہیں بیان کیا جاتا ہے، بلکہ ایسے قول وفعل کا حکم بیان کیا جاتا ہے۔جس پر وہ حالت منطبق ہوگی،اس پر وہ حکم شرعی وارد ہوگا۔

نیز جن صورتوں میں قشقہ لگانا کفر فقہی ہے، ان صورتوں میں بھی بیوی کے نکاح سے نکل جانے اور ملزم کے دائرۂ اسلام سے خارج ہوجانے کی بات کہی گئی ہے اور فقہی اصول وقوانین کے مطابق ایسا کہنا بالکل صحیح ہے اور فقہی قوانین کے مطابق ایسا کہا بھی جاتا ہے۔

قشقہ لگانے سے متعلق فتویٰ اول

مسئلہ:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم-الحمد للّٰہ العلی العظیم والصلوٰۃ علی النبی الکریم واٰلہ وصحبہ المکرمین-آمین

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چندوسی میں مسلمانوں نے ہنود، مشرکین سے اتفاق کرنے میں یہ آثار ظاہر کیے کہ سوائے نوبت نقارے نوازی اور ناچ رنگ نامشروع کے ایسا مبالغہ اور عروج ان کی رسوم جلا دینے میں کہ بعض فریق تلک،قشقہ، سندے برہمنوں کے ہاتھ سے اپنی پیشانی پر کھنچوا کر خوش اور مسرور ہوا، اور بعض فریق برہمنوں کے ساتھ جے رام چندر جی اور جے سیتا جی کی بول اٹھا اور بعض فریق نے ہمراہ ہنود تخت رواں نستہ عورتوں کے گشت کی اور وہ تخت رواں خلاف سالہائے گزشتہ پیوستہ کے بے خوف وخطر گلی کوچہ پھرا کر مسلمانوں کے جائے جلوس پر ہنود لائے، مسلمانوں نے سوائے تواضع پان، پھول اور ہار، الائچی وغیرہ ان کے آنے کا شکریہ بفخر یہ یہ ادا کرکے شیرینی کی تھالی پیش کی ۔اس عمل سے کس فریق کی عورت نکاح سے باہر ہوئی اور کون مبتلائے کفر ہوا، اور کون مرتکب گناہ کبیرہ ہوا، اور ہر فریق کی توبہ کی صورت کیا ہے؟

الجواب: وہ جنہوں نے برہمن سے قشقہ کھنچوایا، وہ جنہوں نے ہنود کے ساتھ وہ جے بولی، کافر ہوگئے ۔ان کی عورتیں ان کے نکاح سے نکل گئیں اور وہ کہ گشت میں شریک ہوئے اگر کافر نہ ہوئے تو قریب بکفر ہیں۔حدیث میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(من سود مع قوم فهو منهم)وفی لفظ:(من کثر سواد قوم)

جو کسی قوم کا مجمع بڑھائے وہ انہیں میں سے ہے۔

اور وہ جنہوں نے بت کے لانے پر شکریہ ادا کیا اور خوش ہوئے۔ان پر بھی بحکم فقہا کفر لازم ہے۔غمز العیون میں ہے:(**اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسنًا فقد کفر**) جس نے کافر کے عمل کو اچھا جانا وہ باتفاق مشائخ کافر ہو جاتا ہے۔ان پر لازم ہے کہ توبہ کریں اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھیں اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں: واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاویٰ رضویہ: جلد چہاردہم:ص318-319-جامعہ نظامیہ لاہور)

منقولہ بالا فتویٰ میں دو فریق یعنی قشقہ لگانے والوں اور معبودان کفار کی جے پکارنے والوں کے بارے میں فرمایا گیا کہ ان کی عورتیں نکاح سے باہر ہو گئیں۔

اگر عبادت کی نیت سے قشقہ لگایا تو یہ کفر کلامی ہے۔اسی طرح جائز سمجھ کر قشقہ لگایا تو یہ بھی کفر کلامی ہے،جیسا کہ فتاویٰ رضویہ (جلد15:ص160) کے حوالہ سے گزرا۔اس صورت میں اصول متکلمین کے مطابق بھی بیوی نکاح سے نکل گئی اور نکاح ٹوٹ گیا۔

اگر عبادت کی نیت سے قشقہ نہیں لگایا، نہ جائز سمجھ کر لگایا،تو کفر فقہی ہے۔کفر فقہی کی صورت میں فقہا کے اصول کے مطابق عورت نکاح سے نکل جاتی ہے،لیکن چوں کہ متکلمین کے اصول کے مطابق کفر ثابت نہیں ہوتا ہے،لہٰذا فقہائے کرام کفر فقہی کی صورت میں فساد نکاح کا حکم نہیں دیتے ہیں، بلکہ صرف احتیاطی طور پر تجدید نکاح کا حکم دیتے ہیں۔

کافر فقہی من کل الوجوہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا ہے، بلکہ فقہائے کرام کے اصول کے مطابق اسلام سے خارج ہوتا ہے،یعنی اسلام سے خارج ہونے کے قریب ہو جاتا ہے۔

استفتا میں صرف قشقہ لگوانے کا ذکر ہے۔یہ نہیں بتایا گیا کہ جائز سمجھ قشقہ لگوایا یا ناجائز سمجھ کر۔اسی طرح یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ مہادیو کی عبادت سمجھ کر قشقہ لگوایا یا محض شعار کفار سمجھ کر۔کسی چیز کو جائز یا ناجائز سمجھنا اور عبادت یا غیر عبادت سمجھنا مخفی امور میں سے ہے۔بغیر بتائے دوسرے کو اس کا علم نہیں ہو سکتا ہے اور جب مفتی کو علم نہ ہو کہ جائز سمجھ کر یا عبادت سمجھ

کر قشقہ لگایا ہے، اس وقت وہ کفر کلامی کا حکم نافذ نہیں کر سکتا ہے، کیوں کہ اسے ملزم سے متعلق تحلیل حرام یا عبادت غیر اللہ کے قصد کا علم نہیں، پس مفتی صرف قشقہ لگانے کا حکم نافذ کرے گا اور ماقبل میں بتایا جا چکا ہے کہ شعار کفر ہونے کے سبب قشقہ لگانا کفر فقہی ہے۔

الحاصل منقولہ بالا فتویٰ میں قشقہ لگانے والوں کے لیے کفر فقہی کا حکم ہوگا اور فقہی قانون کے اعتبار سے کہا گیا ہے کہ ان کی بیویاں نکاح سے نکل گئیں۔

قشقہ لگانے سے متعلق فتویٰ دوم

امام اہل سنت نے اپنی خوشی سے قشقہ لگوانے والوں کے بارے میں رقم فرمایا:

''قشقہ زنار کی طرح شعار کفر، بلکہ اس سے بدتر شعار بت پرستی ہے۔ زنار بعض ملکوں کے یہود ونصاریٰ میں بھی ہے اور قشقہ خاص علامت وشعار مذہب مشرکین وعبدۃ الاصنام۔ وہ لوگ اسلام سے خارج ہو گئے، اوران کی عورتیں ان کے نکاح سے''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد چہاردہم:ص678-جامعہ نظامیہ لاہور)

ماقبل میں بتایا جا چکا ہے کہ شعار کفر ہونے کے اعتبار سے قشقہ لگانا کفر فقہی ہے۔ منقولہ بالا فتویٰ میں قشقہ کو شعار کفر مان کر ہی بحث ہے، لہٰذا مرتکبین کافر فقہی ہیں اور ان مرتکبین کے اسلام سے خارج ہونے اوران کی بیویوں کے نکاح سے نکل جانے کی بات کہی گئی ہے، یعنی فقہی اصول کے اعتبار سے یہ لوگ اسلام سے خارج ہیں اور فقہی اصول کے اعتبار سے ان کی بیویاں نکاح سے نکل چکی ہیں۔ متکلمین کے اصول کے مطابق یہ لوگ گمراہ ہیں۔ یہ لوگ کافر کلامی نہیں، نیز ان سب فتاویٰ میں قول وفعل کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ خاص کر کسی قائل وفاعل کا شخصی حکم بیان نہیں کیا گیا ہے۔ یہ تکفیر شخصی نہیں، بلکہ حکم عام کا بیان ہے۔

قشقہ لگانے سے متعلق فتویٰ سوم

امام اہل سنت نے ہنود سے قشقہ لگوانے والے دو فریق سے متعلق رقم فرمایا:

''وہ کافر تھے۔ یہ اکفر ہوئے۔ دونوں فریق اسلام سے نکل گئے اور ان کی عورتیں ان کے نکاح سے۔ ان پر ویسے ہی مجمع کثیر میں علی الاعلان توبہ کرنا، از سر نو مسلمان ہونا فرض ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ: جلد چہاردہم: ص 677- جامعہ نظامیہ لاہور)

جب عبادت کی نیت سے قشقہ لگایا جائے، یا حلال سمجھ کر لگایا جائے، تب یہ کفر کلامی ہے اور مرتکب اسلام سے خارج ہے۔ فتویٰ سے قبل نہ مرتکب کا حال دریافت کیا گیا کہ وہ کس اعتبار سے قشقہ لگوایا ہے، نہ ہی استفتا میں مرتکب کے حال کا ذکر ہے، لیکن مرتکب کے اسلام سے خارج ہونے اور نکاح ٹوٹ جانے کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ جب مرتکب کا مخفی حال معلوم نہیں کہ وہ عبادت سمجھ کر قشقہ لگوایا، یا حلال سمجھ کر قشقہ لگوایا، یا شعار کفر سمجھ کر لگوایا، پس ایسی صورت میں کفر فقہی کا حکم ہوگا۔ احتمال کی وجہ سے کفر کلامی کی صورت نہیں۔

شعار کفر کے طور پر قشقہ لگانا کفر فقہی ہے اور عبادت کے طور پر یا جائز سمجھ کر قشقہ لگانا کفر کلامی ہے۔ سوال نامہ سے یہ بات واضح ہے کہ مرتکبین نے شعار کفر کے طور پر قشقہ لگوایا ہے اور فتویٰ میں اسلام سے خارج ہونے اور بیوی کے نکاح سے نکل جانے کا حکم فقہائے کرام کے اصول وقوانین کے مطابق بیان کیا گیا ہے۔

کفر فقہی کی صورت میں متکلمین کے اصول کے مطابق بیوی نکاح سے نہیں نکلتی ہے، اس لیے فقہائے کرام اس موقع پر فساد نکاح کا حکم نہیں دیتے ہیں، نہ ہی کافر فقہی کے اعمال صالحہ کے برباد ہونے کا قول کرتے ہیں، گرچہ فقہی قانون کے مطابق لازم آتا ہے کہ نکاح ٹوٹ جائے اور ملزم اسلام سے خارج ہو جائے، لیکن حکم کا لازم آنا الگ ہے اور حکم کا ثابت ہو جانا الگ ہے۔ کبھی کوئی حکم لازم آتا ہے اور کسی مانع کے سبب حکم ثابت نہیں ہوتا ہے۔

الحاصل فتاویٰ رضویہ کی منقولہ بالا عبارتوں سے واضح ہو گیا کہ کفر فقہی کی صورت میں بھی کبھی اصول فقہا کے مطابق بیوی کے نکاح سے نکل جانے اور ملزم کے خارج اسلام ہونے کی بات کہی جاتی ہے اور فقہی اصول وضوابط کے مطابق ایسا کہنا غلط نہیں ہے۔

منقولہ بالا اقتباس کا استفتا اور مکمل فتویٰ درج ذیل ہے:

مسئلہ: از میرٹھ لال کرتی بازار مسئولہ مولوی رحیم بخش صاحب

مدرس مدرسہ اسلامیہ: ۲۰: جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ بتقریب اتفاق ہندو مسلمانان میرٹھ میں ایک جلوس مہاتما گاندھی جی کا نکالا گیا جس میں ہندو مسلمانان سب شریک تھے، علاوہ دیگر واقعات کے ایک واقعہ مسلمانان میرٹھ کا یہ ہوا کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کے عین جلوس میں قشقہ چندن وغیرہ مسلمانوں کے ماتھے پر لگایا ہے۔ چندن لگوانے اور لگوانے والے مسلمانوں سے معلوم ہوا ہے کہ اس چندن لگانے میں ہندوؤں کی طرف سے کوئی جبر نہ تھا۔ چناں چہ جن مسلمانوں نے انکار کیا، انھوں نے انکار کرنے والے مسلمانوں کے ماتھے پر نہیں لگایا۔ اب اس جلوس میں شریک ہونے والے مسلمانوں کی تین قسمیں تھیں جو بترتیب ذیل درج سوال ہیں۔ امید کہ ہر ایک کا حکم شرع شریف علمائے کرام (**لایخافون لومۃ لائم**) (وہ کسی ملامت کرنے والے کا خوف نہیں رکھتے۔ت) کی شان پیش نظر فرماتے ہوئے تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں:

(1) جو مسلمان اس جلسہ میں شریک ہوئے اور چندن لگوانے سے انکار کیا ان کی شرکت اس جلوس میں از روئے شریعت کیسی تھی؟ (2) جن مسلمانوں نے چندن لگوانے سے ہندوؤں کو روکا نہیں، بلکہ لگوایا، پھر بعد کو اسی وقت یا تھوڑی دیر بعد اس جلسہ میں اپنے ہاتھوں اور رومالوں سے صاف کر لیا، ان کا کیا حکم ہے؟ (3) جن مسلمانوں نے چندن لگوایا اور چندن لگائے ہوئے جلسہ میں شریک رہے، بلکہ چندن لگائے ہوئے اپنے گھروں پر واپس آئے یا شام تک لگائے رہے، ان کی بابت حکم شرع شریف کیا ہے؟

الجواب: حرام حرام سخت حرام تھی، بلکہ فقہائے کرام کے طور پر حکم سخت تر۔ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **(من جامع المشرک وسکن معه فانه مثله)**
(رواہ ابوداؤد بسند حسن وعلقہ الترمذی عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
(جس نے کسی مشرک کے ساتھ اتفاق کیا اور اسی کے ساتھ ٹھہرا، وہ اسی کے مثل ہوگا)
(اسے ابوداؤد نے حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن سے اور ترمذی نے تعلیقاً بیان کیا۔ت)

دوسری حدیث میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
(من سود مع قوم فهو منهم) (رواہ الخطیب عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
(جس نے کسی قوم کی کثرت بڑھائی، وہ انہی میں سے ہوگا) (اسے خطیب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا۔ت)

تیسری حدیث میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **(من کثر سواد قوم فهو منهم)** (رواہ ابویعلی فی مسندہ وعلی بن معبد فی کتاب الطاعۃ والمعصیۃ عن عبداللہ بن مسعود وابن المبارک فی الزھد عن ابی ذر من قولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما)
(جس نے کسی قوم کا جتھا بڑھایا، پس وہ انہی میں سے ہوگا) (اسے ابویعلی نے مسند میں اور علی بن معبد نے کتاب الطاعۃ والمعصیۃ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً اور ابن مبارک نے زہد میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے طور پر نقل کیا۔ت)

مجمع الانہر، شرح ملتقی الابحر وفتاویٰ ظہیریہ واشباہ والنظائر وتنویر الابصار ودرمختار وغیرہا میں ہے: **(یکفر بتبجیل الکافر حتی لو سلم علی الذمی تبجیلاً کفر وبقوله للمجوسی یا استاذ تبجیلاً)**
(کافر کی تعظیم کفر ہے حتی کہ اگر کسی نے ذمی کو تعظیماً سلام کہا تو یہ کفر ہے۔ کسی نے مجوسی کو بطور تعظیم "یا استاذ" کہا تو یہ بھی کفر ہے۔ت)

(2) قشقہ کہ ماتھے پر لگایا جاتا ہے، صرف شعار کفار نہیں، بلکہ خاص شعار کفر، بلکہ اس سے بھی اخبث خاص طریقہ عبادت مہادیو وغیرہ اصنام سے ہے اور اس کے لگانے پر راضی ہونا کفر پر رضا ہے اور اپنے لیے ثبوت کفر پر رضا بالا جماع کفر ہے۔ منح الروض الازہر میں ہے: (من رضی بکفر نفسه فقد کفر ای اجماعًا-وبکفر غیره اختلف المشائخ)

(جو اپنی ذات کے کفر پر خوش ہوا، وہ بالاتفاق کافر ہے اور جو کسی کے کفر پر خوش ہوا، اس کے بارے میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ت)

اور کفر پر رضا جیسی سو برس کے لیے، ویسے ہی ایک لمحہ کے لیے، پونچھ ڈالنے سے کفر جو واقع ہولیا، مٹ نہ جائے گا جب تک از سر نو اسلام نہ لائے، جیسے جو مہادیو کے آگے دن بھر سجدہ میں پڑ ا رہے، وہ بھی کافر اور جو سجدہ کر کے سر اٹھائے، وہ بھی کافر: والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(3) وہ کافر تھے، یہ اکفر ہوئے۔دونوں فریق اسلام سے نکل گئے اور ان کی عورتیں ان کے نکاح سے۔ان پر ویسے ہی مجمع کثیر میں علی الاعلان توبہ کرنا، از سر نو مسلمان ہونا فرض ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (اذا عملت سیئة فاحدث عندها توبة-السر بالسر والعلانیة بالعلانیة) (رواہ الامام احمد فی الزهد والطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(جب کوئی برائی کا ارتکاب کرے تو توبہ بھی اسی طرح کی جائے، مثلاً خفیہ گناہ پر خفیہ توبہ اور اعلانیہ گناہ پر اعلانیہ توبہ ضروری ہے) (اسے امام احمد نے زہد میں اور امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں سند حسن کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔ت)

واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاویٰ رضویہ: جلد چہاردہم: ص674-677-جامعہ نظامیہ لاہور)

تینوں فتاویٰ میں قول وفعل پر حکم

منقولہ بالا تینوں فتاویٰ میں قول وفعل کا حکم بیان کیا گیا ہے۔قائلین وفاعلین کا حکم

بیان نہیں کیا گیا ہے، کیوں کہ مفتی کو صرف مستفتی کے ذریعہ یہ خبر ملی اور ایک فرد کی خبر خبر واحد ہوتی ہے۔ایسی صورت میں شخصی تکفیر کلامی یا شخصی تکفیر فقہی کی کوئی صورت نہیں ہے۔

بتوں پر پھول چڑھانا عبادت کفار

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے تحریر فرمایا: ''جو مرتکب حرام ہے، مستحق عذاب جہنم ہے، اور جو مرتکب کفر فقہی ہے، جیسے دسہرے کی شرکت یا کافروں کی جے بولنا، اس پر تجدید اسلام لازم ہے اور اور اپنی عورت سے تجدید نکاح کرے، اور جو قطعاً کافر ہو گیا، جیسے دسہرے میں بطور مذکور ہنود کے ساتھ ناقوس بجانے یا معبودان کفار پر پھول چڑھانے والا کافر مرتد ہو گیا، اس کی عورت نکاح سے نکل گئی۔اگر تائب ہو، اور اسلام لائے، جب بھی عورت کو اختیار ہے۔ بعد عدت جس سے چاہے، نکاح کر لے، اور بے توبہ مرجائے تو اسے مسلمانوں کی طرح غسل وکفن دینا حرام، اس کے جنازے کی شرکت حرام، اسے مقابر مسلمین میں دفن کرنا حرام، اس پر نماز پڑھنا حرام، الیٰ غیر ذلک من الاحکام: واللہ تعالیٰ اعلم''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم: ص150-149 - رضا اکیڈمی ممبئی)

بتوں پر پھول چڑھانا اور ہنود کی طرح ناقوس بجانا کفر کلامی ہے۔کفار ان امور کو اپنے معبودان باطل کی عبادت سمجھ کر انجام دیتے ہیں۔ان امور کو انجام دینا کفار کے کفریہ فعل کو اختیار کرنا ہے۔کفریہ فعل انجام دینا کفر ہے۔اسی طرح معبودان کفار کی جے پکارنا کفر ہے، کیوں کہ یہ کفر کی تعظیم ہے۔کفار کی جے پکارنا کفر فقہی ہے، کیوں کہ اس میں لزومی طور پر کفر کی تعظیم ثابت ہوتی ہے، اسی لیے اسے کفر فقہی بتایا گیا۔دسہرہ میں شرکت کفار کے اس تہوار کی پسندیدگی کے ساتھ ہو تو کفر ہے، ورنہ حرام ہے: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ العظیم

باب ہفتم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

نیت کے سبب تعظیم یا عبادت

بعض امور نیت کے سبب عبادت ہو جاتے ہیں۔ ایسے امور میں کسی غیر اللہ کی عبادت کی نیت سے کفر کلامی کا حکم ہوگا۔بعض امور نیت کے سبب تعظیم ہو جاتے ہیں۔ غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم کی نیت سے ایسے امور انجام دینے سے کفر کا حکم نافذ ہوگا۔

جو اعمال نیت کے سبب تعظیم یا عبادت ہو جاتے ہیں،ان میں فاعل کی نیت کے اعتبار سے حکم نافذ ہوگا۔ اگر کوئی کام معبودان باطل کی عبادت کے لیے متعین نہیں،لیکن عبادت کی نیت سے کرے تو کفر کلامی کا حکم ہے۔ یہاں فاعل کی نیت کا اعتبار ہے۔

(1)امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''جو شخص عبادت غیر کا قصد کرے ،ضرور مشرک ہے''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد نہم: جز اول:ص210-رضا اکیڈمی ممبئی)

(2)امام اہل سنت نے رقم فرمایا:''عبادت غیر کی نیت خود ہی کفر ہے،گرچہ اس کے ساتھ کوئی فعل نہ ہو''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد نہم: جز دوم:ص114-رضا اکیڈمی ممبئی)

(3)امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا:

''اگر کچھمن کو روپیہ معاذ اللہ بطور عبادت بھینٹ چڑھاتا ہے تو قطعاً یقیناً مرتد کافر، اور اس فعل ملعون کے بدترین فسق وفجور قریب بہ کفر ہونے میں تو کلام ہی نہیں''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد سوم:ص162-رضا اکیڈمی ممبئی)

(4)اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا:(**وتعلیق تلک التصاویر النجسة علی الجدران ان کان علیٰ ما یتعاداہ المجان یزعمون فیه**

تزیین المکان غیر متعمدین الی الکفر من الکفران فکبیرۃ خبیثۃ تدعوا الی النیران وتبعد الملٰئکۃ وتقرب الشیطان،وان وقع علٰی جھۃ استحسان صنیع الکفار وتعظیم اٰلھۃ اصحاب النارفکفر صریح جلی الاکفار)

(اور بتوں کی ناپاک تصویروں کو دیواروں پرآویزاں کرنا اگر ویسے عادت کے طور پر کہ اس کو پاگل لوگ مکانات کی زینت سمجھتے ہیں اور کسی کفر کی طرف تجاوز نہ کیا ہوتو یہ خبیث ترین کبیرہ گناہ ہے جو جہنم میں لے جانے والا فرشتوں کو دور اور شیطانوں کو قریب کرنے والا ہے اور اگر یہ کام کفار کی رسم کو پسند کرتے ہوئے اور دوزخیوں کے معبودوں کی تعظیم کے طور پر کیا ہوتو یہ صریح کفر جو اس کی تکفیر کا باعث ہے:ت)

(فتاویٰ رضویہ: جلد13:ص487-جامعہ نظامیہ لاہور)

بتوں کی تصویروں کو محض زینت کی نیت سے دیواروں پر لگایا۔تعظیم کا قصد نہیں کیا، بلکہ دیواروں کی محض تزئین وآرائش مقصود ہے۔وہ محض فوٹو اور تصویر سمجھ کر ان تصویروں کو اپنے گھر کی دیواروں پر لگایا ہے تو یہ سخت حرام ہے،کفر نہیں۔اگر معبودان کفار کی تعظیم کا قصد ہو، یا فعل کفار کی تحسین مقصود ہو تو یہ فعل کفر ہے۔

دراصل فوٹو دیوار پر لگانا دیوار کی تزئین وآرائش کے لیے بھی ہوتا ہے اور کسی کی تعظیم کے لیے بھی۔ایسی صورت میں نیت کا اعتبار ہوگا۔جو کام عبادت یا تعظیم ہی کے لیے ہوتے ہیں،ان میں نیت کا اعتبار نہیں ہے،مثلاً ان تصویروں پر پھول چڑھانا تو یہ کام کفار اپنے معبودوں کی تعظیم وعبادت کے واسطے کرتے ہیں،لہٰذا ان تصویروں پر پھول چڑھانا کفر ہوگا۔

معبودان کفار کے نام پر غلام آزاد کرنا کفر

بت کے نام پر غلام آزاد کرنے سے غلام آزاد ہو جائے گا،لیکن اگر بت کی تعظیم مقصود ہو تو یہ کفر ہے۔شیطان کے نام پر غلام آزاد کرنے سے بھی غلام آزاد ہو جائے گا۔

شیطان کافر ہے، لیکن معبود کفار نہیں، گر چہ بت پرستی اور کفر وضلالت میں شیطانی وسوسوں کا دخل ہوتا ہے۔عہد حاضر میں یہودی قوم کے بعض لوگ شیطان کو پوجنے لگے ہیں۔

بقصد تعظیم بت کے نام پر غلام آزاد کرنا مطلقاً کفر ہے اور بقصد تعظیم شیطان کے نام پر غلام آزاد کرنا اس وقت کفر ہے، جب اس کے کافر ہونے کی حیثیت سے اس کی تعظیم کرے۔اگر یہ حیثیت ملحوظ نہ ہوتو بقصد تعظیم شیطان کے نام پر غلام آزاد کرنا حرام ہے، کیوں کہ کافر کی تعظیم حرام ہے۔بقصد تعظیم شیطان کے نام پر غلام آزاد کرنے کو بعض فقہا کفر کہتے ہیں اور بعض حرام کہتے ہیں، پس وجہ اختلاف یہی ہے کہ شیطان کی تعظیم میں دو حیثیت کا لحاظ ہوگا۔کافر ہونے کی حیثیت سے اس کی تعظیم کفر ہے۔دیگر کسی حیثیت سے شیطان کی تعظیم حرام ہے۔بت یعنی معبود باطل کی تعظیم ہر صورت میں کفر ہے،اسی لیے بقصد تعظیم بت کے نام پر غلام آزاد کرنا تمام فقہائے کرام کے یہاں کفر ہے۔اس میں اختلاف نہیں۔

(1)امام علاء الدین حصکفی نے رقم فرمایا:(و)**یصح ایضًا بتحریر (لوجه الله والشیطان والصنم–وان)اثم و (کفربه)ای بالاعتاق للصنم(المسلم عند قصد التعظیم)لان تعظیم الصنم کفر–وعبارة الجوهرة:لو قال للشیطان او الصنم کفر**)(الدرالمختار جلد سوم:ص714-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: غلام کو اللہ تعالیٰ کے نام پر اور شیطان وبت کے نام پر آزاد کرنے سے بھی آزادی صحیح ہے، گر چہ وہ گنہگار ہوگا اور اس وجہ سے کافر ہوگا، یعنی بت کے نام پر آزاد کرنے سے مسلمان کافر ہوجائے گا، جب کہ تعظیم کا قصد ہو، کیوں کہ بت کی تعظیم کفر ہے اور جوہرہ نیرہ کی عبارت ہے: اگر کہا: (غلام کی آزادی) شیطان یا بت کے لیے ہے تو کافر ہوگیا۔

ایک شخص نے اپنے نیک شریف غلام کو اللہ تعالیٰ کے نام پر آزاد کیا۔شریر غلام کو بت کے نام پر آزاد کیا، پس یہاں شریر غلام کو بت کے نام پر آزاد کرنا بت کی تنقیص ہے، نہ کہ تعظیم۔برائے تنقیص بت کے نام پر غلام آزاد کرنا کفر نہیں۔اگر بت کی تعظیم کے واسطے

غلام کو بت کے نام پر آزاد کیا تو یہ کفر ہے، کیوں کہ غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم کفر ہے۔

جوہرہ نیرہ میں ہے کہ شیطان کے نام پر غلام آزاد کرنا بھی کفر ہے۔کفر کا سبب یہ ہے کہ شیطان کافر ہے اور کافر ہونے کی حیثیت سے کافر کی تعظیم کفر ہے۔اب کسی نے اسی کافرانہ حیثیت سے شیطان کی تعظیم کرتے ہوئے اس کے نام پر غلام آزاد کیا تو ضرور کفر ہے ، کیوں کہ اس صورت میں کفر کی تعظیم ہے۔کفر کی تعظیم کفر ہے، جیسے اسلام کی تحقیر کفر ہے۔

جن فقہائے اسلام نے شیطان کی تعظیم کے لیے اس کے نام پر غلام آزاد کرنے کو حرام قرار دیا تو اس کا سبب یہ ہے کہ شیطان کافر ہے اور کافر کی تعظیم حرام ہے، پس اس کے نام پر بقصد تعظیم غلام آزاد کرنا حرام ہے۔کافر کی تعظیم میں مختلف حیثیتوں کا لحاظ ہوگا۔

غیر مومن معبود کفار کی تعظیم میں حیثیت کا لحاظ نہیں ہوگا۔ہر اعتبار سے اس کی تعظیم کفر ہے، نیز اس کی تعظیم علامت کفر ہے۔کفار کی تعظیم علامت کفر نہیں ہے۔

(2)علامہ شامی قدس سرہ العزیز نے منقولہ بالاعبارت کی تشریح میں رقم فرمایا:

(قَوْلُهُ:وَبِتَحْرِيرٍ لِوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالَى:إلَخْ)–لِأَنَّهُ نَجَّزَ الْحُرِّيَّةَ وَبَيَّنَ غَرَضَهُ الصَّحِيحَ أَوْ الْفَاسِدَ فَلَا يَقْدَحُ فِيهِ كَمَا فِي الْبَدَائِعِ–وَالْمُرَادُ بِوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالَى ذَاتُهُ أَوْ رِضَاهُ–وَالشَّيْطَانُ وَاحِدُ شَيَاطِينِ الْإِنْسِ أَوْ الْجِنِّ، بِمَعْنَى مَرَدَتِهِمْ.

وَالصَّنَمُ:صُورَةُ الْإِنْسَانِ مِنْ خَشَبٍ أَوْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ–فَلَوْ مِنْ حَجَرٍ فَهُوَ وَثَنٌ كَمَا فِي الْبَحْرِ–(قَوْلُهُ:وَإِنْ أَثِمَ وَكَفَرَ بِهِ)لَفٌّ وَنَشْرٌ مُرَتَّبٌ.

فَالْإِثْمُ فِي الْإِعْتَاقِ لِلشَّيْطَانِ وَالْكُفْرُ فِي الْإِعْتَاقِ لِلصَّنَمِ بِقَرِينَةِ تَفْسِيرِهِ مَرْجِعَ الضَّمِيرِ الْمَجْرُورِ–وَإِلَّا فَلَا فَائِدَةَ فِي زِيَادَتِهِ لَفْظَ أَثِمَ–لَكِنْ لَا يَظْهَرُ فَرْقٌ بَيْنَهُمَا–وَمَا فَعَلَهُ الشَّارِحُ هُوَ مَا مَشَى عَلَيْهِ الْمُصَنِّفُ فِي الْمِنَحِ–وَهُوَ ظَاهِرُ الْبَحْرِ أَيْضًا–وَالْأَظْهَرُ مَا فِي الْمَتْنِ وَالْجَوْهَرَةِ مِنْ الْكُفْرِ بِكُلٍّ مِنْهُمَا)

(ردالمحتار:جلد13:ص311-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: شارح کا قول: اور رضائے الٰہی کے لیے آزاد کرسے بھی آزادی صحیح ہے: الخ

کیوں کہ اس نے آزادی مکمل کر دی اور اپنا صحیح مقصد یا غلط مقصد بیان کیا، پس یہ مقصد آزادی میں مانع نہیں ہوگا جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے اور ''وجہ اللہ'' سے ذات الٰہی یا رضائے الٰہی مراد ہے اور شیطان انس وجن کے شیاطین کا واحد ہے، (لفظ شیاطین) انس وجن کے سرکش لوگوں کے معنی میں ہے۔

اور صنم لکڑی یا سونا یا چاندی کی انسانی صورت (مجسمہ) ہے، پس اگر پتھر کی صورت (مجسمہ) ہوتو وہ وثن ہے جیسا کہ بحرالرائق میں ہے۔

شارح کا قول (گرچہ اس کی وجہ سے وہ گنہ گار یا کافر ہوا) لف ونشر مرتب ہے، پس گناہ شیطان کے لیے آزاد کرنے میں ہے اور کفر بت کے لیے آزاد کرنے میں ہے، شارح کے ضمیر مجرور کے مرجع کی تفسیر کے قرینہ کے سبب، ورنہ لفظ (اثم) کے اضافہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں، لیکن ان دونوں (شیطان کے لیے آزاد کرنے اور بت کے لیے آزاد کرنے) کے درمیان فرق ظاہر نہیں ہوتا ہے اور جو شارح نے کیا، یہ وہی ہے جسے ماتن نے منح الغفار بشرح تنویر الابصار میں اختیار کیا اور یہی البحر الرائق کا بھی ظاہری مفہوم ہے اور زیادہ ظاہر وہ ہے جو متن (تنویر الابصار) اور جوہرہ نیرہ میں ہے کہ ان دونوں (شیطان وبت کے لیے غلام آزاد کرنے) کی وجہ سے کافر ہونا۔

علامہ ابن نجیم مصری نے الاشباہ والنظائر اور البحر الرائق دونوں میں صرف بت کے نام پر بطور تعظیم غلام آزاد کرنے کو کفر لکھا ہے۔ شیطان کے نام پر بت آزاد کرنے کو کفر نہیں بتایا، کیوں کہ شیطان کافر ہے۔ کافر کی تعظیم حرام اور گناہ ہے، لہٰذا شیطان کے نام پر غلام آزاد کرنا مطلقاً کفر نہیں ہوگا۔ کافر کی تعظیم جب کافر ہونے کی حیثیت سے ہو، تب کفر ہے، کیوں کہ یہ کفر کی تعظیم ہے۔ کسی دوسری حیثیت سے کافر کی تعظیم حرام ہے۔ عہد ماضی میں شیطان کو معبود ماننے والے لوگ نہیں تھے، گرچہ بتوں کی پرستش بھی شیطانی وسوسوں کے

سبب ہوئی۔عہد حاضر میں یہودیوں کی ایک جماعت شیطان کو پوجتی ہے،لیکن عام طور پر لوگ اس حقیقت سے واقف نہیں،پس شیطان کا معبود باطل ہونا آج بھی مشہور نہیں۔

(3)امام ابن نجیم مصری نے رقم فرمایا:(قَالُوا: وَالْهَدَايَا كَالضَّحَايَا–وَأَمَّا الْعِتْقُ فَعِنْدَنَا لَيْسَ بِعِبَادَةٍ وَضْعًا بِدَلِيلِ صِحَّتِهِ مِنْ الْكَافِرِ وَلَا عِبَادَةَ لَهُ.

فَإِنْ نَوَى وَجْهَ اللَّهِ تَعَالَى كَانَ عِبَادَةً مُثَابًا عَلَيْهَا–وَإِنْ أَعْتَقَ بِلَا نِيَّةٍ صَحَّ وَلَا ثَوَابَ لَهُ إنْ كَانَ صَرِيحًا–وَأَمَّا الْكِنَايَاتُ فَلَا بُدَّ لَهَا مِنْ النِّيَّةِ فَإِنْ أَعْتَقَ لِلصَّنَمِ أَوْ لِلشَّيْطَانِ صَحَّ وَأَثِمَ.

وَإِنْ أَعْتَقَ لِأَجْلِ مَخْلُوقٍ صَحَّ–وَكَانَ مُبَاحًا لَا ثَوَابَ وَلَا إثْمَ.

وَيَنْبَغِي أَنْ يُخَصَّصَ الْإِعْتَاقُ لِلصَّنَمِ بِمَا إذَا كَانَ الْمُعْتِقُ كَافِرًا–أَمَّا الْمُسْلِمُ إذَا أَعْتَقَ لَهُ قَاصِدًا تَعْظِيمَهُ كَفَرَ، كَمَا يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْإِعْتَاقُ لِمَخْلُوقٍ مَكْرُوهًا)(الاشباہ والنظائر: جلد اول:ص23-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ:تحائف قربانیوں کی طرح ہیں اور رہا غلام آزاد کرنا تو یہ ہمارے یہاں وضعی طور پر عبادت نہیں ہے،کافر کی جانب سے آزادی کے صحیح ہونے کی وجہ سے،حالاں کہ کافر کے لیے عبادت نہیں ہے،پس اگر رضائے الٰہی کی نیت کرے تو غلام آزاد کرنا عبادت ہوجائے گا،اس پر ثواب ہوگا اور اگر بلا نیت آزاد کرے تو آزادی صحیح ہے اور اس کو کوئی ثواب نہیں،اگر صریح طور پر (بلا نیت) آزاد کرنا ہو،لیکن کنایہ تو اس کے لیے نیت ضروری ہے،پس اگر بت یا شیطان کے لیے آزاد کیا تو آزاد کرنا صحیح ہے اور وہ گنہ گار ہوا،اور اگر کسی مخلوق کے لیے آزاد کیا تو آزادی صحیح ہے اور یہ مباح ہوگا،نہ ثواب ہوگا،نہ عذاب۔

اور مناسب ہے کہ بت کے لیے غلام آزاد کرنے کو اس صورت کے ساتھ خاص کیا جائے ،جب کہ آزاد کرنے والا کافر ہو،لیکن جب مسلمان بت کے لیے آزاد کرے،بت کی تعظیم کا قصد کرتے ہوئے تو وہ کافر ہوگیا جیسا کہ کسی مخلوق کے لیے آزاد کرنا مکروہ ہونا چاہئے۔

منقولہ بالاعبارت میں ہے کہ بت کی تعظیم کے قصد سے بت کے نام پر غلام آزاد کرنا کفر ہے، کیوں کہ بت کی تعظیم کفر ہے۔ایسے مقام پر بت سے معبود باطل مراد ہے۔

(4)امام ابن نجیم مصری حنفی نے رقم فرمایا:(قَوْلُهُ:(وَبِتَحْرِيرٍ لِوَجْهِ اللّٰهِ وَلِلشَّيْطَانِ وَلِلصَّنَمِ)أَيْ يَصِحُّ الْعِتْقُ بِتَحْرِيرٍ هو عِبَادَةٌ أو مَعْصِيَةٌ لِأَنَّ الْإِعْتَاقَ هو الرُّكْنُ الْمُؤَثِّرُ في إزَالَةِ الرِّقِّ وَصِفَةُ الْقُرْبَةِ لَا تَأْثِيرَ لها في ذلك–أَلَا تَرَى أَنَّ الْعِتْقَ وَالْكِتَابَةَ بِالْمَالِ مَشْرُوعَانِ وَإِنْ عَرِيَا عن صِفَةِ الْقُرْبَةِ فَلَا يَنْعَدِمُ بِعَدَمِهَا أَصْلُ الْعِتْقِ–وَلَا يَخْفَى أَنَّ الْإِعْتَاقَ لِلصَّنَمِ إنَّمَا هو صَادِرٌ من كَافِرٍ–وأما إذَا صَدَرَ من مُسْلِمٍ فَيَنْبَغِي أَنْ يُكَفَّرَ بِهِ إذَا قَصَدَ تَعْظِيمَهُ.

وَقَدَّمْنَا أَنَّ أَنْوَاعَهُ أَرْبَعَةٌ فَرْضٌ وَمَنْدُوبٌ وَمُبَاحٌ وَمَعْصِيَةٌ.

وفي الْمُحِيطِ:أَنَّ الْإِعْتَاقَ قد يَقَعُ مُبَاحًا لَا قُرْبَةً بِأَنْ أَعْتَقَ من غَيْرِ نِيَّةٍ أو أَعْتَقَ لِوَجْهِ فُلَانٍ–وقد يَقَعُ مَعْصِيَةً بِأَنْ أَعْتَقَهُ لِوَجْهِ الشَّيْطَانِ–اه

فَفَرَّقَ بين الْإِعْتَاقِ لِآدَمِيٍّ وَبَيْنَ الْإِعْتَاقِ لِلشَّيْطَانِ وَعَلَّلَ حُرْمَةَ الْإِعْتَاقِ لِلشَّيْطَانِ بِأَنَّهُ قَصَدَ تَعْظِيمَهُ وَكَذَا الْعِتْقُ بِلَا نِيَّةٍ مُبَاحٌ كما في التَّبْيِينِ)

(البحرالرائق:کتاب العتق:جلد چہارم:ص248-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ:(ماتن کا قول:اور رضائے الٰہی کے لیے اور شیطان وبت کے لیے آزاد کرنے کی وجہ سے)یعنی آزاد کرنے سے آزادی صحیح ہے،وہ آزاد کرنا عبادت ہو یا معصیت ہو، کیوں کہ آزاد کرنا غلامی زائل کرنے میں مؤثر رکن ہے اور اس میں تقرب(عبادت) کی صفت کی کوئی تاثیر نہیں ہے۔کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ آزاد کرنا اور مال کے ذریعہ(غلام کو) مکاتب بنانا شرعاً جائز ہے،گرچہ یہ دونوں تقرب کی صفت سے خالی ہیں تو تقرب کے معدوم ہونے سے اصل آزادی معدوم نہیں ہوگی اور مخفی نہیں کہ بت کے لیے آزاد کرنا صرف کافر سے صادر ہوتا ہے،لیکن جب یہ مسلمان سے صادر ہوتو اس وجہ سے اس کی تکفیر ہونی چاہئے

جب کہ وہ بت کی تعظیم کا قصد کرے اور ہم نے پہلے بیان کیا کہ آزاد کرنے کی چار قسمیں ہیں: فرض ومستحب اور جائز وگناہ۔

اور محیط برہانی میں ہے کہ آزاد کرنا کبھی جائز ہوتا ہے، تقرب نہیں ہوتا ہے، بایں طور کہ (تقرب کی) نیت کے بغیر آزاد کرے، یا فلاں (کسی انسان) کی خوشنودی کے لیے آزاد کرے اور کبھی معصیت ہوتا ہے، بایں طور کہ شیطان کی خوشنودی کے لیے آزاد کرے۔اھ

پس آدمی کے لیے آزاد کرنے اور شیطان کے لیے آزاد کرنے کے درمیان فرق کیا اور شیطان کے لیے آزاد کرنے کی حرمت کی علت بیان کی کہ اس کی تعظیم کا قصد کرے اور اسی طرح بلانیت آزاد کرنا جائز ہے جیسا کہ تبیین الحقائق میں ہے۔

(وعلل حرمۃ الاعتاق للشیطان بان قصد تعظیمہ) سے واضح ہے کہ شیطان کے نام پر غلام آزاد کرنا حرام ہے، کیوں کہ شیطان کافر ہے اور کافر کی تعظیم حرام ہے۔خواہ اس کے نام پر غلام آزاد کرے، یا نہ کرے۔شیطان کے کافر ہونے کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔

جن فقہائے کرام نے شیطان کی تعظیم کے قصد سے اس کے نام پر غلام آزاد کرنے کو کفر قرار دیا ہے، ان کی مراد یہ ہے کہ کافر ہونے کی حیثیت سے شیطان کی تعظیم کرتے ہوئے اس کے نام پر غلام آزاد کرنا کفر ہے، کیوں کہ اس صورت میں کفر کی تعظیم ہے۔

جن فقہائے کرام نے شیطان کے نام پر غلام آزاد کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔اس کا سبب یہ ہے کہ شیطان کافر ہے اور کافر کی تعظیم حرام ہے۔شیطان کے نام پر غلام آزاد کرنا اس کی تعظیم ہے، پس اس کے نام پر غلام آزاد کرنا حرام وگناہ ہوا۔

الغرض بت کی تعظیم کے کفر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، کیوں کہ وہ معبود کفار ہے۔ شیطان کی تعظیم کے طور پر غلام آزاد کرنے کو بعض فقہا کفر کہتے ہیں اور بعض فقہا حرام کہتے ہیں۔اس کا سبب شیطان کی تعظیم میں دو حیثیت کا معتبر ہونا ہے۔بت کی تعظیم کے طور پر اس کے نام پر غلام آزاد کرنے کے کفر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، کیوں کہ بت کی تعظیم ہر

صورت میں کفر ہے۔خواہ معبود کفار ہونے کی حیثیت سے اس کی تعظیم ہو، یا کسی دوسری حیثیت سے۔ ہر صورت میں حکم کفر ہے۔معبودان کفار کی تعظیم میں حیثیتوں کا فرق غیر معتبر ہے۔باب سوم تا باب ہفتم کی تفصیل سے یہ امر خوب واضح ہے: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(5)امام ابوبکر بن علی حداد زبیدی یمانی (م ۸۰۰ھ) نے رقم فرمایا:(قَوْلُهُ: (وَمَنْ أَعْتَقَ عَبْدَهُ لِوَجْهِ اللَّهِ تَعَالَى أَوْ لِلشَّيْطَانِ أَوْ لِلصَّنَمِ عَتَقَ)إلَّا أَنَّهُ إذَا قَالَ: لِلشَّيْطَانِ أَوْ لِلصَّنَمِ كَفَرَ-وَالْعِيَاذُ بِاَللَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى)

(الجوہرۃ النیرہ: کتاب العتق: جلد چہارم: ص399-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: جس نے اپنا غلام رضائے الٰہی کے لیے آزاد کیا، یا شیطان یا بت کے لیے آزاد کیا تو غلام آزاد ہو گیا، مگر جب وہ کہے کہ شیطان یا بت کے لیے آزاد کیا تو کافر ہو گیا، اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی پناہ۔

شیطان اور بت کے نام پر غلام آزاد کرنا کفر ہے۔بت کے نام پر آزاد کرنا اس وقت کفر ہے، جب اس کی تعظیم کا قصد ہو۔شیطان کے نام پر آزاد کرنا اس وقت کفر ہے جب شیطان کی تعظیم کا قصد اس کے کافر ہونے کی حیثیت سے ہو۔تفصیل ماقبل میں مرقوم ہوئی۔

(6)امام عبداللہ بن محمود موصلی حنفی (۵۹۹ھ-۶۸۳ھ) نے رقم فرمایا:(ومن اعتق عبده للصنم او للشيطان عتق وكان عاصيا)لصدور الإعتاق من أهله مضافا إلى محله عن ولاية-ولأن قوله:"أنت حر"صريح فى العتق فيقع-ويلغو قوله:للصنم أو للشيطان-ويكون عاصيا-لأن ذلک من فعل الكفرة وعبدة الأصنام)(الاختیار لتعلیل المختار: کتاب العتق: جلد چہارم: ص21-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: جس نے اپنا غلام بت یا شیطان کے لیے آزاد کیا تو غلام آزاد ہو گیا اور یہ شخص گنہ گار ہوا، آقا ہونے کی وجہ سے آزادی کی اہلیت رکھنے والے کی جانب سے محل آزادی کی طرف منسوب کرتے ہوئے آزادی کے صادر ہونے کے سبب اور اس لیے کہ

اس کا قول (تو آزاد ہے) آزادی میں صریح ہے، پس آزادی ہو جائے گی اور اس کا قول (بت یا شیطان کے لیے آزاد کیا) لغو قرار پائے گا اور یہ شخص گنہ گار ہوگا، کیوں کہ یہ (بت یا شیطان کے نام پر غلام آزاد کرنا) کافروں اور بت پرستوں کا طریق کار ہے۔

اگر بت یا شیطان کے نام پر غلام آزاد کیا تو غلام آزاد ہو جائے گا، لیکن آزاد کرنے والا گنہ گار ہوگا۔ اگر بت کی تعظیم مقصود ہو، تب یہ شخص کافر ہوگا، کیوں کہ معبودان کفار کی تعظیم کفر ہے۔ الاشباہ والنظائر کی عبارت میں دونوں صورتوں کا مفصل حکم بیان کیا گیا ہے۔

(7)(وَأَمَّا الْمَنْدُوبُ فَالْإِعْتَاقُ لِوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰی من غَیْرِ إِیجَابٍ–وَأَمَّا الْمُبَاحُ فَهُوَ الْإِعْتَاقُ من غَیْرِ نِیَّةٍ–وَأَمَّا الْمَحْظُورُ فَهُوَ الْإِعْتَاقُ لِوَجْهِ الشَّیْطَانِ کَذَا فی الْبَحْرِ الرَّائِقِ–فَمَنْ أَعْتَقَ عَبْدَهُ لِلشَّیْطَانِ أو لِلصَّنَمِ عَتَقَ إِلَّا أَنَّهُ یَکْفُرُ هَکَذَا فی السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ)(فتاویٰ ہندیہ: جلد دوم:ص2-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: اپنے اوپر واجب کیے بغیر رضائے الٰہی کے لیے غلام آزاد کرنا مستحب ہے، لیکن مباح تو بغیر نیت کے غلام آزاد کرنا ہے اور لیکن ممنوع تو شیطان کی رضا کے لیے غلام آزاد کرنا ہے۔ ایسا ہی البحر الرائق میں ہے، پس جس نے اپنا غلام شیطان یا بت کے لیے آزاد کیا تو غلام آزاد ہو گیا، مگر وہ شخص کافر ہو جائے گا۔ ایسا ہی السراج الوہاج میں ہے۔

شیطان و بت کے نام پر غلام آزاد کرنا کفر ہے۔ تفصیل ماقبل میں مرقوم ہوئی۔

فقہائے کرام نے شیطان اور بت دونوں کا ذکر فرمایا۔ اس سے کافر اور معبود کفار دونوں کے نام پر غلام آزاد کرنے کا حکم معلوم ہو جاتا ہے۔ معبود کفار کے نام پر غلام آزاد کرنے میں معبود کفار کی تعظیم مقصود ہو تو کفر ہے۔ شیطان کی تعظیم مقصود ہو تو ایک صورت میں کفر ہے۔ ایک صورت میں حرام ہے، اسی لیے شیطان کی تعظیم کے قصد سے غلام آزاد کرنے کا حکم بیان کرنے میں فقہائے کرام کے اقوال بظاہر مختلف ہیں، حالاں کہ حقیقت میں اختلاف نہیں ہے۔ کافر ہونے کی حیثیت سے شیطان کی تعظیم کرتے ہوئے اس کے نام

پر غلام آزاد کرنا کفر ہے اور اس کی کافرانہ حیثیت سے تعظیم نہ ہو تو شیطان کی تعظیم حرام ہے، کیوں کہ وہ کافر ہے۔الغرض شیطان سے متعلق دونوں قول کی تطبیق آسان ہے۔

(8) فقیہ عبد الغنی دمشقی حنفی نے رقم فرمایا:(**ومن أعتق عبده لوجه اللّٰه أو للشيطان أو للصنم عتق)عليه لصدور الإعتاق من أهله مضافا إلى محله فيقع-ويلغو قوله بعده(للصنم)أو (للشيطان)ويكون آثما به-بل إن قصد التعظيم كفر**)(اللباب فی شرح الکتاب: جلد اول:ص302-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ:جس نے اپنا غلام رضائے الٰہی کے لیے یا بت یا شیطان کے لیے آزاد کیا تو غلام کی آزادی ہوگئی،آزادی کی اہلیت رکھنے والے کی جانب سے محل آزادی کی طرف منسوب کرتے ہوئے آزادی کے صادر ہونے کے سبب،پس آزادی ہوجائے گی اور اس کے بعد اس کا قول (بت یا شیطان کے لیے آزاد کیا) لغو قرار پائے گا اور یہ شخص اس کی وجہ سے گنہ گار ہوگا، بلکہ اگر تعظیم کا قصد کرے تو کافر ہوگیا۔

(9) شیخی زادہ داماد آفندی: فقیہ عبد الرحمٰن بن محمد بن سلیمان نے رقم فرمایا:

(ومن أعتق لوجه اللّٰه تعالٰى عتق وهو ظاهر-وكذا يعتق لو أعتق للشيطان أو للصنم لأن الإعتاق هو الركن المؤثر فى إزالة الرق-وصفة القربة لا تأثير لها فى ذلك وإن (وصلية)عصى لأن ذلك من فعل الكفرة وعبدة الأصنام-حتى إن فعل المسلم كفر به عند قصد التعظيم)

(مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر: باب الحضانۃ: جلد دوم:ص217-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ:جس نے رضائے الٰہی کے لیے غلام آزاد کیا تو غلام آزاد ہوگیا اور یہ ظاہر سی بات ہے۔اسی طرح غلام آزاد ہوجائے گا اگر شیطان یا بت کے لیے آزاد کیا، کیوں کہ آزاد کرنا غلامی زائل کرنے میں مؤثر رکن ہے اور اس میں قربت (ثواب) کی صفت کی تاثیر نہیں ہے،گرچہ وہ گنہ گار ہوا (ان وصلیہ ہے)، کیوں کہ یہ کافروں اور بت پرستوں کا طریق

کار ہے، یہاں تک کہ اگر مسلمان نے کیا تو اس وجہ سے تعظیم کا قصد کرنے پر وہ کافر ہو گیا۔

(10)امام حصکفی نے رقم فرمایا:(ومندوب لوجه الله تعالی لحدیث عتق الاعضاء-وهل یحصل ذلک بتدبیر وشراء قریب؟الظاهر،نعم-ومکروه لفلان-وحرام بل کفر للشیطان)(الدر المختار: جلد سوم:ص703-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ:اعضا کی آزادی کی حدیث کے سبب رضائے الٰہی کے لیے غلام آزاد کرنا مستحب ہے اور کیا مدبر بنانے اور رشتہ دار کو خریدنے سے یہ ثواب حاصل ہوگا،ظاہر ہے کہ ہاں(ثواب حاصل ہوگا)اور فلاں(کسی آدمی)کے لیے غلام آزاد کرنا مکروہ ہے اور شیطان کے لیے غلام آزاد کرنا حرام، بلکہ کفر ہے۔

رشتہ دار کو خریدنے سے وہ آزاد ہو جاتا ہے تو یہ بھی غلام آزاد کرنا ہے،لہٰذا ثواب پائے گا۔مدبر بنانے کا معنی یہ ہے کہ غلام کو یہ کہے کہ میری موت کے بعد تم آزاد ہو۔یہ بھی غلام آزاد کرنے کی صورت ہے،پس اس پر بھی ثواب پائے گا۔یہی ظاہر ہے:واللہ تعالیٰ اعلم

(11)علامہ شامی قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:(ثم قال فی البحر:فَفَرَّقَ بَيْنَ الْإِعْتَاقِ لِآدَمِيٍّ وَبَيْنَ الْإِعْتَاقِ لِلشَّيْطَانِ-وَعَلَّلَ حُرْمَةَ الْإِعْتَاقِ لِلشَّيْطَانِ بِأَنَّهُ قَصَدَ تَعْظِيمَهُ:ا ه-أَيْ بِخِلَافِ قَصْدِ تَعْظِيمِ فُلَانٍ-لِأَنَّهُ غَيْرُ مَنْهِيٍّ تَأَمَّلْ.

(قَوْلُهُ:وَحَرَامٌ بَلْ كُفْرٌ لِلشَّيْطَانِ)وَكَذَا لِلصَّنَمِ كَمَا سَيَأْتِي-وَلَعَلَّ وَجْهَ الْقَوْلِ بِأَنَّهُ كُفْرٌ هُوَ مَا سَيَذْكُرُهُ عَنْ الْجَوْهَرَةِ أَنَّ تَعْظِيمَهُمَا دَلِيلُ الْكُفْرِ الْبَاطِنِ كَالسُّجُودِ لِلصَّنَمِ وَلَوْ هَزَلًا فَيُحْكَمُ بِكُفْرِهِ-وَهَذَا كُلُّهُ إذَا لَمْ يَقْصِدْ التَّقَرُّبَ وَالْعِبَادَةَ وَإِلَّا فَهُوَ كُفْرٌ بِلَا شُبْهَةٍ سَوَاءٌ كَانَ لِفُلَانٍ أَوْ لِلشَّيْطَانِ)

(رد المحتار: کتاب العتق:ج13:ص277-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ:پھر البحر الرائق میں فرمایا:پس کسی آدمی کے لیے غلام آزاد کرنے اور شیطان کے لیے غلام آزاد کرنے میں فرق ہے اور شیطان کے لیے غلام آزاد کرنے کی حرمت کی

علت بیان فرمائی کہ اس نے اس کی تعظیم کا قصد کیا: اھ۔

یعنی فلاں (کسی آدمی) کی تعظیم کے برخلاف، کیوں کہ وہ ممنوع نہیں۔غور کرلو۔

(شارح کا قول: شیطان کے لیے (غلام آزاد کرنا) حرام ہے، بلکہ کفر ہے) اور اسی طرح بت کے لیے (غلام آزاد کرنا کفر ہے) جیسا کہ عنقریب آئے گا اور شاید اس قول کہ یہ کفر ہے،اس کی وجہ وہ ہے جو عنقریب جوہرہ نیرہ کے حوالے سے ذکر کریں گے کہ شیطان وبت کی تعظیم کفر باطنی کی دلیل ہے جیسا کہ بت کو سجدہ کرنا،گرچہ ہزل (مذاق) کے طور پر ہو، پس اس کے کفر کا حکم دیا جائے گا اور یہ تمام اس وقت ہے جب تقرب وعبادت کا قصد نہ ہو، ورنہ وہ بلاشبہ کفر ہے،خواہ فلاں (کسی آدمی) کے لیے ہو، یا شیطان کے لیے ہو۔

(أَیْ بِخِلَافِ قَصْدِ تَعْظِیمِ فُلَانٍ –لِأَنَّہُ غَیْرُ مَنْہِیٍّ تَأَمَّلْ) سے واضح ہے کہ جس کی تعظیم ممنوع نہیں، بقصد تعظیم اس کے نام پر غلام آزاد کرنا حرام نہیں۔الاشباہ والنظائر اور درمختار کی منقولہ بالا عبارتوں میں کسی آدمی کے نام پر آزاد کرنے کو مکروہ لکھا گیا ہے۔

الحاصل کافر کی تعظیم میں حیثیت کا فرق معتبر ہے اور غیر مومن معبودان کفار یعنی دیوتاؤں اور بتوں کی تعظیم میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں۔عرف میں دیوتا یا بت سے غیر مومن معبود کفار مراد ہوتے ہیں۔جن صالحین کو کفار ومشرکین نے معبود بنالیا ہے،عرف میں ان کو دیوتا نہیں کہا جاتا ہے، بلکہ اگر وہ نبی ہیں تو ان کو نبی کہا جاتا ہے اور ولی ہیں تو ان کو ولی کہا جاتا ہے۔ہاں،ان کے نام پر بنائے ہوئے بتوں کو بھی بت ہی کہا جاتا ہے اور ان بتوں کی تعظیم کفر ہی ہے، جیسے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کو سجدہ کرنا مطلقاً کفر ہی بتایا گیا، ورنہ غیر معبود کی تصویر کو سجدہ کرنا یا کسی غیر معبود کو سجدہ کرنے کا دو حکم ہے ۔ غیر معبود کو سجدۂ تعبدی کفر ہے اور سجدۂ تعظیمی حرام ہے۔باب پنجم میں سجدہ کے حکم کی تفصیل مرقوم ہے۔

<u>وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ العظیم</u>

باب ہشتم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

کفار اصلی کی تعظیم ومدارات کے احکام

کفار اصلی کی تعظیم بعض صورتوں میں کفر ہے اور بعض صورتوں میں حرام ہے۔کفار اصلی سے معاملات یعنی خرید وفروخت ودیگر معاملات جائز ہیں ،اسی طرح بعض صورتوں میں کفار اصلی سے مدارات جائز ہے،لیکن مرتدین سے معاملات بھی جائز نہیں ہیں۔

فصل اول

کفار اصلی کی تعظیم وتکریم کے احکام

کافر کی تعظیم کی دوصورت ہے۔کافر ہونے کی حیثیت سے کافر کی تعظیم کفر ہے، کیوں کہ اس صورت میں کفر کی تعظیم ہے،اور کفر کی تعظیم کفر ہے، جیسے اسلام کی تنقیص واستخفاف کفر ہے۔کافر کی تعظیم کسی دوسری حیثیت سے ہوتو حرام ہے، کفر نہیں۔

(1)امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''اگر معبودان کفار کی جے ہے تو کفر ہے، اور اگر کافروں کی ہے تو فقہائے کرام اسے بھی کفر فرماتے ہیں۔فتوائے ظہیریہ واشباہ والنظائر وتنویر الابصار ودر مختار میں ہے:(**لو سلم علی الذمی تبجیلا یکفر لان تبجیل الکافر کفر-ولو قال لمجوسی یا استاذ تبجیلا کفر**)

(اگر کسی نے تعظیم کرتے ہوئے ذمی کو سلام دیا تو کافر ہوجائے گا، کیوں کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔اگر کسی نے مجوسی کو بطور تعظیم ''اے استاذ'' کہا تو کفر ہے۔ت)

(فتاویٰ رضویہ: جلد چہاردہم:ص674-جامعہ نظامیہ لاہور)

(2)امام اہل سنت نے رقم فرمایا:''شامی میں ہے:(**ای لان فی ذلک تعظیمہ**

وقد نصوا علیٰ حرمة تعظیمه) یعنی اس لیے کہ اس میں اس کی تعظیم ہے اور بے شک ائمہ دین نے تصریحیں فرمائیں کہ کافر کی تعظیم حرام ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 16: ص615-رضا اکیڈمی ممبئ)

اقتباس اول میں کافر کی تعظیم کو کفر بتایا گیا اور اقتباس دوم میں حرام بتایا گیا۔ دراصل کافر کی تعظیم کافر ہونے کی حیثیت سے کی جائے تو یہ کفر فقہی ہے۔ کافر کی تعظیم دوسری حیثیت سے ہو تو حرام ہے۔ کفر ہی کی تعظیم مقصود ہو تو کفر کلامی ہے، لیکن یہ اسی وقت معلوم ہوگا، جب مرتکب کا بیان قطعی ہو کہ ہم نے کافر کی تعظیم نہیں کی، بلکہ اس کے کفر کی تعظیم کی ہے۔ غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم کفر کلامی ہے، کیوں کہ معبودان کفار کی تعظیم کفر ہی کی تعظیم ہے۔

(3) امام شہاب الدین حموی حنفی نے رقم فرمایا: (قَوْلُهُ: فَلَوْ سَلَّمَ عَلَى الذِّمِّيِّ تَبْجِيلًا كَفَرَ-قَالَ بَعْضُ الْفُضَلَاءِ: يَجِبُ تَقْيِيدُهُ بِأَنْ يَكُونَ تَعْظِيمًا لِكُفْرِهِ- وَإِلَّا فَقَدْ يَكُونُ لِإِحْسَانِهِ لِلْمُسْلِمِينَ أَوْ لِلْمُعَظِّمِ(انْتَهَى)

(غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر: بالردۃ: جلد سوم: ص423-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: مؤلف کا قول: پس اگر ذمی کافر کو تعظیم کے طور پر سلام کرے تو وہ کافر ہو گیا۔ بعض فضلا نے فرمایا کہ اس کو اس سے مقید کرنا ضروری ہے کہ اس کی تعظیم اس کے کفر کے سبب ہو، ورنہ کبھی کافر کی تعظیم اس کے مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک یا تعظیم کرنے والے کے ساتھ حسن سلوک کے سبب ہوتی ہے۔

کافر ومشرک شرعاً مستحق تعظیم نہیں

امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان سے سوال ہوا کہ مشرک کے لے بڑا مرتبہ اور عزت ماننا مطابق اسلام ہے یا نہیں؟ اور اس کے استقبال کو شاندار بنانے کے لیے مسلمانوں کا جانا اور مشرک کی تعظیم اور اس کی جے بولنا اور اس کو مہاتما کہنا کیسا ہے؟

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''کیا قسم کھائی ہے کہ قرآن عظیم کا کوئی جملہ سلامت نہ رکھیں۔ مشرک کے لیے ہرگز کوئی عزت نہیں اور بڑا در کنار ادنیٰ سے ادنیٰ، چھوٹے سے چھوٹا کوئی رتبہ نہیں۔ واحد قہار جل وعلا فرماتا ہے: (**وللّٰہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنٰفقین لایعلمون**) عزت تو صرف اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کے لیے ہے، مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

عزیز مقتدر جل وعلا فرماتا ہے:

(**ان الذین یحادون اللّٰہ ورسولہ اولٰئک فی الاذلین**)

بے شک اللہ ورسول کے جتنے مخالف ہیں، سب ہر ذلیل سے بدتر ذلیلوں میں ہیں۔

عزیز منتقم، عز جلالہ فرماتا ہے: (**ھم شر البریۃ**) وہ تمام مخلوق الٰہی سے بدتر ہیں۔

مخلوق میں کتا بھی ہے، سور بھی ہے۔ قرآن عظیم شہادت دیتا ہے کہ مشرکین ان سے بھی بدتر ہیں، پھر رتبہ وعزت کے کیا معنی! اس کی تعظیم سخت سے سخت کبیرہ اور قرآن عظیم کی مخالفت شدیدہ ہے۔ حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(**من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علٰی ھدم الاسلام**)

جو کسی بدعتی بد مذہب کی تعظیم کرے اس نے اسلام کے ڈھادینے پر مدد دی۔

مبتدع کی تعظیم پر حکم یہ ہے۔ مشرک کی تعظیم کس درجہ بیخ کنی اسلام ہوگی: (**ولکن المنٰفقین لایعلمون**) (مگر منافقوں کو خبر نہیں۔ ت)

استقبال کو شاندار بنانے کے لیے جانا تو عین تعظیم ہے جو صریح مخالفت قرآن عظیم ہے۔ اس جلوس نا مانوس میں ویسے بھی شرکت حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (**من سود مع قوم فھو منھم**)

جو کسی قوم کے جتھے میں شامل ہوا وہ انہیں میں سے ہے۔

دوسری حدیث میں ہے: (**من کثر سواد قوم فھو منھم**)

جو کسی قوم کا مجمع بڑھائے وہ انہیں میں سے ہے۔

تیسری حدیث میں ہے: **(من جامع المشرک وسکن معه فانه مثله)**

جو مشرک کے ساتھ آئے اور اس کے ساتھ رہے وہ بے شک اسی کے مثل ہے۔

مشرک کی جے نہ بولے گا مگر مشرک۔ حدیث میں ہے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **(اذا مدح الفاسق غضب الرب واهتز لذلک العرش)**

جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی کانپ جاتا ہے۔

مہاتما کے معنی ہیں ''روح اعظم'' جو خاص لقب سیدنا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے، مشرک کو اس سے تعبیر کرنا صریح مخالفتِ خدا و رسول ہے۔

حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **(لاتقولوا للمنافق یا سید فانه ان یکن سیدکم فقد اسخطتم ربکم عزوجل)** منافق کو ''اے سردار'' نہ کہو، بے شک اگر وہ تمہارا سردار ہے، تو تم نے اپنے رب عزوجل کا غضب لیا۔

اب ادھر تو منافق و مشرک کا فرق دیکھو، اور ادھر سردار و روح اعظم کا موازنہ کرو، انہیں نسبتوں سے اس پر اللہ عزوجل کا غضب اشد ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 14: ص406-408- جامعہ نظامیہ لاہور)

کافر کو سلام کرنے کا حکم

(1) تعظیم کی نیت سے کافر کو سلام کرنا کفر ہے، جیسا کہ گزرا۔ کسی ضرورت کے سبب جواز کی صورت مندرجہ ذیل ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:

مسئلہ ۹۰: غیر مقلد یا رافضی اہل سنت کو سلام کرے تو اس کا جواب دے یا نہیں؟ اور اگر دے تو کس طریقہ سے جواب دینے کا حکم ہے؟

الجواب: اگر خوف فتنہ نہ ہو، جواب کی اصلاً حاجت نہیں۔ ولا یقاسون علی ذمی، بل ولا

حربی لان حکم المرتد اشد- اور خوف ہو تو صرف ''وعلیک'' کہے۔ درمختار میں ہے: لوسلم یہودی اونصرانی اومجوسی علی مسلم فلا باس بالرد، ولکن لایزید علی قولہ ''وعلیک'' کمافی الخانیۃ۔

اب ایک صورت یہ رہی کہ اس قدر پر اقتصار میں بھی خوف صحیح ہو، یا معاذ اللہ کسی مسلمان کو انہیں ابتدائے سلام کی ضرورت ومجبوری شرعی ہو تو کیا کرے۔

اقول: پورا سلام کہے اور چاہے تو ''ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' بھی بڑھائے، اور اصلاً مضائقہ شرعیہ نہ آئے، اس کی کیا صورت ہے۔

یہ کہ ہر شخص کے ساتھ اگرچہ کافر ہو، کراماً کاتبین اور کچھ ملائکہ حافظین ہوتے ہیں:

قال تعالیٰ: (**کلا بل تکذبون بالدین وان علیکم لحفظین کراما کاتبین**)

قال: (**وله مقبت من بین یدیه ومن خلفه یحفظونه من امر اللّٰه**)

اپنے جواب یا سلام میں ان ملائکہ پر سلام کی نیت کرے: والسلام، واللہ تعالیٰ اعلم''۔

(فتاویٰ افریقہ: ص143-144 - مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد پاکستان)

(2) امام داماد آفندی حنفی نے رقم فرمایا: (**وتجعل علیٰ داره أی الذمی علامة کی لا یستغفر أی لئلا یدعو السائل بالرحمة والمغفرة له أی للذمی عند الإعطاء کما هو العادة ظاهرا- ولا یبدأ بسلام لما فیه من الإکرام وأما رده فأداء الواجب ومکافأة إکرامه فی الجملة لکن لا یزید علیٰ قوله: وعلیکم ولا یقول: علیکم السلام**) (مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر: جلد دوم: ص481 - مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: ذمی کے گھر پر کوئی نشانی لگادی جائے، تاکہ اس کے بھیک دینے کے وقت سائل اس کے لیے رحمت ومغفرت کی دعا نہ کرے، جیسا کہ (سائلین کی) ظاہری عادت ہے، اور ذمی کو ابتدا بالسلام نہ کرے، کیوں کہ اس میں تعظیم ہے۔ رہا جواب سلام پس واجب کی ادائیگی ہے اور اس کی جانب سے تعظیم کا کسی طرح بدلہ دینا ہے، لیکن ''وعلیکم'' پر اضافہ نہ کرے، اور ''علیکم السلام'' نہ کہے۔

(3) درمختار و ردالمحتار میں ہے:((وَيُسَلِّمُ)الْمُسْلِمُ(عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ)لَوْ لَهُ حَاجَةٌ إلَيْهِ وَإِلَّا كُرِهَ هُوَ الصَّحِيحُ كَمَا كُرِهَ لِلْمُسْلِمِ مُصَافَحَةُ الذِّمِّيِّ كَذَا فِي نُسَخِ الشَّارِحِ وَأَكْثَرِ الْمُتُونِ بِلَفْظِ وَيُسَلِّمُ فَأَوَّلْتُهَا هَكَذَا وَلَكِنْ بَعْضُ نُسَخِ الْمَتْنِ.

وَلَا يُسَلِّمُ وَهُوَ الْأَحْسَنُ الْأَسْلَمُ فَافْهَمْ وَفِي شَرْحِ الْبُخَارِيِّ لِلْعَيْنِيِّ فِي حَدِيثِ:(أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟قَالَ:تُطْعِمَ الطَّعَامَ وَتَقْرَأَ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْت وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ)قَالَ:وَهَذَا التَّعْمِيمُ مَخْصُوصٌ بِالْمُسْلِمِينَ، فَلَا يُسَلِّمُ ابْتِدَاءً عَلَى كَافِرٍ لِحَدِيثِ(لَا تَبْدَئُوا الْيَهُودَ وَلَا النَّصَارَى بِالسَّلَامِ فَإِذَا لَقِيتُمْ أَحَدَهُمْ فِي طَرِيقٍ فَاضْطَرُّوهُ إلَى أَضْيَقِهِ)رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَكَذَا يَخُصُّ مِنْهُ الْفَاسِقَ بِدَلِيلٍ آخَرَ–وَأَمَّا مَنْ شَكَّ فِيهِ فَالْأَصْلُ فِيهِ الْبَقَاءُ عَلَى الْعُمُومِ حَتَّى يَثْبُتَ الْخُصُوصُ–وَيُمْكِنُ أَنْ يُقَالَ إنَّ الْحَدِيثَ الْمَذْكُورَ كَانَ فِي ابْتِدَاءِ السَّلَامِ لِمَصْلَحَةِ التَّأْلِيفِ ثُمَّ وَرَدَ النَّهْيُ–اھ:فَلْيُحْفَظْ.

وَلَوْ سَلَّمَ يَهُودِيٌّ أَوْ نَصْرَانِيٌّ أَوْ مَجُوسِيٌّ عَلَى مُسْلِمٍ فَلَا بَأْسَ بِالرَّدِّ (وَ)لَكِنْ(لَا يَزِيدُ عَلَى قَوْلِهِ وَعَلَيْك)كَمَا فِي الْخَانِيَّةِ(وَلَوْ سَلَّمَ عَلَى الذِّمِّيِّ تَبْجِيلًا يَكْفُرُ)لِأَنَّ تَبْجِيلَ الْكَافِرِ كُفْرٌ–وَلَوْ قَالَ لِمَجُوسِيٍّ يَا أُسْتَاذُ تَبْجِيلًا كَفَرَ كَمَا فِي الْأَشْبَاهِ–وَفِيهَا:لَوْ قَالَ لِذِمِّيٍّ أَطَالَ اللَّهُ بَقَاءَك إنْ نَوَى بِقَلْبِهِ لَعَلَّهُ يُسْلِمُ أَوْ يُؤَدِّي الْجِزْيَةَ ذَلِيلًا فَلَا بَأْسَ بِهِ.

الشَّرْحُ

(قَوْلُهُ:وَيُسَلِّمُ الْمُسْلِمُ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ:إلَخْ)

اُنْظُرْ هَلْ يَجُوزُ أَنْ يَأْتِيَ بِلَفْظِ الْجَمْعِ،لَوْ كَانَ الذِّمِّيُّ وَاحِدًا.

وَالظَّاهِرُ أَنَّهُ يَأْتِي بِلَفْظِ الْمُفْرَدِ أَخْذًا مِمَّا يَأْتِي فِي الرَّدِّ تَأَمَّلْ.

لَكِنْ فِي الشِّرْعَةِ:إذَا سَلَّمَ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ فَلْيَقُلْ:السَّلَامُ عَلَى مَنْ

اتَّبَعَ الْهُدَى وَكَذَلِكَ يَكْتُبُ فِي الْكِتَابِ إِلَيْهِمْ–اه

وَفِي التَّتَارْخَانِيَّة قَالَ مُحَمَّدٌ: إِذَا كَتَبْتَ إِلَى يَهُودِيٍّ أَوْ نَصْرَانِيٍّ فِي حَاجَةٍ فَاكْتُبْ–السَّلَامُ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى–اه

(قَوْلُهُ: لَوْ لَهُ حَاجَةٌ إِلَيْهِ) أَيْ إِلَى الذِّمِّيِّ الْمَفْهُومِ مِنْ الْمَقَامِ–قَالَ فِي التَّتَارْخَانِيَّة: لِأَنَّ النَّهْيَ عَنْ السَّلَامِ لِتَوْقِيرِهِ وَلَا تَوْقِيرَ إِذَا كَانَ السَّلَامُ لِحَاجَةٍ

(قَوْلُهُ: هُوَ الصَّحِيحُ) مُقَابِلُهُ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ بِلَا تَفْصِيلٍ–وَهُوَ مَا ذَكَرَهُ فِي الْخَانِيَّةِ عَنْ بَعْضِ الْمَشَايِخِ.

(قَوْلُهُ: كَمَا كُرِهَ لِلْمُسْلِمِ مُصَافَحَةُ الذِّمِّيِّ) أَيْ بِلَا حَاجَةٍ لِمَا فِي الْقُنْيَةِ لَا بَأْسَ بِمُصَافَحَةِ الْمُسْلِمِ جَارَهُ النَّصْرَانِيَّ إِذَا رَجَعَ بَعْدَ الْغَيْبَةِ وَيَتَأَذَّى بِتَرْكِ الْمُصَافَحَةِ–اه

تَأَمَّلْ وَهَلْ يُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ وَحَمِدَ؟ قَالَ الْحَمَوِيُّ: الظَّاهِرُ لَا–اه

لَكِنْ سَيَأْتِي أَنَّهُ يَقُولُ لَهُ: يَهْدِيك اللَّهُ.

(قَوْلُهُ وَأَكْثَرِ الْمُتُونِ) بِالْجَرِّ عَطْفًا عَلَى الشَّرْحِ: أَيْ نُسَخِ أَكْثَرِ الْمُتُونِ أَيْ الْمُتُونِ الْمُجَرَّدَةِ عَنْ الشَّرْحِ وَجَمْعُهَا بِاعْتِبَارِ أَشْخَاصِهَا وَإِلَّا فَالْمُرَادُ مَتْنُ التَّنْوِيرِ لَا غَيْرُ.

(قَوْلُهُ بِلَفْظِ وَيُسَلِّمُ) وَهُوَ كَذَلِكَ بِخَطِّ الْمُصَنِّفِ مَتْنًا وَشَرْحًا رَمْلِيٌّ

(قَوْلُهُ فَأَوَّلْتُهَا هَكَذَا) أَيْ بِالتَّقْيِيدِ بِالْحَاجَةِ لِيَكُونَ الْمَتْنُ مَاشِيًا عَلَى الصَّحِيحِ

(قَوْلُهُ وَهُوَ الْأَحْسَنُ) لِأَنَّ الْحُكْمَ الْأَصْلِيَّ الْمَنْعُ وَالْجَوَازُ لِحَاجَةٍ عَارِضٌ (وَقَوْلُهُ الْأَسْلَمُ) لَعَلَّ وَجْهَهُ أَنَّهُ إِذَا لَمْ يُسَلِّمْ مُطْلَقًا لَا يَقَعُ فِي مَحْذُورٍ بِخِلَافِ مَا إِذَا سَلَّمَ مُطْلَقًا تَأَمَّلْ

(قَوْلُهُ:أَیُّ الْإِسْلَامِ خَیْرٌ)أَیُّ خِصَالِ الْإِسْلَامِ:ط.

(قَوْلُهُ تُطْعِمَ)بِتَأْوِیلِ أَنْ تُطْعِمَ وَیَأْتِی فِیهِ الْأَوْجُهُ الَّتِی ذَکَرَهَا النَّحْوِیُّونَ فِی:تَسْمَعَ بِالْمُعَیْدِیِّ خَیْرٌ مِنْ أَنْ تَرَاهُ

(قَوْلُهُ:وَتَقْرَأُ) مِنْ الْقُرْآنِ لَا مِنْ الْإِقْرَاءِ:ط

(قَوْلُهُ:لِحَدِیثِ لَا تَبْدَئُوا الْیَهُودَ وَلَا النَّصَارٰی بِالسَّلَامِ)یُوجَدُ فِی کَثِیرٍ مِنْ النُّسَخِ زِیَادَةُ:(فَإِذَا لَقِیتُمْ أَحَدَهُمْ فِی طَرِیقٍ فَاضْطَرُّوهُ إلَی أَضْیَقِهِ)رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

(قَوْلُهُ:وَکَذَا یَخُصُّ مِنْهُ الْفَاسِقَ)أَیْ لَوْ مُعْلِنًا وَإِلَّا فَلَا یُکْرَهُ کَمَا سَیَذْکُرُهُ

(قَوْلُهُ:وَأَمَّا مَنْ شَکَّ فِیهِ)أَیْ هَلْ هُوَ مُسْلِمٌ أَوْ غَیْرُهُ وَأَمَّا الشَّکُّ بَیْنَ کَوْنِهِ فَاسِقًا أَوْ صَالِحًا فَلَا اعْتِبَارَ لَهُ بَلْ یَظُنُّ بِالْمُسْلِمِینَ خَیْرًا:ط

(قَوْلُهُ:عَلَی الْعُمُومِ)أَیْ الْمَأْخُوذِ مِنْ قَوْلِهِ صَلَّی اللَّهُ تَعَالَی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (سَلِّمْ عَلَی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ):ط

(قَوْلُهُ إنَّ الْحَدِیثَ)أَیْ الْأَوَّلَ الْمُفِیدَ عُمُومُهُ شُمُولَ الذِّمِّیِّ.

(قَوْلُهُ لِمَصْلَحَةِ التَّأْلِیفِ)أَیْ تَأْلِیفِ قُلُوبِ النَّاسِ وَاسْتِمَالَتِهِمْ بِاللِّسَانِ وَالْإِحْسَانِ إلَی الدُّخُولِ فِی الْإِسْلَامِ.

(قَوْلُهُ:ثُمَّ وَرَدَ النَّهْیُ)أَیْ فِی الْحَدِیثِ الثَّانِی لَمَّا أَعَزَّ اللَّهُ الْإِسْلَامَ.

(قَوْلُهُ:فَلَا بَأْسَ بِالرَّدِّ)الْمُتَبَادَرُ مِنْهُ أَنَّ الْأَوْلَی عَدَمُهُ ط–لَکِنْ فِی التَّتَارْخَانِیَّةِ:وَإِذَا سَلَّمَ أَهْلُ الذِّمَّةِ یَنْبَغِی أَنْ یَرُدَّ عَلَیْهِمْ الْجَوَابَ وَبِهِ نَأْخُذُ.

(قَوْلُهُ:وَلَکِنْ لَا یَزِیدُ عَلَی قَوْلِهِ وَعَلَیْکَ)لِأَنَّهُ قَدْ یَقُولُ:السَّامُ عَلَیْکُمْ أَیْ الْمَوْتُ کَمَا قَالَ بَعْضُ الْیَهُودِ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَه ’’وَعَلَیْکَ‘ فَرَدَّ دُعَائَهُ عَلَیْهِ–وَفِی التَّتَارْخَانِیَّةِ قَالَ مُحَمَّدٌ:یَقُولُ الْمُسْلِمُ

وَعَلَيْک يَنْوِی بِذَلِکَ السَّلَامَ لِحَدِيثٍ مَرْفُوعٍ إلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: (إذَا سَلَّمُوا عَلَيْكُمْ فَرُدُّوا عَلَيْهِمْ)

(قَوْلُهُ: تَبْجِيلًا) قَالَ فِي الْمِنَحِ قَيَّدَ بِهِ لِأَنَّهُ لَوْ لَمْ يَكُنْ كَذَلِکَ بَلْ كَانَ لِغَرَضٍ مِنْ الْأَغْرَاضِ الصَّحِيحَةِ فَلَا بَأْسَ بِهِ وَلَا كُفْرَ.

(قَوْلُهُ: إنْ نَوَى بِقَلْبِهِ) وَأَمَّا إنْ لَمْ يَنْوِ شَيْئًا يُكْرَهُ كَمَا فِي الْمُحِيطِ-وَ ذَكَرَ الْبِيرِيُّ أَخْذًا مِنْ نَظَائِرِهَا أَنَّهُ لَا يُكْرَهُ وَلَيْسَ بَعْدَ النَّصِّ إلَّا الرُّجُوعُ إلَيْهِ وَالظَّاهِرُ أَنَّ الذِّمِّيَّ لَيْسَ بِقَيْدٍ: ط) (ردالمحتار: جلد 27-ص50-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: مسلمان اہل ذمہ (ذمی کافر) کو سلام کرے گا، اگر اسے اس کی طرف کوئی حاجت ہو، ورنہ مکروہ ہے، یہی صحیح ہے جیسا کہ مسلمان کو ذمی سے مصافحہ کرنا مکروہ ہے، اسی طرح شارح کے بعض نسخوں اور اکثر متون میں لفظ (ویسلم) کے ساتھ ہے، پس میں نے اس کی اس طرح تاویل کی، لیکن متن کے بعض نسخوں میں ہے: (ولا یسلم) (مسلمان ذمی کو سلام نہیں کرے گا) اور یہی احسن واسلم ہے، پس سمجھ لو۔

اور امام عینی کی شرح بخاری میں (درج ذیل) حدیث کے بارے میں ہے:

''کون سا اسلام بہتر ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا کھانا کھلانا اور سلام کرنا جسے تم پہچانتے ہو، اور جسے نہیں پہچانتے ہو''۔

امام عینی نے فرمایا: یہ تعمیم مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے، پس کسی کافر کو ابتداءً سلام نہیں کیا جائے گا، حدیث کے سبب کہ یہود ونصاریٰ کو ابتداءً سلام نہ کرو، پس جب تم ان میں سے کسی سے راستے میں ملو تو اسے تنگ راستے کی طرف مجبور کرو۔ اسے امام بخاری نے روایت کیا۔ اسی طرح فاسق دوسری دلیل کے سبب اس حدیث سے خاص ہوگا، لیکن جس کے بارے میں شک ہو تو اس میں اصل (حکم کا) عموم پر باقی رہنا ہے، یہاں تک کہ خصوص ثابت ہو، اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ حدیث مذکور (حدیث اول) تالیف قلب کی مصلحت

کے واسطے ابتدائے سلام کے بارے میں ہے، پھر نہی وارد ہوگئی: الخ، پس محفوظ کرلو۔

اور اگر یہودی یا نصرانی یا مجوسی کسی مسلمان کو سلام کرے تو جواب سلام میں حرج نہیں لیکن اپنے قول ''وعلیک'' پر اضافہ نہیں کرے گا، جیسا کہ فتاویٰ خانیہ میں ہے، اور اگر ذمی کو تعظیم کے طور پر سلام کیا تو کافر ہوجائے گا، کیوں کہ کافر کی تعظیم کفر ہے اور اگر مجوسی کو تعظیم کے طور پر یا استاذ کہا تو کافر ہوگیا، جیسا کہ الاشباہ والنظائر میں ہے، اور اسی میں ہے: اگر ذمی کو کہا: اللہ تعالیٰ تمہاری زندگی طویل فرمائے، اگر اپنے دل میں نیت کرے کہ شاید وہ مسلمان ہوجائے، یا ذلیل ہوکر جزیہ دیتا رہے تو اس میں حرج نہیں۔

شرح: صاحب درمختار کا قول: مسلم اہل ذمہ کو سلام کرے گا: الخ

غور کرلیں کہ کیا جائز ہے کہ جمع کا لفظ (علیکم) لایا جائے اگر ذمی کافر ایک ہو۔

اور ظاہر ہے کہ واحد کا لفظ (علیک) لایا جائے، اس سے اخذ کرتے ہوئے جو جواب سلام (کی بحث) میں آئے گا، غور کرلیں۔

لیکن شرعۃ الاسلام میں ہے: جب اہل ذمہ کو سلام کرے تو کہے: ''السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ'' اور اسی طرح ان کو خط میں لکھا جائے: انتہی

اور فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے: امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: جب تم یہودی یا نصرانی کو کسی ضرورت کے سبب خط لکھو تو ''السلام علیٰ من اتبع الہدی'' لکھو: انتہی

صاحب درمختار کا قول: اگر اسے اس کی طرف کوئی حاجت ہو، یعنی ذمی کی طرف، جو اس مقام سے سمجھا جارہا ہے۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں فرمایا: کیوں کہ سلام سے ممانعت ذمی کی تعظیم کے سبب ہے اور جب سلام ضرورت کے سبب ہو تو تعظیم نہیں ہے۔

صاحب درمختار کا قول: یہی صحیح ہے۔ اس کا معنی ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں، بلا کسی تفصیل کے، اور یہ وہی ہے کہ بعض مشائخ سے فتاویٰ خانیہ میں جس کا ذکر ہے۔

صاحب درمختار کا قول: جیسا کہ مسلمان کو ذمی سے مصافحہ کرنا مکروہ ہے، یعنی بلا

ضرورت مصافحہ کرنا، کیوں کہ قنیہ میں ہے کہ مسلمان کو اپنے نصرانی پڑوسی سے مصافحہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، جب کہ وہ غیر حاضری کے بعد واپس آئے اور نصرانی ترک مصافحہ سے تکلیف محسوس کرے:انتہی

غور کرلیں اور کیا جواب دے گا جب ذمی چھینکے اور الحمد للہ کہے۔امام حموی نے فرمایا:

ظاہر ہے کہ جواب نہیں دے گا:انتہی

لیکن عنقریب آئے گا کہ وہ ذمی کو کہے: یہد یک اللہ۔

صاحب درمختار کا قول:(واکثر المتون) جر کے ساتھ ہے،شرح پر عطف ہے،یعنی متن کے اکثر نسخوں میں،یعنی ان متون میں جو شرح سے خالی ہیں اور متن کی جمع لانا اشخاص کے اعتبار سے ہے،ورنہ اس سے تنویر الابصار کا متن مراد ہے،اس کے علاوہ مراد نہیں۔

صاحب درمختار کا قول:لفظ''ویسلم'' کے ساتھ ہے،اور وہ مصنف کی تحریر کے ساتھ متن وشرح میں اسی طرح ہے۔(امام رملی)

صاحب درمختار کا قول:پس میں نے اس کی اس طرح تاویل کی یعنی حاجت سے مقید کرکے،تاکہ متن صحیح طریقے پر جاری رہے۔

صاحب درمختار کا قول:اور یہ احسن ہے،کیوں کہ حکم اصلی ممانعت ہے اور حاجت کے سبب جواز عارضی ہے۔

اور صاحب درمختار کا قول:یہ اسلم ہے۔شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ جب مطلقاً سلام نہ کرے تو کسی ممنوع میں گرفتار نہ ہوگا بخلاف اس کے جب وہ مطلقاً سلام کرے،غور کرلیں۔

سائل کا قول:کون سا اسلام بہتر ہے؟یعنی اسلام کا کون سا طریقہ بہتر ہے؟(طحطاوی)

فرمان نبوی(تطعم)''ان تطعم'' کی تاویل میں ہے اور اس میں متعدد صورتیں جاری ہوں گی جن کا ذکر نحویوں نے(تسمع بالمعیدی خیر من ان تراہ)(معیدی کو سننا اس کو دیکھنے سے بہتر ہے)میں کیا۔

فرمان نبوی (وتقرء) قرآن سے مشتق ہے، اقراء سے مشتق نہیں۔ (حاشیہ طحطاوی)

صاحب درمختار کا قول: حدیث کے سبب کہ (یہود ونصاریٰ کو ابتداءً سلام نہ کرو) بہت سے نسخوں میں زیادتی پائی جاتی ہے۔

(پس جب تم ان میں سے کسی سے راستے میں ملو تو اسے تنگ راستے کی طرف مجبور کرو) اسے امام بخاری نے روایت کیا۔

صاحب درمختار کا قول: اور اسی طرح اس سے فاسق خاص ہوگا، یعنی اگر وہ فاسق معلن ہو، ورنہ (ابتداء بالسلام) مکروہ نہیں، جیسا کہ عنقریب اسے وہ ذکر کریں گے۔

صاحب درمختار کا قول: لیکن جس کے بارے میں شک ہو، یعنی یہ کہ وہ مسلم ہے یا غیر مسلم ہے، لیکن اس کے فاسق اور صالح ہونے میں شک ہو تو اس کا اعتبار نہیں، بلکہ مسلمانوں کے ساتھ بہتر گمان کیا جائے گا۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار)

صاحب درمختار کا قول: عموم پر باقی رہنا اصل ہے، یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان اقدس سے ماخوذ ہے کہ تم سلام کرو اسے جسے پہچانتے ہو، اور جسے تم نہ پہچانتے ہو۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار)

صاحب درمختار کا قول کہ حدیث یعنی پہلی حدیث جس کا عموم ذمی کی شمولیت کو بتاتا ہے۔

صاحب درمختار کا قول: تالیف قلب کی مصلحت کے لیے، یعنی لوگوں کی تالیف قلوب کے لیے اور زبان واحسان سے انہیں دخول اسلام کی طرف مائل کرنے کے لیے۔

صاحب درمختار کا قول: پھر ممانعت وارد ہوئی، یعنی دوسری حدیث میں (ممانعت وارد ہوئی) جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوت عطا فرمائی۔

صاحب درمختار کا قول: پس جواب سلام میں کوئی حرج نہیں، اس سے متبادر ہے کہ عدم جواب اولیٰ ہے۔ (الطحطاوی علی الدر المختار) لیکن تاتارخانیہ میں ہے: جب اہل ذمہ سلام کریں تو مناسب ہے کہ ان کو جواب دیا جائے اور اسی کو ہم اخذ کرتے ہیں۔

صاحب درمختار کا قول: لیکن اپنے قول (وعلیک) پراضافہ نہ کرے، کیوں کہ وہ کبھی کہتا ہے: السام علیکم یعنی تم پر موت ہو، جیسا کہ بعض یہودی نے حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہا، پس حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے فرمایا: (وعلیک) پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی بددعا کواسی پر واپس فرمادیا۔

اورفتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے: امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: مسلمان کہے گا: (و علیک) اور اس سے سلام کی نیت کرے گا، حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مرفوع حدیث کے سبب کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جب وہ تمہیں سلام کروتو تم انہیں جواب دو۔

صاحب درمختار کا قول: تعظیم کے طور پر ذمی کوسلام کیا۔ منح الروض الازہر میں فرمایا: اس سے مقید کیا، کیوں کہ اگر ایسا نہ ہو، بلکہ اغراض صحیحہ سے میں سے کسی غرض سے ہوتو اس میں کوئی حرج نہیں اور کفر نہیں۔

صاحب درمختار کا قول: اگر اپنے دل سے نیت کیا اور لیکن اگر کچھ نیت نہ کیا تو مکروہ ہے، جیسا کہ محیط میں ہے اور علامہ ابراہیم بیری نے اپنے نظائر سے اخذ کرتے ہوئے ذکر کیا کہ یہ مکروہ نہیں ہے اور نص کے بعد اسی کی طرف رجوع کرنا ہے۔

اورظاہر ہے کہ ''ذمی'' قید نہیں ہے۔

منقولہ بالاعبارت میں ذمی کافر سے سلام ومصافحہ سے متعلق شرعی احکام کی تفصیل ہے۔ کسی ضرورت کے سبب ذمی کافر سے سلام ومصافحہ جائز ہے۔ بلاحاجت جائز نہیں۔

تعظیم کی نیت سے کافر کوسلام کرنا کفر ہے۔ بوجہ ضرورت ومصلحت جائز ہے۔

(4) امام ابن نجیم مصری نے رقم فرمایا: (تَبْجِیلُ الْکَافِرِ کُفْرٌ–فَلَوْ سَلَّمَ عَلَی الذِّمِّیِّ تَبْجِیلًا کَفَرَ–وَلَوْ قَالَ لِلْمَجُوسِیِّ یَا أُسْتَاذِی تَبْجِیلًا کَفَرَ–کَذَا فِی صَلَاۃِ الظَّہِیرِیَّۃ) (الاشباہ والنظائر: جلداول: باب الردۃ: ص183-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: کافر کی تعظیم کفر ہے، پس اگر تعظیم کے طور پر ذمی کافر کو سلام کیا تو وہ کافر ہو گیا اور اگر تعظیم کے طور پر مجوسی کو کہا: اے میرے استاد تو وہ کافر ہو گیا۔ ایسا ہی فتاویٰ ظہیریہ کی کتاب الصلوٰۃ میں ہے۔

(5) امام حصکفی نے رقم فرمایا: (ولو سلم علی الذمی تبجیلا یکفر) لان تبجیل الکافر کفر–ولو قال لمجوسی: یا أستاذ تبجیلا کفر–کما فی الاشباہ)

(الدر المختار: جلد ششم: ص 734- مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: اگر تعظیم کے طور پر ذمی کافر کو سلام کیا تو وہ کافر ہو جائے گا، کیوں کہ کافر کی تعظیم کفر ہے، اور اگر تعظیم کے طور پر مجوسی کو کہا: اے میرے استاد تو وہ کافر ہو گیا، جیسا کہ الاشباہ والنظائر میں ہے۔

کفار و مرتدین وضالین کے لیے قیام تعظیمی حرام

مسئلہ: کافر، مرتد، مبتدع، بد مذہب کو فاسق معلن یا اس کو جس کا ان جیسا ہونا قائل کے نزدیک متردد ہو، کوئی رشتہ مثل باپ دادا نانا بھائی بیٹا وغیرہ خود اپنا کہنا یا کسی اور مسلم کا کہنا، حالاں کہ ان کو کافر مرتد وغیرہ جیسے ہیں، ویسے ہی مانے، یہ کیسا ہے؟

یا ایسے لوگوں کو ابتداءً سلام کہنا یا ان سے بخندہ پیشانی پیش آنا، ہنسنا بولنا، ایسی دوستی رکھنا جیسے دنیادار ہنسنے بولنے کھیلنے کی رکھتے ہیں، اور اسی سلسلہ میں انہیں تحائف روانہ کرنا، یا ان کی ایسی تعظیم کرنا کہ وہ آئیں تو کھڑے ہو گئے، تحریراً یا تقریراً انہیں عنایت فرما، یا کرم فرما، یا مشفق مہربان یا جناب صاحب لکھنا، یا اسی طرح کے اور برتاؤ ان سے برتنا جیسے آج کل شائع ہیں کثرت سے خصوصاً ایسوں میں کے دنیاوی بااثر لوگوں سے۔

خلاصہ کلام یہ کہ ایسے لوگوں سے ایسا برتاؤ جس سے وہ خوش ہوں، یا اس میں اپنی تعظیم جانیں اگرچہ فاعل کی نیت اس خوش یا تعظیم کی ہو یا نہ ہو، جب کہ مذہبی نقطہ نظر سے

انہیں ان کے لائق قبیح ہی سمجھیں، جائز ہیں یا ناجائز؟ ناجائز تو کس درجہ کی؟ غرض کہاں تک، اس حد تک نہیں پہنچتیں کہ فاعل پر بھی خود ان کی طرح حکم کفر یا بدعت وغیرہ عائد ہو، اور اگر یہ باتیں کسی دینی یا دنیاوی غرض کے لیے کریں تو کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب: ان لوگوں کو بے ضرورت ومجبوری ابتدا بسلام حرام، اور بلا وجہ شرعی ان سے مخالطت اور ظاہری ملاطفت بھی حرام۔ قرآن عظیم میں قعود معہم سے نہی صریح موجود، اور حدیث میں ان سے بخندہ پیشانی ملنے پر قلب سے نور ایمان نکل جانے کی وعید۔

افعال تعظیمی مثل قیام تو اور سخت تر ہیں تو یوہیں کلمات مدح۔ حدیث میں ہے:

(اذا مدح الفاسق غضب الرب واهتزله عرش الرحمٰن)

(جب کسی فاسق (مرتکب گناہ کبیرہ) کی تعریف کی جائے تو اللہ تعالیٰ غضبناک ہو جاتا ہے، اور اس کی اس حرکت سے عرش رحمان لرز جاتا ہے: ت)

ان میں فاسق کا حکم آسان ہے اور مصالح دینیہ پر نظر کی جائے گی اور مرتد مبتدع داعیہ سے بالکل ممانعت اور ضروریات شرعیہ ہر جگہ مستثنیٰ **(فان الضرورات تبیح المحظورات)** (اس لیے کہ ضرورتیں ممنوع کاموں کو مباح کر دیتی ہیں۔ ت)

رشتہ بتانے میں مطلقاً حرج نہیں جیسے عمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب مع ان الخطاب وابا طالب لم یسلما (حضرت عمر خطاب کے بیٹے اور حضرت علی ابو طالب کے فرزند حالاں کہ خطاب اور ابو طالب دونوں مسلمان نہ تھے۔ ت)

ان کے ساتھ جو برتاؤ قولاً فعلاً ممنوع ہے، بے ضرورت ان کا مرتکب عاصی ہے۔ ان کا مثل نہیں جب تک ان کے کفر و بدعت وفسق کو اچھا یا جائز نہ جانے: واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 24: ص 326-327 - جامعہ نظامیہ لاہور)

کفار، مرتدین، ضالین ومبتدعین سے خندہ پیشانی سے ملنے سے ایمانی نور کے سلب ہونے کا خطرہ ہے۔ ان لوگوں کی تعظیم بھی نہیں کی جائے گی۔ ضروریات شرعیہ مستثنیٰ ہیں۔

فصل دوم

امورِ عشرہ کا بیان

(کفار اصلی سے ربط و تعلق کی جائز و ناجائز صورتیں)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے اپنے خلیفہ حضرت علامہ سید سلیمان اشرف بہاری قدس سرہ العزیز کے سوال کے جواب میں رقم فرمایا:

(۱) معاملہ (۲) مدارات (۳) بر و اقساط (۴) معاشرت (۵) مداہنت

(۶) رکون (۷) وداد (۸) اتحاد (۹) انقیاد (۱۰) تبتلان۔

مدارج عشرہ میں ہر دوسرا پہلے سے زائد ہے، اور ہر پہلے میں دوسرے کی شرط کا انتفا ملحوظ ہے۔ پہلا بشرط لاشئ کے مرتبہ، اور دوسرا بشرط شئ کے مرتبہ میں۔

موالات کی دو قسمیں ہیں: حقیقی و صوری۔ حقیقی کی پانچ قسمیں رکون سے آخر تک۔

یہ مطلقا ہمیشہ حرام ہیں ہر کافر سے، اور ہمیشہ حرام رہیں گی۔

اور صوری کی چار قسمیں مدارات سے مداہنت تک۔

ان میں بر و اقساط معاہدین سے جائز، حربی غیر معاہد سے حرام، یا بعض کے نزدیک ایک وقت میں حربی غیر محاربین سے حلال رکھا گیا تھا، پھر حرام فرمادیا اور اب ابداً حرام ہے۔

اور چوتھی قسم مداہنت کسی وقت بھی حلال نہ تھی۔ غایۃ ضعف اضمحلال کے وقت ارشاد ہوا تھا: (ودوا لو تدھن فیدھنون) (وہ تو اس آرزو میں ہیں کہ کسی طرح تم نرمی کرو تو وہ بھی نرم پڑ جائیں۔ ت)، مگر حالت اکراہ میں اس کی رخصت ہوگی: **(الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان)** (سوا اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو۔ ت)

اور معاشرت بضرورت و بمجبوری جائز، ورنہ حرام۔

اور جواز مدارات کے لیے ضرورت مجبوری درکار نہیں، مصلحت ہی کافی ہے۔

یہ اقسام موالات میں ان سب سے خارج معاملہ ہے کہ ہر کافر سے ہر وقت جائز ہے ،مگر مرتدین سے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 14: ص596-597 - جامعہ نظامیہ لاہور)

منقولہ بالا فتویٰ میں نوقسم کے احکام کو اجمال کے ساتھ بیان کر دیا گیا۔معاملہ کافر اصلی سے جائز ہے اور مرتد سے ناجائز۔مدارات ترک غلظت کا نام ہے۔مصلحت کے پیش نظر کفار اصلی کے ساتھ مدارات اختیار کرنا جائز ہے۔اقسام عشرہ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

مالی سلوک اور مدارات و مصلحت

کفار کی تین قسمیں ہیں: حربی، ذمی اور مستامن۔حربی کی دو قسمیں ہیں: معاہد و غیر معاہد۔ ہر قسم کے احکام جداگانہ ہیں۔آزادی ہند کے بعد بھارت کو جمہوری اور دستوری ملک قرار دینے کے سبب کفار ہند حربی معاہد مانے جاتے ہیں، کیوں کہ سبھوں نے ملک کو دستوری و جمہوری تسلیم کیا اور باہمی امن وامان کے ساتھ رہنے کا عہد کیا۔اس معاہدہ سے قبل کفار ہند حربی غیر معاہد تسلیم کیے جاتے تھے۔شریعت اسلامیہ کے بعض احکام تمام طبقات کفار کے لیے مشترک ہیں، اور بعض احکام کسی خاص طبقہ کے ساتھ خاص ہیں۔حربی غیر معاہد کے احکام سخت ہیں۔ذمی کافر کے احکام میں کچھ نرمی ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے کفار کے احکام کے بیان میں رقم فرمایا:

(سلوک مالی کی اقسام)

فاقول: سلوک مالی تین طرح ہیں: مرحمت، مکرمت، مکیدت۔

اول یہ کہ محض اسے نفع دینا خیر پہنچانا مقصود ہو، یہ مستامن معاہد کے لیے بھی حرام ہے۔امان و معاہدہ کفِ ضرر کے لیے ہے، نہ کہ اعداء اللہ کو بالقصد ایصال خیر کے واسطے۔

دوم یہ کہ اپنی ذاتی مصلحت مثل مکافات احسان ولحاظ رحم کے لیے کچھ مالی سلوک۔

یہ معاہد سے جائز، نامعاہد سے ممنوع۔
سوم یہ کہ مصلحت اسلام و مسلمین کے لیے محاربانہ چال ہو۔
یہ حربی محارب کے واسطے بھی جائز کہ حقیقت بروصلہ سے اسے علاقہ نہیں۔

(موالات کی تقسیم اوراس کے احکام)

تحقیق مقام یہ ہے کہ موالات دوقسم ہیں:
اول حقیقیہ: جس کا ادنیٰ رکون یعنی میلان قلب ہے، پھر وداد پھر اتحاد پھر اپنی خواہش سے بے خوف وطمع انقیاد، پھر تبتل۔ یہ بجمیع وجوہ ہر کافر سے مطلقاً ہر حال میں حرام ہے۔

(میل طبعی کا حکم)

قال اللہ تعالیٰ: **(ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار)**
ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمھیں آگ چھوئے۔

(حاشیہ: جب مجرد میلان قلب کو حرام وموجب عذاب نار فرمایا تو وداد واتحاد وانقیاد وتبتل کس قدر سخت کبیرہ موجب عذاب اشد ہوں گے۔ لیڈر، وداد واتحاد وانقیاد سب خود قبول کررہے ہیں، والعیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲)

مگر میل طبعی جیسے ماں باپ اولاد یا زن حسینہ کی طرف کہ جس طرح بے اختیار ہو، زیر حکم نہیں، پھر بھی اس تصور سے کہ یہ اللہ ورسول کے دشمن ہیں، ان سے دوستی حرام ہے۔
بقدر قدرت اس کا دبانا، یہاں تک کہ بن پڑے تو فنا کردینا لازم ہے کہ شئ مستمر میں بقا کے لیے حکم ابتدا ہے کہ اعراض ہر آن متجدد ہیں۔ آنا بے اختیار تھا اور جانا یعنی ازالہ قدرت میں ہے تو رکھنا اختیار موالات ہوا، اور یہ حرام قطعی ہے۔
ولہذا جس غیر اختیاری کے مبادی اس نے باختیار پیدا کیے، اس میں معذور نہ ہوگا جیسے شراب کہ اس سے زوال عقل اس کا اختیاری نہیں، مگر جب کہ اختیار سے پی تو زوال عقل

اور اس پر جو کچھ مرتب ہو، سب اسی کے اختیار سے ہوا۔

قال تعالٰی: (یایها الذین اٰمنوا لا تتخذوا اٰبائکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولهم منکم فاولئک هم الظلمون)

اے ایمان والو! اپنے باپ، بھائیوں کو دوست نہ بناؤ۔ اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو ان سے دوستی رکھے گا، وہی پکا ظالم ہوگا۔

تفسیر کبیر ونیشاپوری وخازن وجمل وغیرہا میں ہے: **(انه تعالٰی امر المومنین بالتبری عن المشرکین وبالغ فی ایجابه، قالوا: کیف تمکن هذه المقاطعة التامة بین الرجل وبین ابیه وامه واخیه، فذکر اللّٰه تعالٰی ان الانقطاع من الاٰباء والاولاد والاخوان واجب بسبب الکفر)** جب اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو مشرکوں سے بیزاری کا حکم دیا اور بتاکید شدید واجب فرمایا تو بعض مسلمانوں نے کہا: آدمی کا اس کے باپ اور ماں اور بھائی سے یہ پورا انقطاع کیوں کر ممکن ہے، اس پر رب عزوجل نے فرمایا کہ باپ اور اولاد اور بھائیوں سے ان کے کفر کے سبب پورا انقطاع ہی لازم ہے۔

(موالات صوریہ کے احکام)

دوم صوریہ: کہ دل اس کی طرف اصلاً مائل نہ ہو، مگر برتاؤ وہ کرے جو بظاہر محبت ومیلان کا پتا دیتا ہو۔ یہ بحالت ضرورت ومجبوری صرف بقدر ضرورت ومجبوری مطلقاً جائز ہے۔ قال تعالٰی (الا ان تتقوا منهم تقٰة) مگر یہ کہ تمھیں ان سے پورا واقعی خوف ہو۔

بقدر ضرورت یہ کہ مثلاً صرف عدم اظہار عداوت میں کام نکلتا ہو تو اسی قدر پر اکتفا کرے، اور اظہار محبت کی ضرورت ہو تو حتی الامکان پہلودار بات کہے۔ صریح کی اجازت نہیں، اور بے اس کے نجات نہ ملے اور قلب ایمان پر مطمئن ہو تو اس کی بھی رخصت، اور اب بھی ترک عزیمت۔

ابنائے جریر ومنذر وابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی:(نھی اللّٰہ المومنین ان یلاطفوا الکفار ویتخذوھم ولیجۃ من دون المؤمنین الاان یکون الکفار علیھم ظاھرین اولیاء فیظھرون لھم اللطف ویخالفونھم فی الدین وذٰلک قولہ تعالیٰ:الا ان تتقوا منھم تقٰۃ)

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کومنع فرمایا کہ کافروں سے نرمی کریں اور مسلمانوں کے سوا ان میں سے کسی کو راز دار بنائیں،مگر یہ کہ کافران پر غالب ووالیان ملک ہوں تو اس وقت ان سے نرمی کا اظہار کریں اور دین میں مخالفت رکھیں،اور یہ ہے مولیٰ تعالیٰ کا ارشاد:(مگر یہ کہ تم کوان سے واقعی پورا خوف ہو۔)

مدارک میں ہے:(ای الا ان یکون للکافر علیک سلطان فتخافہ علی نفسک ومالک فحینئذ یجوز لک اظھار الموالاۃ وابطان المعاداۃ)

یعنی مگر یہ کہ کافر کی تجھ پر سلطنت ہوتو تجھے اس سے اپنے جان ومال کا خوف ہو،اس وقت تجھے جائز ہے کہ اس سے دوستی ظاہر کرے اور دشمنی چھپائے۔

کبیر میں ہے:(وذٰلک بان لایظھر العداوۃ باللسان-بل یجوز ایضًا ان یظھر الکلام الموھم للمحبۃ والموالاۃ-ولکن بشرط ان یضمر خلافہ وان یعرض فی کل ما یقول) یہ یوں ہے کہ زبان سے دشمنی ظاہر نہ کرے، بلکہ یہ بھی جائز ہے کہ ایسا کلام کہے جو محبت ودوستی کا وہم دلائے،مگر شرط یہ ہے کہ دل میں اس کے خلاف ہو،اور جو کچھ کہے، پہلودار بات کہے۔

صوریہ کی اعلیٰ قسم مداہنت ہے۔اس کی رخصت صرف بحالت مجبوری واکراہ ہی ہے ،اورادنیٰ قسم مدارات،یہ مصلحتًا بھی جائز۔

قال اللّٰہ تعالیٰ:(وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللّٰہ ثم ابلغہ مأمنہ)

اگر کوئی مشرک تم سے پناہ چاہے تو اسے پناہ دو، تاکہ کلام الٰہی سنے، پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دو۔ ظاہر ہے کہ اس وقت غلظت وخشونت منافی مقصود ہوگی۔

(مدارات کا بیان)

مدارات صرف اس ترک غلظت کا نام ہے۔ اظہار الفت ورغبت پھر کسی قسم اعلیٰ میں جائے گا اور اسی کا حکم پائے گا۔ مدارات ومداہنت کے بیچ میں موالات صوریہ کی دو قسمیں اور ہیں: بر واقساط اور معاشرت۔ یہ نو صورتیں موالات کی ہوئیں اور دس کی مکمل مجرد معاملت ہے، نہ کہ میلان پر مبنی، نہ اس سے منہی۔ یہ سوائے مرتد ہر کافر سے جائز ہے، جب تک کسی محظور شرعی کی طرف منجر نہ ہو۔

معاشرت کے نیچے افعال کثیرہ ہیں۔ سلام وکلام، مصافحہ، مجالست، مساکنت، مواکلت وتقریبوں میں شرکت، عیادت، تعزیت، اعانت، استعانت، مشورت وغیرہا۔ ان سب کے صور وشقوق کی تفصیل اور ہر صورت پر بیان حکم ودلیل ایک مستقل رسالہ چاہے گا۔

یہاں بر وصلہ سے بحث ہے جس کی ہم نے تین قسمیں بیان کیں۔

قسم اول کہ بے اپنی کسی غرض صحیح کے بالقصد ایصال نفع وخیر منظور ہو، یہ بے رغبت ومیلان قلب متصور نہیں، تو موالات حقیقیہ ہے اور مطلقاً قطعاً حرام قطعی۔ باقی دو قسمیں کہ اپنی غرض ذاتی یا مصلحت دینی مقصود ہو تو موالات صوریہ کی ایک ہلکی قسمیں ہیں۔ اگرچہ مجرد ترک غلظت پر ان میں شے زائد ہے، ان دو میں فرق یہ ہے کہ قسم دوم بھی اگرچہ حقیقت موالات سے برکراں ہے، اور صورۃً بھی کوئی قوی دلیل نہیں، مگر معنی کچھ اس کی نفی وضد بھی نہیں۔

اور سوم حقیقۃً معادات وقصد اضرار ہے، لہٰذا حربی محارب سے بھی جائز ہوئی کہ اب وہ ظاہری صورت خدعہ اور چال رہ گئی: (والحرب خدعة) (لڑائی فریب ہے۔ت)

کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنا کیسا اشد حرام وکبیرہ ہے، لیکن اگر مثلاً اس لیے ہو کہ وہ

تعاقب کرتے چلے آئیں گے اور آگے اسلامی کمین ہے جب اس سے گزریں، ان کے پیچھے سے کمین کا لشکر نکلے اور آگے سے یہ لوٹ پڑیں اور کافر گھر جائیں تو ایسا فرار بہت پسندیدہ ہے کہ یہ صورۃً فرار معناً کرّ ار ہیں۔

قال تعالیٰ: (**ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال اومتحیزا الی فئة فقد باء بغضب من اللّٰہ ومأوٰہ جھنم وبئس المصیر**) جہاد کے دن جو کوئی کافروں کو پیٹھ دکھائے گا سوا اس کے جو لڑائی کے لیے کنارہ کرنے یا اپنے جتھے میں جگہ لینے کو جائے، وہ بے شک اللہ کے غضب میں پڑا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ کیا ہی بری پھرنے کی جگہ ہے۔

(حربی غیر معاہد سے موالات کی مالی صورت بھی حرام ہے)

اور دوم ان سے جائز نہیں کہ حقیقت معادات سے خالی، اور صورت موالات مالی یہ صرف معاہدین کے لیے ہے، (تنزیلاللناس منازلھم) ہر شخص کو اس کے مرتبے پر رکھنے کے لیے، اور غیر معاہد کے لیے یہ بھی موالات ممنوعہ ہی ہے۔

اوپر گزرا کہ مولیٰ عزوجل نے ان سے صوریہ کو بھی مثل حقیقیہ منع فرمایا اور اس کا نام بھی مودت ہی رکھا کہ (**تلقون الیھم بالمودة تسرون الیھم بالمودة**) (تم انھیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے، تم انھیں محبت کا خفیہ پیغام پہنچاتے ہو۔ت)

یہ ہے تحقیق انیق متکفل توفیق وتطبیق والحمدللہ علیٰ حسن التوفیق۔

(آیات ممتحنہ میں برومعاملات سے کیا مراد؟)

اس تحقیق سے روشن ہوا کہ کریمہ (لاینھٰکم) میں بر سے صرف اوسط مراد ہے کہ اعلیٰ معاہد سے بھی حرام اور ادنیٰ غیر معاہد سے بھی جائز، اور آیت فرق کے لیے اتری ہے، نیز ظاہر ہوا کہ کریمہ (انماینھٰکم) میں (تولوھم) سے یہی بروصلہ مراد ہے، تاکہ مقابلہ فرق ظاہر ہو۔

لاجرم تفسیر معالم وتفسیر کبیر میں ہے:

(ثم ذکر الذین ینھاھم عن صلتھم فقال: انما ینھٰکم اللّٰہ: الآیۃ)

پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا بیان فرمایا جن سے نیک سلوک کی ممانعت ہے کہ فرمایا اللہ تمھیں ان سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑیں۔

تنویر المقیاس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے: **(انما ینھٰکم اللّٰہ عن الذین) عن صلۃ الذین (ان تولوھم) ان تصلوھم (ملخصا)**

اللہ تمھیں ان سے منع فرماتا ہے، یعنی ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے سے کہ ان سے موالات یعنی نیک سلوک کرو۔

معنی اقساط کی تحقیق

تنبیہ چہارم: معنی اقساط میں مفسرین تین وجہ پر مختلف ہوئے:

اول: کشاف و مدارک و بیضاوی و ابوالسعو د و جلالین میں اسے بمعنی عدل ہی لیا اولین میں اور واضح کر دیا کہ: ولا تظلموھم

امام ابوبکر ابن العربی نے اس پر ایراد کیا کہ عدل و منع ظلم کا حکم معاہد سے خاص نہیں، حربی محارب کو بھی قطعاً عام ہے اور وہ صرف رخصت نہیں، بلکہ قطعا واجب۔

قال تعالیٰ:

(ولا یجرمنکم شناٰن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی)

کسی قوم کی عداوت تمھیں عدل نہ کرنے پر باعث نہ ہو۔ عدل کرو، وہ پرہیز گاری سے نزدیک تر ہے۔

یہ تقریر ایراد ہے اور اسے قرطبی، خطیب شربینی، پھر جمل نے مقرر رکھا۔

دوم: عدل سے صرف وفائے عہد مراد ہے۔ اسے کبیر میں مقاتل سے نقل کیا، اور یہی تنویر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی:

(**ان تقسطوا علیھم**)**تعدلوا بینھم بوفاء العھد**(**ان اللّٰہ یحب المقسطین**)**العادلین بوفاء العھد**) ان کے ساتھ اقساط کی اجازت فرماتا ہے، یعنی جو معاہدہ ان کے ساتھ ہوا، اسے پورا کرو، یہ عدل ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اقساط والوں کو دوست رکھتا ہے جو وفائے عہد سے عدل کرتے ہیں۔

اگر کہئے، معاہد سے وفائے عہد بھی واجب ہے، نہ صرف رخصت۔

اقول: وفا واجب ہے، اتمام مدت واجب نہیں۔ مصلحت ہو تو نبذ جائز۔

قال تعالیٰ: (**فانبذ الیھم علی سواء**) (ان کی طرف یکساں حالت پر نبذ کردو۔

اب ایراد بھی نہ رہا، اور بر وقسط دو جدا چیزیں ہوگئیں، اور (ان اللہ یحب المقسطین) یہاں بھی بلا تکلف ہے، اور اسے ماثور ہونے کا بھی شرف حاصل، اگرچہ سند ضعیف ہے تو یہی اسلم واقوی ہے۔

سوم: عدل سے مراد صرف عدل بالبر ہے۔ ابن جریر ومعالم وخازن میں ہے:

(**تعدلوا فیھم بالاحسان والبر**)

(ان سے انصاف کا برتاؤ کرو بھلائی اور نیکی کے ساتھ۔ت)

ابن العربی وقرطبی وشربینی ونیشاپوری وجمل نے اس کی یوں توجیہ کی:

اقساط قسط بمعنی حصہ سے یعنی اپنے مال سے کچھ دینا۔

اقول: یعنی اب تخصیص عدل کی حاجت نہ ہوئی کہ معنی عدل ہی سے عدول ہوگیا، مگر بہر حال اقساط، بر سے جدا چیز نہ ہوا، اور ظاہر عطف، مغایرت چاہتا ہے۔

وانا اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ت) ممکن ہے کہ عدل سے عدل فی البر مراد ہو، نہ کہ بالبر۔ اسماء بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ماں عہد معاہدہ میں آتی ہے۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس سے صلہ کا مسئلہ پوچھتی ہیں۔ اس پر یہ آیہ کریمہ اترتی ہے۔ وہ اگر کچھ ہدیہ نہ لاتی، یہ اپنی طرف سے صلہ کرتیں، یا

جتنا وہ لاتی، اس سے زائد یہ دیتیں تو کل یا قدر زائد، ان کی طرف سے احسان ہوتا۔ یہ بر ہے۔ اتنا ہی دیتیں تو دینے میں عدل یعنی مساوات ہوتی، یہ اقساط ہے۔

آیہ کریمہ نے معاہد سے دونوں صورتوں کی اجازت فرمائی۔ اب یہ آیت زیادت ومساوات دونوں کی اجازت، اوران میں تقدیم ذکر، زیادت میں آیت تحیت کی نظیر ہوگی۔

(اذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها او ردوها) جب تمھیں سلام کیا جائے تو اس سے زیادہ الفاظ جواب میں کہو، یا اتنے ہی۔

واللہ تعالیٰ اعلم بمرادہ۔ یہ ہے بتوفیق اللہ تعالیٰ تفسیر کریمہ ممتحنہ میں تمام کلام کہ ان اوراق کے غیر میں نہ ملے گا: والحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولینا وآلہ وذویہ: آمین والحمد للہ رب العالمین۔ (المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنہ)

(فتاویٰ رضویہ: جلد 14:ص464-471- جامعہ نظامیہ لاہور)

نبذ کا مفہوم

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے حاشیہ میں رقم فرمایا:

''جن کفار سے ایک مدت تک معاہدہ ہو، اور مصلحت اسلام اس کا ترک چاہے، فرض ہے کہ ان کو اطلاع کر دی جائے، ہوشیار ہو جاؤ، اب ہم تم سے معاہدہ رکھنا نہیں چاہتے، اس کا نام نبذ ہے۔ اس میں فرض ہے کہ اگر اس وقت وہ امن کی جگہ نہ ہوں تو اتنی مہلت دی جائے کہ وہ اپنی امان کی جگہ پہنچ جائیں، اور اگر باطمینان معاہدہ وہ اپنے قلعے خراب کر چکے ہوں تو فرض ہے کہ اتنی مدت دی جائے جس میں وہ اپنے قلعے درست کر لیں۔ یہاں سے یکساں حالت کے معنی کھل گئے، یعنی یہ نہ ہو کہ اپنا سامان ٹھیک کر کے ان کی غفلت میں نبذ کر دو، اور انھیں درستی سامان کی مہلت نہ دو۔ یہ ہے اسلام کا انصاف: والحمد للہ ۱۲ منہ غفرلہ''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 14:ص470-471- جامعہ نظامیہ لاہور)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کے رسالہ ''المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ'' ودیگر فتاویٰ میں کفار کے احکام مرقوم ہیں۔خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ سید سلیمان اشرف بہاری قدس سرہ العزیز کی کتاب ''النور'' میں مفصل احکام موجود ہیں۔

دس قسموں میں سے ایک مجرد معاملت ہے۔مجرد معاملت حربی کافر سے بھی جائز ہے ،جب کہ اس میں اسلام یا مسلمانوں کا ضرر نہ ہو۔مرتدین سے مجرد معاملت بھی حرام ہے۔

مجرد معاملت کا حکم

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''اور معاملت مجردہ سوائے مرتدین ہر کافر سے جائز ہے، جب کہ اس میں نہ کوئی اعانت کفر ہو، نہ اضرار اسلام وشریعت، ورنہ ایسی معاملت مسلم سے بھی حرام ہے، چہ جائے کہ کافر۔قال تعالیٰ:(**ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان**) گناہ وظلم پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 14:ص 433-جامعہ نظامیہ لاہور)

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''اشباہ والنظائر میں ہے:(**المرتد اقبح کفرًا من الکافر الاصلی**)یعنی مرتد کفر میں کافر اصلی سے بدتر ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 16:ص 615-رضا اکیڈمی ممبئی)

بروصلہ اور اقساط کا جواز

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے بروصلہ کی تین قسمیں بیان فرمائیں اور تینوں کے احکام تفصیل کے ساتھ بیان فرمادیئے۔اقساط کا مفہوم بھی بیان کردیا گیا۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے موالات صوری کے بارے میں رقم فرمایا:

''صوری کی چار قسمیں مدارات سے مداہنت تک۔

ان میں بروا قساط معاہدین سے جائز،حربی غیر معاہد سے حرام، یا بعض کے نزدیک

ایک وقت میں حربی غیر محاربین سے حلال رکھا گیا تھا، پھر حرام فرمادیا اور اب ابداً حرام ہے۔

اور چوتھی قسم مداہنت کسی وقت بھی حلال نہ تھی۔ غایۃ ضعف اضمحلال کے وقت ارشاد ہوا تھا: (ودوالوتدھن فیدھنون) (وہ تو اس آرزو میں ہیں کہ کسی طرح تم نرمی کرو تو وہ بھی نرم پڑ جائیں۔ت)، مگر حالت اکراہ میں اس کی رخصت ہوگی: **(الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان)** (سوا اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو۔ت)

اور معاشرت بضرورت ومجبوری جائز، ورنہ حرام۔

اور جواز مدارات کے لیے ضرورت مجبوری درکار نہیں، مصلحت ہی کافی ہے۔

یہ اقسام موالات میں ان سب سے خارج معاملہ ہے کہ ہر کافر سے ہر وقت جائز ہے ،مگر مرتدین سے، واللہ تعالیٰ اعلم‘‘۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 14: ص596-597-جامعہ نظامیہ لاہور)

موالات حقیقیہ وموالات صوریہ کا بیان

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ’’موالات مطلقا ہر کافر ہر مشرک سے حرام ہے، اگرچہ ذمی مطیع اسلام ہو، اگرچہ اپنا باپ یا بیٹا یا بھائی یا قریبی ہو۔

قال تعالیٰ: (لا تجد قوما یؤمنون باللّٰہ والیوم الأخر یوادون من حاد اللّٰہ ورسولہ ولو کانوا اٰباء ھم او ابناء ھم او اخوانھم او عشیرتھم)

تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ دوستی کریں اللہ ورسول کے مخالفوں سے اگرچہ وہ ان کے باپ بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔

حتیٰ کہ صوریہ کو بھی شرع مطہر نے حقیقیہ کے حکم میں رکھا۔

قال تعالیٰ: (یایھاالذین اٰمنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما جاء کم من الحق)

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔تم تو ان کی طرف محبت کی نگاہ ڈالتے ہو، اور وہ اس حق سے کفر کر رہے ہیں جو تمہارے پاس آیا۔

یہ موالات قطعاً حقیقیہ نہ تھی کہ نزول کریمہ در بارۂ سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ احد اصحاب البدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم ہے۔کما فی الصحیح البخاری ومسلم (جیسا کہ صحیح بخاری ومسلم میں ہے۔ت)

تفسیر علامہ ابوالسعود میں ہے:(**فیہ زجر شدید للمؤمنین عن اظہار صورۃ الموالاۃ لہم–وان لم تکن موالاۃ فی الحقیقۃ**)

اس آیہ کریمہ میں مسلمانوں کو سخت جھڑک ہے اس بات سے کہ کافروں سے وہ بات کریں جو بظاہر محبت ہو، اگرچہ حقیقت میں دوستی نہ ہو۔

مگر صوریہ ضروریہ خصوصاً باکراہ–قال تعالیٰ:(**الا ان تتقوا منہم تقٰۃ**)

مگر یہ کہ تمھیں ان سے واقعی پورا ڈر ہو۔

قال تعالیٰ:(**الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان**)

مگر وہ جو پورا مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 14:ص 432-433-جامعہ نظامیہ لاہور)

بوجہ ضرورت موالات صوریہ جائز ہے، خاص کر حالت اکراہ میں جائز ہے۔

ارشاد الٰہی ہے:(**یاایہا الذین اٰمنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودۃ وقد کفروا بما جائکم من الحق**)(سورہ ممتحنہ: آیت ۱)

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے، حالاں کہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا۔(کنز الایمان)

ارشاد الٰہی ہے:(**لَا یَنۡہٰىكُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یُقَاتِلُوۡكُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَلَمۡ یُخۡرِجُوۡكُمۡ مِّنۡ دِیَارِكُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡہُمۡ وَتُقۡسِطُوۡۤا اِلَیۡہِمۡ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ**

الْـمُـقْسِطِیْنَ: :اِنَّمَا یَنْھٰیکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ قٰتَلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَاَخْرَجُوْکُمْ مِّنْ دِیَـارِکُـمْ وَظٰھَـرُوْا عَـلٰی اِخْـرَاجِـکُـمْ اَنْ تَوَلَّوْھُمْ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ)(سورہ ممتحنہ: آیت8-9)

ترجمہ: اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جوتم سے دین میں نہ لڑے، اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالا کہ ان کے ساتھ احسان کرو، اور ان سے انصاف کا برتاؤ برتو۔ بے شک انصاف والے اللہ کو محبوب ہیں۔ اللہ تمہیں انہی سے منع کرتا ہے جوتم سے دین میں لڑے، یا تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا، یا تمہارے نکالنے پر مدد کی کہ ان سے دوستی کرو، اور جو ان سے دوستی کرے، تو وہی ستم گار ہیں۔ (کنزالایمان)

رسالہ''النور'' کی عبارت

خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ سید سلیمان اشرف بہاری قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:

''واقعہ یہ ہے کہ کفار سے موالات کے لیے حق سبحانہ نے منع فرمایا تھا۔ بعض اصحاب جن میں سے ایک حضرت حاطب بن بلتعہ ہیں، مفہوم موالات کے سمجھنے میں خطائے اجتہادی کے مرتکب ہوئے۔ وہ یہ سمجھے کہ دلی محبت اور دلی خیر خواہی یا یقینی مضرت مسلمین موالات کے مصداق ہیں، لیکن حق سبحانہ نے جب ان کے فعل کو ولا اور وداد دونوں لفظوں سے یاد فرمایا، اور پھر آیت مابعد میں یہ ارشاد ہوا:

(ان یثقفوکم یکونوا لکم اعداء ویبسطوا الیکم ایدیهم والسنتهم بالسوء وودوا لو تکفرون لن تنفعکم ارحامکم ولا اولادکم یوم القیامة یفصل بینکم واللّٰہ بما تعملون بصیر) یعنی کفار اگر تم پر قابو پالیں تو تمہاری دشمنی میں کچھ اٹھا نہ رکھیں۔ تمہیں برائی پہنچانے میں ہاتھ بھی بڑھائیں گے اور زبان بھی۔ کفار کی تو یہ تمنا ہی ہے کہ کاش تم انہیں کی طرح کافر ہو جاؤ۔ قیامت کے روز نہ تو تمہاری رشتہ داری کچھ

کام آئے گی، نہ اولاد ہی سے تمہیں کچھ نفع پہنچے گا۔ اس دن حق و باطل کا فیصلہ احکم الحاکمین فرمائے گا، اور اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔

اب مسلمان یہ سمجھے کہ عام کفار کے ساتھ کسی طرح کا معاشرتی تعلق بھی رکھنا داخل موالات ہے۔ وہ کفار جن کے حقوق خدمت قرابت کے سبب سے تھے، مثلاً والدین وغیرہ، مسلمانوں نے سمجھا کہ اب وہ بھی باطل ہو گئے۔ اسی بنا پر حضرت اسماء نے اپنی ماں قتیلہ کے جو مشرکہ تھیں، حقوق مادری سے اعراض فرمایا۔ حق سبحانہ نے اب اس مسئلہ کو بالکل صاف فرمادیا، مخالفین اسلام کی دو قسمیں قرار دے کر ہر ایک کا حکم ارشاد فرمایا۔

ایک ایسا مخالف اسلام جو مسلمانوں سے نہ لڑے، نہ انہیں ان کے مکانوں سے نکالے، اس کے ساتھ احسان اور عادلانہ برتاؤ کی اجازت عطا فرمائی، پھر (ان اللہ یحب المقسطین) فرما کر مسلمانوں کو اقساط کی طرف عجب دل نواز طرز میں ترغیب و تشویق دلائی۔

اس ترغیب اور اس اجازت کی وجہ صاف ظاہر ہے۔ اذیت رسانی اور تکلیف دہی سے باز رہنا بھی ایک قسم کی بھلائی اور نیکی ہے۔ ایسی حالت میں جب کہ کوئی کافر بے دین، مسلمانوں کے ساتھ اس رعایت کا برتاؤ کرے تو اسلام جیسا پاکیزہ دین جو سرتاسر رحمت ہی رحمت ہے۔ اس کی یہی تعلیم ہونی چاہئے تھی کہ نیکی کا بدلہ نیکی اور احسان کا عوض احسان۔

حق سبحانہ نے مسلمانوں کو یہ ہدایت فرمائی کہ جو کافر و بے دین ایسا ہو کہ تمہارے مذہب کو تسلیم نہ کرے، اسلام کا کلمہ نہ پڑھے، لیکن اسی کے ساتھ تمہیں ستاتا نہیں، تمہارے آزار کے در پے نہیں ہوتا تو اس کی اس انسانیت اور مراعات کا عوض اگر تمہاری جانب سے بر و احسان کے ساتھ ہو، یہ منشأ الٰہی اور تعلیم قرآن کی تعمیل ہوگی۔

مسلمانوں نے آیت کریمہ: (**لن تنفعکم ارحامکم ولا اولادکم**) سے یہ سمجھ لیا تھا کہ جس طرح موالات حقیقی ممنوع ہے، اسی طرح موالات صوری بھی منہی عنہ ہے۔

آیت (**لا ینھاکم اللّٰہ**: الخ) نے اس غلطی کی تصحیح فرمادی، اور صورت مسئلہ کو

صاف کر دیا کہ موالات حقیقی تو ہر کافر سے ہر حال میں منہی عنہ ہے، لیکن ہاں، موالات صوری مثل بر واقساط اس کی تمہیں اجازت ہے، بلکہ ایسے کفار کے ساتھ جو نہ تم سے لڑیں، نہ تمہیں تمہارے مکانوں سے نکالیں، تمہارا منصفانہ برتاؤ ہی اللہ کو محبوب ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ احسان اور فعل معروف، عدل اور انصاف نہ موالات ہے، نہ وداد، اس لیے کہ نہ تو اس میں مسلمانوں کی مضرت ہے، نہ کفر کی حمایت ہے، نہ اپنے مذہبی فرائض میں ان سے استعانت ہے، نہ یہ محبت و وداد کا نتیجہ ہے۔ یہ تو حقوق کا ادا کرنا انصاف کا صحیح نمونہ قائم کرنا اور مخلوق خدا پر شفقت وکرم کرنا ہے۔ یہی وہ طرز عمل تھا جس کے اثر نے (**یدخلون فی دین اللّٰہ افواجا**) کا جلوہ دکھایا۔ جوق در جوق اور فوج در فوج کفار آتے، اور دائرۂ اسلام میں داخل ہو کر سعادت سرمدی سے مالا مال ہوتے جاتے''۔

(النور: ص92-93-ادارہ پاکستان شناسی لاہور)

منقولہ بالا اقتباس میں کفار کی دو قسمیں بیان کی گئیں۔ ایک جماعت وہ ہے جو مسلمانوں پر ظلم وستم نہ کرے، ایسے کفار کے ساتھ بر واحسان کو جائز قرار دیا گیا۔

باب اول میں حربی معاہد وحربی غیر معاہد اور ذمی کفار کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔ کل دس امور ہیں۔ ان میں سے جو امر جس کافر کے ساتھ جس وقت جائز ہے، مسلمان خود کو وہیں تک محدود رکھیں۔ عہد حاضر میں کفار ومشرکین سے شادی بیاہ بھی لوگ کرنے لگے ہیں، حالاں کہ کفار ومشرکین سے نکاح بالکل جائز نہیں۔ شرعی اجازت تک محدود رہنا لازم ہے۔

فصل سوم

حربی معاہد کو تحفہ دینا جائز

تمام کفار کے احکام یکساں نہیں۔ کفار میں سے ذمی کفار کے احکام میں سختی کم ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''تمام عبارات ودلائل کہ یہاں تک

مذکور ہوئے، مطلقاً ہر کافر میں ہیں، اگرچہ کافر ذمی ہو جو سلطنت اسلامیہ میں فرماں بردار وجزیہ گزار ہو کر رہتا ہے، اور اکثر معاملات میں اس کا حکم مسلمانوں کا سا رکھا گیا ہے، نہ کہ حربی جس سے انقطاع کلی کا حکم ہے، اور امان لے کر بھی دارالاسلام میں سال بھر تک رہ ہی نہیں سکتا''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد16:ص615- جامعہ نظامیہ لاہور)

کفار میں سے حربی غیر معاہد کو تحفہ دینا جائز نہیں۔حربی معاہد، ذمی ومستامن کو تحفہ دینا جائز ہے۔کفار کی مختلف قسموں کے احکام جداگانہ ہیں۔بیان حکم کے وقت اس پر غور کیا جائے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''عبارت موطائے امام محمد:

(لا باس بالهدية الى المشرك المحارب ما لم يهد اليه سلاح او درع–وهو قول ابى حنيفة والعامة من فقهائنا)

حربی مشرک کو ہدیہ دینے میں حرج نہیں جب تک ہتھیار یا زرہ کا بھیجنا نہ ہو، اور یہی قول امام ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہا کا ہے۔

وصیت بھی ہدیہ ہی ہے کہ تملیک عین مجاناً ہے، اور امام محمد جامع صغیر میں صاف فرما چکے کہ ان کے لیے وصیت باطل تو ہدیہ کیسے جائز ہوسکتا ہے، مگر اسی فرق سے کہ معاہد کے لیے جائز اور غیر معاہد کے لیے ناجائز، جس طرح خود امام نے سیر کبیر میں اشعار فرمایا اور کتاب الاصل میں ارشاد امام نے تو بالکل کشف حجاب فرمادیا کہ فرمایا حربی کے لیے باطل، پھر فرمایا: مستامن کے لیے جائز''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد14:ص463- جامعہ نظامیہ لاہور)

عہد ماضی میں ایک ذمی کافر کے بیٹے کے بال مونڈن کی تقریب میں شرکت اور اس کو تحفہ دینے کے سبب ایک عالم نے مسلمانوں پر سخت الزام عائد فرمایا تھا، حالاں کہ وہ ذمی کافر تھا۔ذمیوں کے احکام جداگانہ ہیں، نیز وہ مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک کرتا تھا۔ نیک سلوک کا بدلہ نیک سلوک ہے:**(هل جزاء الاحسان الا الاحسان)**(سورہ رحمٰن)

امام حموی حنفی نے رقم فرمایا:**(قَوْلُهُ:وَلَا تُكْرَهُ ضِيَافَتُهُ.–أَيْ الذِّمِّيِّ.**

أَقُولُ فِي فَتَاوَى شَيْخِ الْإِسْلَامِ أَبِي الْحَسَنِ السُّغْدِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ حَكَى أَنَّ وَاحِدًا مِنَ الْمَجُوسِ كَانَ كَثِيرَ الْمَالِ حَسَنَ التَّعَهُّدِ لِفُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ يُطْعِمُ جَائِعَهُمْ وَيَكْسِي عَارِيَهُمْ وَيُنْفِقُ عَلَى مَسَاجِدِهِمْ وَيُعْطِي أَدْهَانَ سُرُجِهَا وَيُقْرِضُ مَحَاوِيجَ الْمُسْلِمِينَ فَدَعَا النَّاسَ مَرَّةً إِلَى دَعْوَةٍ اتَّخَذَهَا لِجَزِّ نَاصِيَةِ وَلَدِهِ فَشَهِدَهَا كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ وَأَهْدَى اليه بَعْضُهُمْ هَدَايَا.

فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَى مُفْتِيهِمْ فَكَتَبَ إِلَى أُسْتَاذِهِ شَيْخِ الْإِسْلَامِ أَنْ أَدْرِكْ أَهْلَ بَلَدِكَ فَقَدْ ارْتَدُّوا بِأَسْرِهِمْ فَذَكَرَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ أَنَّ إِجَابَةَ دَعْوَةِ أَهْلِ الذِّمَّةِ مُطْلَقَةٌ فِي الشَّرِيعَةِ وَمُجَازَاتُ الْمُحْسِنِ بِإِحْسَانِهِ مِنْ بَابِ الْكَرَمِ وَالْمُرُوئَةِ–وَحَلْقُ الرَّأْسِ لَيْسَ مِنْ شَعَائِرِ أَهْلِ الضَّلَالِ–وَالْحُكْمُ بِرِدَّةِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ بِهَذَا الْقَدْرِ غَيْرُ مُمْكِنٍ.

كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ فِي النَّوْعِ السَّادِسِ مِنْ الْفَصْلِ السَّابِعِ مِنْ كِتَابِ السِّيَرِ

(غمز عیون البصائر: باب احکام الذمی: جلد ششم: ص 378-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: ذمی کی ضیافت مکروہ نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت شیخ الاسلام ابوالحسن سغدی کے فتاویٰ میں ایک واقعہ بیان کیا گیا کہ ایک مجوسی بہت مال دار تھا، غریب مسلمانوں کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا۔ بھوکے مسلمانوں کو کھانا کھلاتا۔ ننگوں کو کپڑے پہناتا۔ مساجد پر خرچ کرتا۔ اس کے چراغوں کے واسطے تیل دیتا اور ضرورت مند مسلمانوں کو قرض دیتا۔

اس نے اپنے بچے کے بال منڈانے کے وقت مسلمانوں کو دعوت دی، پس کثیر تعداد میں اہل اسلام نے شرکت کی، اور بعض نے اسے تحائف بھی دیئے۔

یہ بات اس شہر کے مفتی پر بہت شاق گزری، پس انہوں نے اپنے استاذ شیخ الاسلام سغدی کو لکھا کہ آپ اپنے شہر والوں کی خبر گیری اور دستگیری فرمائیں، تمام لوگ مرتد ہو گئے۔

پس شیخ الاسلام نے فرمایا کہ شریعت اسلامیہ میں ذمیوں کی دعوت قبول کرنے کی اجازت ہے اور محسن کے احسان کا بدلہ دینا کرم ومروت کے باب سے ہے، اور بال مونڈن اہل کفر وضلال کے شعار میں سے نہیں اور محض اس بنیاد پر مسلمانوں کو مرتد قرار دینا ممکن نہیں۔

مفتی شہر نے بال مونڈن کی تقریب کو مجوس کا قومی شعار سمجھا، حالاں کہ یہ ایک انسانی تمدن کا حصہ ہے کہ کسی خوشی کے موقع پر ایسی دعوتیں اور تقاریب مناتے ہیں، مثلاً شادی بیاہ کے موقع پر تمام ممالک کے انسان دھوم دھام کے ساتھ تقریب مناتے ہیں، دعوتیں کرتے ہیں، تزئین وآرائش کرتے ہیں۔ ایسے امور کسی قوم کے قومی یا مذہبی شعار نہیں ہوتے۔

شیخ الاسلام علی بن حسین سغدی حنفی (م۴۶۱ھ) نے بھی فرمایا کہ بال مونڈن کی تقریب اہل کفر کا شعار نہیں، نیز حسن سلوک کرنے والوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا انسانیت ومروت کا تقاضا ہے۔ اسلام میں اس کی ممانعت نہیں۔ یہ مدارات کے قبیل سے ہے۔ ذمی وغیر ذمی کفار کے حکم میں بھی فرق ہے۔ حربی غیر معاہد کے احکام سخت ہیں۔ مرتدین کے احکام سب سے زیادہ سخت ہیں کہ ان سے معاملات مجردہ یعنی بیع وشرا وغیرہ بھی جائز نہیں۔

امام ابن نجیم مصری حنفی نے کفریہ کلمات کے بیان میں رقم فرمایا:

(وَبِخُرُوجِهِ إلَى نَيْرُوزِ الْمَجُوسِ وَالْمُوَافَقَةِ مَعَهُمْ فِيمَا يَفْعَلُونَ فى ذلك الْيَوْمِ وَبِشِرَائِهِ يوم النَّيْرُوزِ شيء لم يَكُنْ يَشْتَرِيهِ قبل ذلك تَعْظِيمًا لِلنَّيْرُوزِ-لَا لِلْأَكْلِ وَالشُّرْبِ-وَبِإِهْدَائِهِ ذلك الْيَوْمَ لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ بيضة تَعْظِيمًا لِذَلِكَ الْيَوْمِ-لَا بِإِجَابَتِهِ دَعْوَةَ مَجُوسِيٍّ حَلَقَ رَأْسَ وَلَدِهِ.

وَبِتَحْسِينِ أَمْرِ الْكُفَّارِ اتِّفَاقًا حتى قالوا:لو قال تَرْكُ الْكَلَامِ عِنْدَ أَكْلِ الطَّعَامِ من الْمَجُوسِيِّ حَسَنٌ أو تَرْكُ الْمُضَاجَعَةِ حَالَةَ الْحَيْضِ منهم حَسَنٌ فَهُوَ كَافِرٌ) (البحر الرائق: کتاب احکام المرتدین: جلد پنجم: ص133-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: (اور کافر ہو جائے گا) مجوسیوں کے نوروز کی طرف جانے سے، اور مجوسیوں

کی موافقت کرنے سے ان امور میں جن کو اس دن وہ انجام دیتے ہیں، اور نوروز کے دن اس چیز کے خریدنے سے جو اس سے قبل وہ نہیں خریدتا تھا، نوروز کی تعظیم کے لیے، نہ کہ کھانے پینے کے لیے، اور اس دن اس دن کی تعظیم کے لیے مشرکین کو تحفہ دینے سے، گرچہ ایک انڈا ہو، نہ کہ مجوسی کی دعوت کو قبول کرنے سے اس کے بیٹے کے بال مونڈن کے دن۔

اور (کافر ہو جائے گا) کفار کے کسی امر کو اچھا قرار دینے سے یہاں تک کہ علمانے فرمایا کہ اگر کہا: کھانے کے وقت مجوسی کا ترک کلام اچھا ہے، یا مجوسیوں کا حالت حیض میں (بیوی کے) ساتھ نہ سونا اچھا ہے تو وہ کافر ہے۔

امام ابن نجیم کے قول (لَا بِإِجَابَتِهِ دَعْوَةَ مَجُوسِيٍّ حَلَقَ رَأْسَ وَلَدِهِ) سے واضح ہو گیا کہ مجوسی اپنے بیٹے کے بال مونڈن کی تقریب کی دعوت دے تو اسے قبول کرنا کفر نہیں۔ چوں کہ یہ محض انسانی تمدن کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ کسی خاص اہل مذہب کا شعار نہیں۔ کھانے کے وقت چپ رہنا مجوسیوں کا مذہبی عمل ہے، اس کی تحسین کفر ہے۔

بال مونڈن کا رواج انسانی تمدن ومعاشرت کا حصہ ہے۔ انسانوں کے درمیان رواج یافتہ امور میں سے کسی امر کو شریعت اسلامیہ منع فرمادے، یا وہ اصول شرع سے متصادم ہو تو وہ ممنوع ہے، جیسے بیٹیوں کو زندہ دفن کرنا کفار عرب کا مذہبی شعار یا قومی شعار نہیں تھا، بلکہ ایک رواجی معاملہ تھا۔ بوجہ عار اپنی بیٹیوں کو دفن کر دیتے تھے۔ جب جنگوں میں بیٹیاں قید ہو جاتیں تو لشکر مخالف ان سے جماع کرتے۔ یہ کیفیت اہل عرب کی غیرت کو ناقابل برداشت تھی، پس بیٹیوں کو دفن کر دیتے: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

فصل چہارم

تشبہ بالکفار کی توضیح وتشریح

مسئلہ: پھولوں کا سہرا جس میں نلکیاں اور پنی وغیرہ نہ ہو، جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب: پھولوں کا سہرا جیسا سوال میں مذکور، رسوم دنیویہ سے ایک رسم ہے جس کی ممانعت شرع مطہر سے ثابت نہیں، نہ شرع میں اس کے کرنے کا حکم آیا ہے تو مثل اور تمام عادات ورسوم مباحہ کے مباح رہے گا۔ شرع شریف کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس چیز کو خدا ورسول اچھا بتائیں وہ اچھی ہے، اور جسے برا فرمائیں وہ بری ہے، اور جس سے سکوت فرمائیں یعنی شرع سے نہ اس کی خوبی نکلے، نہ برائی، وہ اباحت اصلیہ پر رہتی ہے کہ اس کے فعل وترک میں ثواب نہ عقاب، یہ قاعدہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ اکثر جگہ کام آئے گا۔

آج کل مخالفین اہل سنت نے یہ روش اختیار کر لی ہے، جس چیز کو چاہا، شرک، حرام، بدعت، ضلالت کہنا شروع کر دیا، اگر چہ وہ فعل صحابہ کرام یا تابعین عظام یا ائمہ اعلام سے ثابت ہو۔ اگر چہ وہ فعل اس نیک بات کے عموم واطلاق میں داخل ہو جس کی خوبیاں صریح قرآن مجید وحدیث شریف میں مذکور ہیں، پھر سہرے وغیرہ رسمی باتوں کی تو کیا حقیقت ہے۔

اور اس پر طرہ یہ ہوتا ہے کہ اہل سنت سے پوچھتے ہیں۔ تم جو ان چیزوں کو جائز بتاتے ہو، قرآن وحدیث میں کہاں جائز لکھا ہے، حالاں کہ ان کو اپنی خوش فہمی سے اتنی خبر نہیں کہ جائز کہنے والا دلیل خاص کا محتاج نہیں۔ جو ناجائز کہے، وہ قرآن حدیث میں دکھائے کہ ان افعال کو کہاں ناجائز کہا ہے۔

کیا اہل سنت پر لازم ہے کہ وہ جس چیز کو جائز ومباح بتائیں، اس کی خاص صورت کا حکم صریح قرآن مجید واحادیث شریف میں دکھائیں اور تم پر کچھ ضرور نہیں کہ جس چیز کو حرام بدعت گمراہی کہو، خاص اس کی نسبت ان حکموں کی تصریح کتاب وسنت میں دکھادو۔ ان امور کی قدرے تفصیل مسئلہ قیام میں فقیر نے ذکر کی اور تحقیق کامل تصانیف علمائے اہل سنت میں ہے۔ شکر اللہ تعالیٰ مساعیھم الجمیلہ۔

جب یہ قاعدہ شرعیہ معلوم ہو لیا تو سہرے کا حکم خود ہی کھل گیا۔ اب جو ناجائز، حرام، بدعت، ضلالت بتائے، وہ خود قرآن مجید وحدیث شریف سے ثابت کر دکھائے، ورنہ جان

برادر! شرع تمھاری زبان کا نام نہیں کہ جسے چاہو، بے دلیل حرام وممنوع کہہ دو، اور سفہائے مخالفین جو اس قسم کے مسائل میں حدیث: (**من احدث فی امرنا**) وغیرہ پیش کرتے ہیں محض بے محل واغوائے جہال کہ اس قدر تو طائفہ اسماعیلہ کو بھی مسلم کہ بدعت ضلالت وہی ہے جو بات دین میں نئی پیدا ہو، اور دنیوی رسوم وعادت پر حکم بدعت نہیں ہوسکتا، مثلاً انگرکھا پہننا، پلاؤ کھانا یا دولھا کو جامہ پہنانا، دلہن کو پالکی میں بٹھانا، اسی طرح سہرا کہ اسے بھی کوئی دینی بات سمجھ کر نہیں کرتا، نہ بغرض ثواب کیا جاتا ہے، بلکہ سب ایک رسم ہی جان کر کرتے ہیں۔

ہاں، اگر کوئی جاہل اجہل ایسا ہو کہ اسے دینی بات جانے تو اس کی اس بیہودہ سمجھ پر اعتراض صحیح ہے۔ اسی طرح سہرے کے باب میں حدیث (**من تشبہ بقوم فھو منھم**) (جو کسی قسم کی مشابہت اختیار کرے، وہ انہی میں سے ہو جائے گا۔ت) پیش کرنا اور یہ کہنا کہ ہندو بھی سہرا باندھتے ہیں تو ان سے مشابہت نکلے گی محض غلط کہ حدیث میں لفظ تشبہ مذکور ہے اور اس کے معنی اپنے آپ کو کسی کے مشابہ بنانا تو حقیقۃً یا حکماً قصد مشابہت پایا جانا ضرور ہے۔

مثلاً ایک شخص کوئی فعل خاص اس نیت سے کرے کہ کفار کی سی شکل پیدا ہو، یا اگر چہ وہ یہ ارادہ نہ کرے، مگر وہ فعل شعار کفار اور ان کی علامت خاصہ ہو جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں، جیسے سر پر چوٹیاں، ماتھے پر ٹیکہ، گلے میں جینوا، الٹے پردے کا انگرکھا وعلی ہذا القیاس، تو بے شک ان صورتوں میں ذم ووعید وارد، اور حدیث ''من تشبہ'' اس پر صادق۔

نہ یہ کہ مطلقاً کسی بات میں اشتراک موجب ممانعت ہو۔ یوں تو انگرکھا ہم بھی پہنتے ہیں، ہندو بھی پہنتے ہیں، پھر کیا اس وجہ سے انگرکھا پہننا ہم پر حرام ہو جائے گا اور اگر پردے کا فرق کفایت کرے تو کیا نلکیوں اور پنی کا نہ ہونا اور اس سہرے کی صورت ان کے سہرے سے جدا ہونا کافی نہ ہوگا۔

اصل بات یہ ہے کہ بر بنائے تشبہ کسی فعل کی ممانعت اسی وقت صحیح ہے کہ جب فاعل کا قصد مشابہت ہو، یا وہ فعل اہل باطل کا شعار وعلامت خاصہ ہو جس کے سبب سے وہ

پہچانے جاتے ہوں، یا اگر خود اس فعل کی مذمت شرع مطہر سے ثابت ہو تو برا کہا جائے گا، ورنہ ہرگز نہیں اور سہرا ان سب باتوں سے پاک ہے۔ یہ قاعدہ بھی ضرور یاد رکھنے کا ہے جس سے مخالفین کے اکثر اوہام کا علاج ہوتا ہے۔

درمختار میں بحرالرائق سے منقول: **(التشبہ بھم لا یکرہ فی کل شیء بل فی المذموم وفیما یقصد بہ التشبہ)** ۔اہل کتاب سے تشبہ ہر چیز میں مکروہ نہیں، بلکہ بری بات میں اور وہاں کہ ان سے مشابہت کا قصد کیا جائے۔

مولانا علی قاری شرح فقہ اکبر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں:

(انا ممنوعون عن التشبیہ بالکفرۃ واھل البدعۃ فی شعارھم، لا منھیون عن کل بدعۃ ولو کانت مباحۃ سواء کانت من افعال اھل السنۃ او من افعال الکفرۃ واھل البدعۃ فالمدار علی الشعار) ہم کو یہ منع ہے کہ کفار و اہل بدعت کے شعار میں تشبہ کریں، نہ یہ کہ ہر بدعت منع ہو، اگر چہ مباح ہو۔ اب چاہے وہ اہل سنت کے افعال سے ہو، یا کفار و مبتدعین کے فعلوں سے تو مدار کار شعار پر ہے۔

بالجملہ خلاصہ یہ ہے کہ سہرا نہ شرعاً منع، نہ شرعاً ضروری یا مستحب، بلکہ ایک دنیوی رسم ہے۔ کی تو کیا، نہ کی تو کیا۔ اس کے سوا جو کوئی اسے حرام گناہ بدعت ضلالت بتائے، وہ سخت جھوٹا، برسر باطل اور جو اسے ضروری لازم اور ترک کو شرعاً موجب تشنیع جانے، وہ نرا جاہل۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

(فتاویٰ رضویہ: جلد 23: ص 319-322 - جامعہ نظامیہ لاہور)

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ العظیم

باب نہم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

مرتدین اور کفار اصلی کے جداگانہ احکام

مرتدین وضالین کے احکام کی بحث ہمارے رسالہ: ''بدمذہبوں سے میل جول'' میں مرقوم ہے۔کفار اصلی سے معاملات یعنی خرید وفروخت وغیرہ جائز ہے، لیکن مرتدین سے معاملات بھی جائز نہیں۔اسی طرح مدارات وغیرہ بھی جائز نہیں، مرتدین سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھنا ہے۔اسلامی سلطنت میں مرتدین کو قتل کرنے کا حکم ہے۔جمہوری ممالک میں مرتدین وضالین سے قطع تعلق کا حکم ہے۔گمرہوں اور مرتدوں کی صحبت زہر قاتل ہے۔

مرتدین سے معاملات کے احکام

مرتدین کے بعض احکام کفار اصلی کے احکام سے الگ اور سخت ہیں۔مرتدین سے معاملات یعنی خرید وفروخت ودیگر معاملات جائز نہیں اور کفار اصلی سے معاملات جائز ہیں۔

امور عشرہ کا بیان

(کفار اصلی سے تعلق وسلوک کی جائز وناجائز صورتیں)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے اپنے خلیفہ حضرت علامہ سید سلیمان اشرف بہاری قدس سرہ العزیز کے سوال کے جواب میں رقم فرمایا:

(۱) معاملہ (۲) مدارات (۳) بر واقساط (۴) معاشرت (۵) مداہنت (۶) رکون (۷) وداد (۸) اتحاد (۹) انقیاد (۱۰) تبتلان۔

مدارج عشرہ میں ہر دوسرا پہلے سے زائد ہے، اور ہر پہلے میں دوسرے کی شرط کا انتفا ملحوظ ہے۔پہلا بشرط لاشئ کے مرتبہ، اور دوسرا بشرط شئ کے مرتبہ میں۔

موالات کی دو قسمیں ہیں: حقیقی وصوری۔ حقیقی کی پانچ قسمیں رکون سے آخر تک۔
یہ مطلقا ہمیشہ حرام ہیں ہر کافر سے، اور ہمیشہ حرام رہیں گی۔
اور صوری کی چار قسمیں مدارات سے مداہنت تک۔
ان میں بر واقساط معاہدین سے جائز، حربی غیر معاہد سے حرام، یا بعض کے نزدیک ایک وقت میں حربی غیر محاربین سے حلال رکھا گیا تھا، پھر حرام فرمادیا اور اب ابداً حرام ہے۔
اور چوتھی قسم مداہنت کسی وقت بھی حلال نہ تھی۔ غایۃ ضعف اضمحلال کے وقت ارشاد ہوا تھا: (**ودوا لو تدهن فيدهنون**) (وہ تو اس آرزو میں ہیں کہ کسی طرح تم نرمی کرو تو وہ بھی نرم پڑ جائیں۔ت)، مگر حالت اکراہ میں اس کی رخصت ہوگی: (**الا من اكره وقلبه مطمئن بالايمان**) (سوا اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو۔ت)
اور معاشرت بضرورت ومجبوری جائز، ورنہ حرام۔
اور جواز مدارات کے لیے ضرورت مجبوری درکار نہیں، مصلحت ہی کافی ہے۔
یہ اقسام موالات میں ان سب سے خارج معاملہ ہے کہ ہر کافر سے ہر وقت جائز ہے ،مگر مرتدین سے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 14: ص596-597-جامعہ نظامیہ لاہور)

منقولہ بالا فتویٰ میں دسوں قسم کے احکام کو اجمال کے ساتھ بیان کر دیا گیا۔ معاملات یعنی خرید وفروخت وغیرہ کافر اصلی سے جائز ہے اور مرتد سے یہ بھی ناجائز ہے۔ مدارات ترک غلظت کا نام ہے۔ مصلحت کے پیش نظر کفار اصلی کے ساتھ مدارات اختیار کرنا جائز ہے۔

مرتدین سے معاملات بھی ناجائز

دس قسموں میں سے ایک مجرد معاملت ہے۔ مجرد معاملت حربی کافر سے بھی جائز ہے، جب کہ اس میں اسلام یا مسلمانوں کا ضرر نہ ہو۔ مرتدین سے مجرد معاملت بھی حرام ہے۔

(1) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''موالات و مجرد معاملت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ دنیوی معاملت جس سے دین پر ضرر نہ ہو، سوا مرتدین مثل وہابیہ، دیوبندیہ وامثالہم کے کسی سے ممنوع نہیں''۔ (فتاویٰ رضویہ: جلد 14: ص 420- جامعہ نظامیہ لاہور)

(2) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''اور معاملت مجردہ سوائے مرتدین ہر کافر سے جائز ہے، جب کہ اس میں نہ کوئی اعانت کفر ہو، نہ اضرار اسلام وشریعت، ورنہ ایسی معاملت مسلم سے بھی حرام ہے، چہ جائے کہ کافر۔ قال تعالیٰ: (**ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان**) گناہ وظلم پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 14: ص 433- جامعہ نظامیہ لاہور)

(3) ''کفار سے امور دنیوی مثل تجارت وغیرہا میں موافقت کی جا سکتی ہے، جہاں تک مخالفت شرع نہ ہو''۔ (فتاویٰ رضویہ: جلد 21: ص 168- جامعہ نظامیہ لاہور)

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''اشباہ والنظائر میں ہے: (**المرتد اقبح کفرًا من الکافر الاصلی**) یعنی مرتد کفر میں کافر اصلی سے بدتر ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 16: ص 615- رضا اکیڈمی ممبئی)

کفار اصلی کی تین قسمیں ہیں: حربی، ذمی، مستامن۔ حربی کی دو قسمیں ہیں: معاہد وغیر معاہد۔ تمام کفار کے احکام بھی یکساں نہیں۔ اسی طرح مرتدین کے تمام احکام کفار کی طرح نہیں۔ مذکورہ بالا دس قسموں میں سے کوئی قسم مرتد کے ساتھ جائز نہیں۔ یہ عام حالات کا حکم ہے۔ شرعی ضرورت وحاجت کے تحقق کے وقت حکم میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔

ہر وقت اور ہر مقام پر شرعی ضرورت وحاجت کا تحقق نہیں ہوتا۔ عرفی ضرورت وحاجت کے سبب حکم شرعی میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ شرعی ضرورت وحاجت کے تحقق کا فیصلہ علمائے کرام کریں گے۔ عہد رسالت میں منافقین تھے۔ عہد مرتضوی میں خوارج وروافض کا ظہور ہوا، پھر ہر عہد میں مرتدین وضالین رہے۔ کبھی میل جول کی عام اجازت نہیں دی گئی۔

مرتدین سے معاملات سے متعلق فتاویٰ رضویہ سے مزید تین فتاویٰ درج ذیل ہیں۔

(1) **مسئلہ**: از شہر محلّہ کوہاڑا پیر، مسئولہ یوسف علی بیگ ۵: صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اہل سنت و جماعت کو رافضیوں سے ملنا جلنا اور کھانا پینا اور رافضیوں سے سودا سلف خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص سنی ہو کر ایسا کرتا ہے، اس کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے؟ آیا وہ شخص دائرہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے یا نہیں؟ اور شخص مذکورہ بالا سے تمام مسلمانوں کو اپنے دینی و دنیوی تعلقات منقطع کرنا چاہئیں یا نہیں؟

الجواب: روافض زمانہ علی العموم مرتد ہیں: کما بیناہ فی ردالرفضہ (جیسا کہ ہم نے اسے ردالرفضہ میں بیان کیا ہے) ان سے کوئی معاملہ اہل اسلام کا سا کرنا حلال نہیں۔ ان سے میل جول، نشست و برخاست، سلام کلام سب حرام ہے۔

قال اللّٰہ تعالٰی: (واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعدالذکری مع القوم الظّٰلمین) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ت)

حدیث میں ہے: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **(سیأتی قوم لھم نبز یقال لھم الرافضة، یطعنون السلف ولایشھدون جمعة ولاجماعة—فلا تجالسوھم ولا تؤاکلوھم ولا تشاربوھم ولا تناکحوھم واذا مرضوا فلا تعودوھم واذا ماتوا فلا تشھدوھم ولا تصلواعلیھم ولا تصلوا معھم)**

عنقریب کچھ لوگ آنے والے ہیں۔ ان کا ایک بدلقب ہوگا۔ انہیں رافضی کہا جائے گا۔ سلف صالحین پر طعن کریں گے اور جمعہ و جماعات میں حاضر نہ ہوں گے۔ ان کے پاس نہ بیٹھنا، نہ ان کے ساتھ کھانا کھانا، نہ ان کے ساتھ پانی پینا، نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا، بیمار پڑیں تو انہیں پوچھنے نہ جانا، مرجائیں تو ان کے جنازے پر نہ جانا، ان پر نماز پڑھنا، نہ

ان کے ساتھ نماز پڑھنا۔

جو سنی ہوکر ان کے ساتھ میل جول رکھے، اگر خود رافضی نہیں تو کم از اشد فاسق ہے، مسلمانوں کو ان سے بھی میل جول ترک کرنے کا حکم ہے: واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ: جلد 14: ص410-411- جامعہ نظامیہ لاہور)

(2) **مسئلہ:** از دہلی بازار موم گران مسئولہ محمد سلیمان خاں سادیکار ۶ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں کہ: (۱) قادیانی، غیر مقلد، اہل قرآن، رافضی وغیرہ وغیرہ، علاوہ سنیوں کے جتنے فرقے ہیں، ان کے ساتھ کھانا پینا، سلام علیک کرنا، نوکری کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض علما فرماتے ہیں کہ رسول خدا کی حدیث ہے کہ جس میں سو میں ننانوے باتیں کفر کی ہوں اور ایک بات اسلام کی ہو تو اس کو کافر نہیں کہنا چاہئے۔

(۲) ہندو، انگریز وغیرہم کی ہم نوکری کرتے ہیں اور ملتے ہیں۔ ان میں اور قادیانی ودیگر فرقوں میں کیا فرق ہے؟ بینوا توجروا

الجواب (۱) یہ فرقے اور اسی طرح دیوبندی ونیچری غرض جو بھی ضروریات دین سے کسی شئ کا منکر ہو، سب مرتد کافر ہیں۔ ان کے ساتھ کھانا پینا، سلام علیک کرنا، ان کی موت وحیات میں کسی طرح کا کوئی اسلامی برتاؤ کرنا سب حرام۔ نہ ان کی نوکری کرنے کی اجازت، نہ انہیں نوکر رکھنے کی اجازت کہ ان سے دور بھاگنے اور انہیں اپنے سے دور کرنے کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم)

(ان سے بچو، انہیں دور رکھو، تاکہ وہ تمہیں نہ گمراہ کریں، نہ فتنہ میں ڈال سکیں۔ ت)

وہ حدیث جو سوال میں لکھی، محض جھوٹ اور نری بناوٹ، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صریح افترا ہے، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قرآن حکیم کا حکم یہ ہے کہ ہزار باتیں اسلام کی کرتا ہو، اور ایک کلمہ کفر کہے، وہ کافر ہو جائے گا۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(یحلفون باللّٰہ ما قالوا ولقد قالوا کلمة الکفر و کفروا بعد اسلامھم)

اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے یہ بات نہ کہی اور بے شک ضرور انہوں نے کفر کا لفظ کہا اور اس کے سبب مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے۔

دین و عقل دونوں کا مقتضٰی تو یہ ہے کہ ننانوے قطرے گلاب میں ایک بوند پیشاب کی ڈال دو، سب پیشاب ہو جائے گا، مگر ان خبیثوں کا مذہب یہ ہے کہ ننانوے تولے پیشاب میں تولہ بھر گلاب ڈال دو، سب گلاب ہو جائے گا، پاک ہے، حلال ہے چڑھا جاؤ۔

(۲) ہندو اور نصارٰی کافران اصلی ہیں اور یہ فرقے کافران مرتد، اور شریعت مطہرہ میں مرتد کا حکم اصلی سے سخت تر ہے: واللہ تعالٰی اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 14: ص 411-412 - جامعہ نظامیہ لاہور)

(3) **مسئلہ**: از شہر بریلی مرسلہ شوکت علی صاحب فاروقی ۲۷: شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کفار کے قسم کے ہوتے ہیں اور ہر ایک کی تعریف کیا ہے اور صحبت کون سے کفار کی سب سے زیادہ مضر ہے؟ بینوا توجروا

الجواب: اللہ عزوجل ہر قسم کفر و کفار سے بچائے۔ کافر دو قسم ہے: اصلی و مرتد۔ اصلی وہ کہ شروع سے کافر اور کلمہ اسلام کا منکر ہے۔ یہ دو قسم ہے: مجاہر و منافق۔

مجاہر وہ کہ علی الاعلان کلمہ کا منکر ہو، اور منافق وہ کہ بظاہر کلمہ پڑھتا اور دل میں منکر ہو۔ یہ قسم حکم آخرت میں سب اقسام سے بدتر ہے۔

(ان المنٰفقین فی الدرک الاسفل من النار)

بے شک منافقین سب سے نیچے طبقہ دوزخ میں ہیں۔

کافر مجاہر چار قسم ہے: اول دہریہ کہ خدا ہی کا منکر ہے۔ دوم مشرک کہ اللہ عزوجل کے سوا اور کو بھی معبود یا واجب الوجود جانتا ہے، جیسے ہندو بت پرست کہ بتوں کو واجب الوجود تو

نہیں، مگر معبود مانتے ہیں اور آریہ کہ روح و مادہ کو معبود تو نہیں، مگر قدیم وغیر مخلوق جانتے ہیں ، دونوں مشرک ہیں اور آریوں کو موحد سمجھنا سخت باطل ہے۔سوم مجوسی آتش پرست۔ چہارم کتابی یہود و نصارٰی کہ دہریہ نہ ہوں۔ان میں اول تین قسم کا ذبیحہ مردار اور ان کی عورتوں سے نکاح باطل ہے اور قسم چہارم کی عورت سے نکاح ہو جائے گا، اگرچہ ممنوع و گناہ ہے۔

کافر مرتد وہ کہ کلمہ گو ہو کر کفر کرے۔اس کی بھی دو قسم ہیں:

مجاہر و منافق۔مرتد مجاہر وہ کہ پہلے مسلمان تھا، پھر علانیہ اسلام سے پھر گیا، کلمہ اسلام کا منکر ہو گیا، چاہے دہریہ ہو جائے یا مشرک یا مجوسی یا کتابی، کچھ بھی ہو۔

مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے، پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا، یا ضروریات دین میں سے کسی شئ کا منکر ہے، جیسے آج کل کے وہابی، رافضی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی، جھوٹے صوفی کہ شریعت پر ہنستے ہیں، حکم دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہیں۔اس سے جزیہ نہیں لیا جا سکتا۔اس کا نکاح کسی مسلم کافر مرتد اس کے ہم مذہب یا مخالف مذہب، غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہو سکتا۔جس سے ہو گا محض زنا ہو گا، مرتد مرد ہو خواہ عورت۔

مرتدوں میں سے سب سے بدتر مرتد منافق ہے۔یہی وہ ہے کہ اس کی صحبت ہزار کافر کی صحبت سے زیادہ مضر ہے کہ یہ مسلمان بن کر کفر سکھاتا ہے، خصوصاً وہابیہ خصوصاً دیوبندیہ کہ اپنے آپ کو خاص اہل سنت کہتے، حنفی بنتے، چشتی نقشبندی بنتے، نماز روزہ ہمارا سا کرتے ، ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے اور اللہ و رسول کو گالیاں دیتے ہیں، یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں۔ہوشیار خبردار! مسلمانو! اپنا دین بچائے ہوئے رہو: فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین (تو اللہ سب سے بہتر نگہبان اور وہ ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان۔ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 14:ص 327-329- جامعہ نظامیہ لاہور)

منقولہ بالا اقتباس میں متعدد مرتد جماعتوں کا ذکر ہے۔ان سے دور رہیں۔

مرتد والدین کا نفقہ ساقط

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز نے مرتد والدین سے متعلق کے نفقہ رقم فرمایا:

''مرتد کا کوئی نفقہ نہیں، جیسے حربی کا یوں ہی مرتد کا، بلکہ اس سے زیادہ کہ مرتد سے تو نری معاملت بھی ناجائز ہے کہ اس کے ساتھ صلہ، حسن سلوک، اس کی اطاعت شعاری، فرماں برداری۔ مرتد کے لیے نہیں، مگر توبہ، ورنہ تلوار۔ مرتد والدین حربی والدین سے بدتر ہیں''۔(فتاویٰ مصطفویہ:ص115-شبیر برادرز لاہور)

امام اہل سنت قدس سرہ نے رقم فرمایا:''مرتد کے لیے مسلمان پر کوئی حق نہیں''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد21:ص157-جامعہ نظامیہ لاہور)

مرتدین کفار حربی کی منزل میں

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:(**الحربی لا حرمة لروحه-بل امرنا بافنائه فكيف يلزمنا السعی فی ابقائه ولذا صرحوا ان لو وجد فی برية كلبا وحربيا يموتان عطشا-ومعه ماء يكفی لاحدهما يسقی الكلب ويخلی الحربی يموت-ومن الحربيين كل رجل يدعی الاسلام وينكر شيئا من ضروريات الدين-لان المرتد حربی كما نصوا عليه**)

(حربی کی جان کی کوئی حرمت نہیں ہے، بلکہ ہمیں اُس کے فنا کر دینے کا حکم ہے تو ہم پر اس کی زندگی بچانے کی سعی کیوں کر لازم ہوگی؟ اس لیے فقہا نے یہ تصریح کی ہے کہ اگر کسی جنگل میں ایک کتا اور ایک حربی ملے اور دونوں پیاس سے مر رہے ہیں اور اس کے پاس صرف اتنا پانی ہو کہ ایک بچ سکتا ہو تو کتے کو پلا دے اور حربی کو مرنے کے لیے چھوڑ دے، اور جو شخص ضروریات دین میں سے کسی کا انکار کرتا ہو وہ حربی ہے، کیوں کہ فقہا کی تصریح کے مطابق مرتد حربی ہے)''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد دوم:ص493-جامعہ نظامیہ لاہور)

کفار حربی اور مرتدین کسی اچھے سلوک کے مستحق نہیں۔اگر کتا اور حربی کافر یا مرتد کسی ویران و بیابان پیاس سے مر رہے ہوں اور کسی کے پاس اتنا کم پانی ہو کہ کسی ایک کی جان بچائی جاسکتی ہو تو اس پانی سے کتے کی جان بچائی جائے گی۔حربی کافر یا مرتد کی نہیں۔

بھارتی دستور اور ملک کو جمہوری ریاست تسلیم کرنے کے سبب بھارت کے غیر مسلمین حربی معاہد ہیں۔ہاں،جو عہد توڑ دے،اس کا حکم بدل جائے گا۔

غیر اسلامی سلطنت میں بھی میل جول حرام

برصغیر میں انگریزوں کی حکومت جمہوری حکومت نہ تھی،بلکہ برطانیہ کی شاہی حکومت تھی،یعنی غیر اسلامی سلطنت تھی۔حربی کفار سے غیر اسلامی سلطنت میں بھی میل جول حرام ہے۔اسی طرح اسلامی سلطنت یا جمہوری ملک میں بھی حربی کفار پائے جائیں تو ان کا یہی حکم ہے۔بھارت کے کفار حربی معاہد ہیں۔معاہدہ کے سبب حکم میں تخفیف ہوگئی ہے۔

حربی غیر معاہد سے متعلق فتاویٰ رضویہ کا ایک سوال و جواب درج ذیل ہے:

سوال:''ہزار داڑھی بڑھاؤ،ہزار مسجد بناؤ،مسلمان نہیں،کچھ ثواب نہیں،جب تک ہنود کے ساتھ میل جول کر کے ساتھ ہو کر ملک کی بہبود میں سعی نہ کرلو،دیس بھگت نہ بنو''۔

(فتاویٰ رضویہ:جلد21:ص270-جامعہ نظامیہ لاہور)

جواب:''مشرکین ہند سے میل جول حرام ہے۔قال اللّٰہ تعالیٰ:(**ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار**) (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:ظالموں کی طرف مت جھکو ورنہ تمہیں آگ چھوئے گی۔ت)(فتاویٰ رضویہ:جلد21:ص272-نظامیہ لاہور)

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کے عہد میں برصغیر کے کفار حربی غیر معاہد تھے۔

<u>وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وآلہ العظیم</u>

باب دہم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

کفار اصلی کے مذہبی شعار اور قومی شعار کا بیان

کسی جماعت کے شعار کو اختیار کرنے کے سبب اس جماعت سے تشبہ ہوتا ہے۔

تشبہ کی دو قسمیں ہیں: (1) لزومی (2) التزامی۔ تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:

''اقول: وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے کہتا ہوں۔ت)

اس جنس مسائل میں حق تحقیق وتحقیق حق یہ ہے کہ تشبہ دو وجہ پر ہے: التزامی ولزومی۔

التزامی یہ ہے کہ یہ شخص کسی قوم کے طرز ووضع خاص اسی قصد سے اختیار کرے کہ ان کی سی صورت بنائے، ان سے مشابہت حاصل کرے، حقیقۃً تشبہ اسی کا نام ہے:

فان معنی القصد والتکلف ملحوظ فیه کما لایخفی (اس لیے کہ قصد اور تکلف کے مفہوم کا اس میں لحاظ رکھا گیا ہے، جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ت)

اور لزومی یہ کہ اس کا قصد تو مشابہت کا نہیں، مگر وہ وضع اس قوم کا شعار خاص ہو رہی ہے کہ خواہی نخواہی مشابہت پیدا ہوگی۔ التزامی میں قصد کی تین صورتیں ہیں:

اوّل: یہ کہ اس قوم کو محبوب ومرضی جان کر اُن سے مشابہت پسند کرے۔

یہ بات اگر مبتدع کے ساتھ ہو بدعت، اور کفّار کے ساتھ معاذ اللہ کفر۔

حدیث: (**من تشبه بقوم فهو منهم**) (جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے تو وہ انہی میں سے شمار ہوگا۔ت) حقیقۃً صرف اسی صورت سے خاص ہے۔

غمز العیون والبصائر میں ہے: (**اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسنًا فقد کفر حتّٰی قالوا فی رجل قال: ترک الکلام عند اکل الطعام حسن من**

المجوس او ترک المضاجعة عندھم حال الحیض حسن فھو کافر)

(ہمارے مشائخ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کوئی کافروں کے کسی کام کو اچھا سمجھے تو وہ بلاشبہہ کافر ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ انہوں نے فرمایا کہ جو کوئی کھانا کھاتے وقت باتیں نہ کرنے کو اور حالت حیض میں عورت کے پاس نہ لیٹنے کو مجوسیوں اور آتش پرستوں کی اچھی عادت کہے تو وہ کافر ہے۔ت)

دوم: کسی غرض مقبول کی ضرورت سے اسے اختیار کرے۔

وہاں اس وضع کی شناعت اور اس غرض کی ضرورت کا موازنہ ہوگا۔اگر ضرورت غالب ہو تو بقدر ضرورت کا وقت ضرورت یہ تشبہ کفر کیا معنی، ممنوع بھی نہ ہوگا، جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی کہ بعض فتوحات میں منقول رومیوں کے لباس پہن کر، بھیس بدل کر کام فرمایا، اور اس ذریعہ سے کفار اشرار کی بھاری جماعتوں پر باذن اللہ غلبہ پایا۔

اسی طرح سلطان مرحوم صلاح الدین یوسف انار اللہ تعالیٰ برہانہ کے زمانے میں، جب کہ تمام کفار یورپ نے سخت شورش مچائی تھی، دو عالموں نے پادریوں کی وضع بنا کر دورہ کیا اور اس آتش تعصب کو بجھا دیا۔

خلاصہ میں ہے: **(لو شد الزنار علیٰ وسطه ودخل دارالحرب لتخلیص الاساری لا یکفر-ولو دخل لاجل التجارة یکفر-ذکره القاضی الامام ابو جعفر الاستروشنی)**

(اگر کوئی شخص اپنی کمر میں زُنار باندھے، اور قیدیوں کو چھڑانے کے لیے دار حرب میں داخل ہو تو کافر نہیں ہوگا، اور اگر اس مدت میں تجارت کے لیے جائے تو کافر ہو جائے گا۔امام ابو جعفر استروشنی نے اس کو ذکر کیا ہے۔ت)

ملتقط میں ہے: **(اذا شد الزنار او اخذ الغل اولبس قلنسوة المجوس جادا اوھازلا یکفر-الا اذا فعل خدیعة فی الحرب)**

(جب کسی شخص نے زُنار باندھا، یا طوق لیا، یا آتش پرستوں کی ٹوپی پہنی، خواہ سنجیدگی کے ساتھ، یا ہنسی مذاق کے طور پر تو کافر ہوگیا، مگر جنگ میں (دشمن کو مغالطے میں ڈالنے کے لیے) بطور تدبیر اُسکا کرے تو کافر نہ ہوگا۔ت)

منح الروض میں ہے: **(ان اشد المسلم الزنار ودخل دار الحرب للتجارة کفر-ای لانه تلبس بلباس کفر من غیر ضرورة شدیدة، ولا فائده مترتبة- بخلاف من لبسها لتخلیص الاساری علٰی ما تقدم)**

(اگر مسلمان زنار باندھ کر دارالکفر میں کاروبار کے لیے جائے تو کافر ہوجائے گا، اس لیے کہ اس نے بغیر کسی شدید مجبوری کے اور بغیر کسی ترتب فائدہ کے لباس کفر پہنا (جو اس کے لیے روانہ تھا) بخلاف اس شخص کے جس نے قیدیوں کو آزاد کرانے کے لیے لباس کفر (برائے حیلہ) استعمال کیا، جیسا کہ پہلے ذکر ہوا۔ت)

سوم: نہ تو انہیں اچھا جانتا ہے نہ کوئی ضرورت شرعیہ اس پر حامل ہے، بلکہ کسی نفع دنیوی کے لیے، یا یوہیں بطور ہزل واستہزا اس کا مرتکب ہوا تو حرام وممنوع ہونے میں شک نہیں۔

اور اگر وہ وضع ان کفار کا مذہبی دینی شعار ہے جیسے زنّار، قشقہ، چُٹیا، چلیپا، تو علمانے اس صورت میں بھی حکم کفر دیا: کما سمعت آنفا (جیسا کہ تم نے ابھی سنا۔ت)، اور فی الواقع صورت استہزا میں حکم کفر ظاہر ہے: کما لا یخفٰی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ت)

اور لزومی میں بھی حکم ممانعت ہے، جب کہ اکراہ وغیرہ مجبوریاں نہ ہوں، جیسے انگریزی منڈا، انگریزی ٹوپی، جاکٹ، پتلون، اُلٹا پردہ، اگر چہ یہ چیزیں کفار کی مذہبی نہیں، مگر آخر شعار ہیں تو ان سے بچنا واجب اور ارتکاب گناہ، ولہذا علمانے فسّاق کی وضع کے کپڑے، موزے سینے سے ممانعت فرمائی۔

فتاوٰی خانیہ میں ہے: **(الاسکاف او الخیاط اذا استوجر علٰی خیاطة شیء من زی الفساق ویعطی له فی ذٰلک کثیر اجر لایستحب له ان یعمل**

لانہ اعانة علی المعصیة)

(موچی یا درزی فسّاق وفجّار کی وضع کے مطابق معمول سے زیادہ اُجرت پر لباس تیار کرے تو اس کے لیے یہ کام مستحب نہیں، اس لیے کہ یہ گناہ پر امداد و اعانت ہے۔ت)

مگر اس کے تحقق کو اس زمان و مکان میں ان کا شعار خاص ہونا قطعًا ضرور جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں، اور ان میں اور ان کے غیر میں مشترک نہ ہو، ورنہ لزوم کا کیا محل۔ ہاں، وہ بات فی نفسہٖ شرعًا مذموم ہوئی تو اس وجہ سے ممنوع یا مکروہ رہے گی، نہ کہ تشبہ کی راہ سے''۔

(فتاوی رضویہ: جلد 24: ص530-532- جامعہ نظامیہ لاہور)

(فتاویٰ رضویہ جلد نہم: جز اول: ص90-91- رضا اکیڈمی ممبئ)

فصل اول

قومی شعار و مذہبی شعار کی تشریح

شعار اس امر کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعہ کسی جماعت کو دوسری جماعتوں سے امتیاز و تشخص حاصل ہوتا ہے، اور وہ جماعت دوسری جماعتوں سے ممتاز ہو جاتی ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''حدیث میں لفظ تشبہ مذکور ہے، اور اس کے معنی اپنے آپ کو کسی کے مشابہ بنانا تو حقیقۃً یا حکماً قصد مشابہت پایا جانا ضرور ہے۔

مثلاً ایک شخص کوئی فعل خاص اس نیت سے کرے کہ کفار کی سی شکل پیدا ہو، یا اگر چہ وہ یہ ارادہ نہ کرے، مگر وہ فعل شعار کفار اور ان کی علامت خاصہ ہو جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں، جیسے سر پر چوٹیاں، ماتھے پر ٹیکہ، گلے میں جینوا، الٹے پردے کا انگرکھا وعلی ہذا القیاس، تو بے شک ان صورتوں میں ذم و وعید وارد، اور حدیث ''من تشبہ'' اس پر صادق۔

نہ یہ کہ مطلقاً کسی بات میں اشتراک موجب ممانعت ہو۔ یوں تو انگرکھا ہم بھی پہنتے ہیں، ہندو بھی پہنتے ہیں، پھر کیا اس وجہ سے انگرکھا پہننا ہم پر حرام ہو جائے گا اور اگر پردے کا

فرق کفایت کرے تو کیا نلکیوں اور پنی کا نہ ہونا اور اس سہرے کی صورت ان کے سہرے سے جدا ہونا کافی نہ ہوگا۔

اصل بات یہ ہے کہ بر بنائے تشبہ کسی فعل کی ممانعت اسی وقت صحیح ہے کہ جب فاعل کا قصد مشابہت ہو، یا وہ فعل اہل باطل کا شعار وعلامت خاصہ ہو جس کے سبب سے وہ پہچانے جاتے ہوں، یا اگر خود اس فعل کی مذمت شرع مطہر سے ثابت ہو تو برا کہا جائے گا، ورنہ ہرگز نہیں''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد23:ص319-322-جامعہ نظامیہ لاہور)

کفار کے شعار میں بعض مذہبی شعار ہیں اور بعض قومی شعار ہیں۔شعار کے ذریعہ اس جماعت کی پہچان ہو جاتی ہے کہ یہ کون سی جماعت ہے، اور جماعت کے افراد کی پہچان ہو جاتی ہے کہ یہ کس جماعت کا فرد ہے۔ایسے ہی امور کا شمار شعار میں ہوتا ہے۔

بعض لباس، وضع اور رسوم ورواج کا تعلق طرز معاشرت اور قومی سماج سے ہوتا ہے۔ ایسے امور قومی شعار کہلاتے ہیں، جیسے عہد ماضی میں انگریزی ٹوپی صرف انگریز پہنتے تھے ۔ہاتھ جوڑ کر سلام کرنا ہنود کا طریقہ ہے۔کھاتے وقت چپ رہنا مجوسیوں کا طریقہ ہے۔

بعض وضع اور رسوم ورواج کا تعلق مذہب سے ہوتا ہے۔اس کی بنیاد کوئی مذہبی عقیدہ یا مذہبی روایت ہوتی ہے، یا بانیان مذاہب کی یادگار کے طور پر ان امور کو انجام دیا جاتا ہے، جیسے سکھوں کا اپنے ساتھ کرپان رکھنا۔نصاریٰ کا گلے میں صلیب لٹکانا شعار ویادگار ہے۔

نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سولی دی گئی اور ان کی وفات ہوگئی۔یہ صلیب اسی سولی کی یادگار ہے۔یہ عقیدہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

کفار کا مذہبی شعار کفر کو متضمن

کفار کا مذہبی شعار کفر کو متضمن ہوتا ہے، کیوں کہ مذہبی شعار یہ متعین کرتا ہے کہ صاحب شعار یہودی، یا نصرانی یا مجوسی ہے۔یہودی ونصرانی ومجوسی وغیرہ ہونا کفر ہے۔

کفار کا ہر مذہبی شعار ارشاد الٰہی (ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ) (سورہ آل عمران: آیت 85) کی مخالفت کو متضمن ہوتا ہے، کیوں کہ وہ مذہبی شعار مذہب غیر اسلام کو اختیار کرنے کی علامت ہوتا ہے، اور مذہب غیر اسلام کو اختیار کرنا کفر ہے۔

بعض مذہبی شعار میں مذکورہ عیب کے علاوہ دیگر ضروریات دین کی بھی مخالفت ہوتی ہے، مثلاً نصاریٰ کا مذہبی شعار صلیب لٹکانا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سولی دی گئی۔ اس عقیدہ میں آیت قرآنیہ (وما قتلوہ وما صلبوہ) (سورہ نساء: آیت 157) کی صریح مخالفت ہے۔ چوں کہ کفار و مشرکین کا مذہبی شعار، اسلام کی مخالفت یا اسلام کے کسی ضروری دینی کی مخالفت پر مشتمل ہوتا ہے، اس لیے مذہبی شعار کا حکم سخت ہے۔ کفار کے قومی شعار کا حکم بعض صورتوں میں کچھ آسان ہے۔

کفار کے قومی شعار کی متعدد کیفیات

(1) کفار کا بعض قومی شعار اسلامی اصول کے مطابق فی نفسہ جائز ہوتا ہے، مثلاً کورٹ، پتلون پہننے سے ستر پوشی ہوجاتی ہے، پس حکم شرع کی تکمیل ہوگئی، لیکن جس عہد میں یہ نصاریٰ کا خاص لباس تھا، اس وقت ناجائز ہونے کا فتویٰ تھا، کیوں کہ یہ نصاریٰ کا قومی شعار تھا۔ اس کو پہننے سے نصاریٰ سے مشابہت ہوتی تھی، اسی مشابہت کے سبب عدم جواز کا فتویٰ تھا۔

(2) کفار کا بعض قومی شعار اسلامی اصول کے اعتبار سے ناجائز وحرام ہوتا ہے۔

اگر کفار کا قومی شعار فی نفسہ جائز ہو تو تشبہ بالکفار کی وجہ سے اس کو اختیار کرنا حرام و ناجائز ہے۔ اگر وہ فی نفسہ ناجائز وحرام ہو تو تشبہ بالکفار کے سبب شناعت مزید بڑھ جاتی ہے۔

(3) کفار کے قومی شعار کو تحسین کی نیت سے اختیار کرنا کفر ہے، کیوں کہ کافر کے کسی فعل کی تحسین کفر ہے۔ کفار کے قومی شعار کو جب بطور تحسین اختیار نہ کرے، تب حکم کفر نہیں، لیکن شرعی ضرورت کے بغیر اسے اختیار کرنا حرام وناجائز ہے۔

تشبہ بالکفار جس قدر خفیف ہوگا، اسی قدر حکم میں تخفیف ہوگی، مثلاً کورٹ اور پتلون پہننا گرچہ پہلے نصاریٰ کا قومی شعار تھا، لیکن جب دوسری قومیں بھی اسے پہننے لگیں تو حکم میں تخفیف ہوگئی۔ جب انگریزوں کا یہ لباس بالکل عام ہوگیا کہ سب لوگ پہننے لگے تو حکم میں مزید تخفیف ہوگئی۔

فتاویٰ رضویہ کے منقولہ بالا اقتباس کی روشنی میں کفار کے مذہبی شعار وقومی شعار کے احکام کی تفصیل وتفہیم مندرجہ ذیل ہے۔حسب ضرورت دیگر عبارتیں بھی درج کی گئی ہیں۔

فصل دوم

کفار کے قومی شعار کے احکام

کفار کے قومی شعار کو اختیار کرنے کی پانچ صورتیں ہیں۔

پانچ صورتوں میں تشبہ التزامی کی تین صورتیں ہیں۔

(1) تشبہ التزامی کی پہلی صورت یہ ہے کہ کفار کے قومی شعار کو تحسین کی نیت سے اختیار کرے۔ یہ کفر ہے۔کافر کے کسی شعار کو اچھا سمجھنا کفر ہے،خواہ اسے اختیار کرے، یا نہ کرے۔

(2) تشبہ التزامی کی دوسری صورت یہ ہے کہ کسی شرعی ضرورت وحاجت کے سبب کفار کے قومی شعار کو اختیار کرے۔اس صورت میں ضرورت اور اس شعار کی شناعت کا موازنہ ہوگا۔اگر ضرورت غالب ہوتو جواز کا حکم ہوگا۔

(3) تشبہ التزامی کی تیسری صورت یہ ہے کہ نہ اسے اچھا سمجھے، نہ کوئی دینی ضرورت وحاجت ہو، بلکہ دنیاوی نفع یا ہزل واستہزا ولہو ولعب کے طور پر کفار کے قومی شعار کو اختیار کرے تو یہ ناجائز وحرام ہے۔

(4) تشبہ التزامی نہ ہو، بلکہ لزومی ہو،یعنی شعار کفار سمجھ کر اسے اختیار نہ کرے تو بھی ناجائز وممنوع ہے، کیوں کہ کفار سے مشابہت پائی گئی۔یہی مشابہت ممنوع ہے۔

(5) اگر جبر واکراہ کے سبب کفار کے قومی شعار کو اختیار کیا تو گناہ نہیں ۔ جبر واکراہ سے وہ جبر واکراہ مراد ہے جو شرعاً معتبر ہے ۔ جو اکراہ شرعاً معتبر نہیں، اس کا اعتبار نہیں ۔

کفار کے قومی شعار کو (۱) اچھا سمجھ کر اختیا کیا تو کفر (۲) بوجہ ضرورت اختیار کیا اور ضرورت غالب ہو تو جائز (۳) نفع دنیوی یا ہزل واستہزا کے طور پر اختیار کیا تو حرام (۴) تشبہ لزومی میں بھی عدم جواز کا حکم ہے (۵) جبر واکراہ کے سبب اختیار کیا تو گناہ نہیں ۔

کفار کے قومی شعار کی مذکورہ بالا پانچ صورتوں میں سے ایک صورت کفر کی ہے ۔ ایک صورت جواز کی ہے ۔ دو صورتیں عدم جواز کی ہیں ۔ جبر واکراہ کی صورت معاف ہے ۔

قومی شعار میں جواز ورخصت کی صورتیں

(1) اگر کفار کے قومی شعار کو کسی دینی ضرورت وحاجت کے سبب اختیار کیا تو دینی ضرورت وحاجت اور اس قومی شعار کی شناعت کا موازنہ ہوگا ۔ اگر ضرورت وحاجت غالب ہو تو جواز کا حکم ہوگا ۔ اگر ضرورت غالب نہ ہو، مثلاً اس کو اختیار کیے بغیر بھی مطلوب ومقصود آسانی کے ساتھ حاصل ہوسکتا ہے تو اسے اختیار کرنا جائز نہیں ۔

سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمۃ والرضوان کے عہد میں نصرانی پادری جھوٹی باتیں بتا کر نصاریٰ کو مسلمانوں کے خلاف ورغلاتے ، انہیں جنگ کے لیے آمادہ کرتے ، پس دو مسلمان عالموں نے پادریوں کا لباس پہن کر عیسائی علاقوں کا دورہ فرمایا ، تاکہ پادریوں کے پھیلائے ہوئے فتنوں کو دبائیں ۔ اگر دو عیسائیوں کو ہی اچھی اجرت دے کر پادری بنادیا جاتا تو بھی یہ فائدہ حاصل ہوسکتا تھا، لیکن ساتھ ہی یہ بھی خطرہ تھا کہ وہ دونوں عیسائی اپنی قوم سے مل کر اندرونی طور پر مسلمانوں کے خلاف سازش کردیں ۔ ایسی صورت میں مسلمانوں کا جانی ومالی نقصان ہوتا ، اور راز بھی فاش ہوجاتا ، پس ضرورت غالب ہوئی ، اور دو عالموں نے پادریوں کا لباس پہن کر یورپ کا دورہ کیا اور نصاریٰ کی سازش کو توڑ دیا ۔

(2) اگر جبر واکراہ کے سبب کفار کے مذہبی شعار کو اختیار کیا تو گناہ نہیں۔ جبر واکراہ سے وہ جبر واکراہ مراد ہے جو شرعاً معتبر ہے۔ جو اکراہ شرعاً معتبر نہیں، اس کا اعتبار نہیں۔

قومی شعار میں لزومی تشبہ کی مثال

(1) برصغیر کے بعض مسلمان نومولود بچے کے سر پر چوٹی چھوڑ دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ بڑے پیر صاحب کی چوٹی ہے، اور ایسی ہی مدار پیر صاحب کے نام کی چوٹی چھوڑتے ہیں، پھر مدت معہود کے بعد پیر صاحب کی منت دے کر نہایت ادب کے ساتھ اپنی رسمیں پوری کرتے ہیں اور بچے کے بال منڈواتے ہیں۔ ہنود بھی اپنے بتوں کے نام پر بچوں کے سر پر چوٹی چھوڑتے ہیں، لہٰذا اس رسم میں لزومی طور پر غیر مسلموں سے مشابہت ثابت ہوگئی، نیز یہ رسم قرآن وحدیث سے ثابت بھی نہیں۔ اس کا حکم مندرجہ ذیل ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا: ''لڑکوں کے سر پر چوٹی رکھنی ناجائز، اور فعل مذکور رسوم ملعونہ کفار سے تشبہ ہے، جس سے احتراز لازم''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلدنہم: جزاول: ص54-رضا اکیڈمی ممبئی)

(2) بچوں کے سر پر کسی بزرگ کے نام کی چوٹی رکھنا غلط حرام وناجائز ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ نے رقم فرمایا: ''مرد کے سر پر چوٹی رکھنا ویسے ہی حرام ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (لَعَنَ اللّٰہُ الْمُشَبِّھَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ-وَالْمُشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ) -رواہ الائمۃ احمد والبخاری وابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما- وفیہ احادیث کثیرۃ بالغۃ حد التواتر۔

خصوصاً کسی کے نام کی چوٹی کہ رسوم کفار ہنود سے ہے۔ یونہی ڈوری، بدھی، کلاوہ بھی محض جہالت وبے اصل ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ: جلدنہم: جزاول: ص211-ممبئی)

(3) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''اور اگر وہ مقصود جو بعض جاہل

عورتوں میں دستور ہے کہ بچے کے سر پر بعض اولیائے کرام کے نام کی چوٹی رکھتی ہیں،اور اس کی کچھ میعاد مقرر کرتی ہیں۔اس میعاد تک کتنے ہی بار بچے کا سر منڈے، وہ چوٹی برقرار رکھتی ہیں، پھر میعاد گزار کر مزار پر لے جا کر وہ بال اتارتی ہیں تو یہ ضرور محض بے اصل اور بدعت ہے: واللہ تعالیٰ اعلم‘‘۔(فتاویٰ افریقہ:ص68)

بعض مسلمان بھی اپنے چھوٹے بچوں کے سر پر لڑکیوں کی طرح چوٹی رکھتے ہیں، جیسے ہنود اپنے بچوں کے سر پر چوٹی رکھتے ہیں۔ہنود اپنے بتوں کے نام پر رکھتے ہیں اور مسلمان اولیائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے نام پر رکھتے ہیں، پھر خاص موقع پر اسے کٹواتے ہیں۔عورتوں کو بال بڑے رکھنے کا حکم ہے۔مردوں کو عورتوں کی مشابہت ناجائز ہے، نیز اس فعل میں کفار کی ایک رسم سے بھی مشابہت ہے،اس لیے مزید شناعت بڑھ گئی، گر چہ یہاں کفار سے مشابہت مقصود نہیں،لیکن لزومی تشبہ موجود ہے،لہٰذا یہ حرام ہے۔

فصل سوم

کفار کے مذہبی شعار کے احکام

کفار کے مذہبی شعار کو اختیار کرنے کی پانچ صورتیں ہیں۔

ان پانچ صورتوں میں تشبہ التزامی کی تین صورتیں ہیں۔

(1-2) مذہبی شعار میں تشبہ التزامی کی پہلی صورت اور تیسری صورت کفر ہے۔

(الف) تشبہ التزامی کی پہلی صورت یہ ہے کہ کفار کے مذہبی شعار کو تحسین کی نیت سے اختیار کرے۔یہ کفر ہے۔کافر کے کسی خاص فعل کو اچھا سمجھنا کفر ہے،خواہ اسے اختیار کرے، یا اختیار نہ کرے۔

(ب) تشبہ التزامی کی تیسری صورت یہ ہے کہ نہ اسے اچھا سمجھے، نہ کوئی دینی ضرورت وحاجت ہو، بلکہ دنیاوی نفع یا ہزل واستہزا ولہو ولعب کے طور پر کفار کے مذہبی شعار

کو اختیار کرے تو یہ بھی کفر ہے۔قومی شعار کی تیسری صورت حرام ہے، پس تشبہ التزامی کی صورت سوم میں قومی شعار اور مذہبی شعار کے حکم میں فرق ہے۔

امام اہل سنت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا: ''سوم: نہ تو انہیں اچھا جانتا ہے، نہ کوئی ضرورت شرعیہ اس پر حامل ہے، بلکہ کسی نفع دنیوی کے لیے، یا یوہیں بطور ہزل واستہزا اس کا مرتکب ہوا تو حرام وممنوع ہونے میں شک نہیں۔

اور اگر وہ وضع ان کفار کا مذہبی دینی شعار ہے جیسے زنّار،قشقہ،چٹیا، چلیپا،تو علما نے اس صورت میں بھی حکم کفر دیا کما سمعت انفا (جیسا کہ تم نے ابھی سنا۔ت) اور فی الواقع صورت استہزا میں حکم کفر ظاہر ہے: کمالا یخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ت)''۔

(فتاوی رضویہ: جلد24:ص532-جامعہ نظامیہ لاہور)

(فتاویٰ رضویہ جلد نہم:جز اول:ص91-رضا اکیڈمی ممبئی)

(3) تشبہ التزامی کی دوسری صورت یہ ہے کہ کسی شرعی ضرورت وحاجت کے سبب کفار کے قومی شعار اور مذہبی شعار کو اختیار کرے۔اس صورت میں ضرورت اور اس شعار کی شناعت کا موازنہ ہوگا۔اگر ضرورت غالب ہو تو جواز کا حکم ہوگا۔

(4) تشبہ التزامی نہ ہو، بلکہ لزومی ہو،یعنی شعار کفار سمجھ کر اسے اختیار نہ کرے تو بھی ناجائز وممنوع ہے، کیوں کہ کفار سے مشابہت پائی گئی۔یہی مشابہت ممنوع ہے۔

(5) اگر جبر واکراہ کے سبب کفار کے مذہبی شعار کو اختیار کیا تو گناہ نہیں۔جبر واکراہ سے وہ جبر واکراہ مراد ہے جو شرعاً معتبر ہے۔جو اکراہ شرعاً معتبر نہیں،اس کا اعتبار نہیں۔

کفار کے مذہبی شعار کو (۱) اچھا سمجھ کر اختیا کیا تو کفر (۲) بوجہ ضرورت اختیار کیا اور ضرورت غالب ہو تو جائز (۳) نفع دنیوی یا ہزل واستہزا کے طور پر اختیار کیا تو کفر (۴) تشبہ لزومی میں بھی عدم جواز کا حکم ہے (۵) جبر واکراہ کے سبب اختیار کیا تو گناہ نہیں۔

کفار کے مذہبی شعار کی مذکورہ پانچ صورتوں میں سے دوصورت کفر کی ہے۔ایک

صورت جواز کی ہے۔ایک صورت عدم جواز کی ہے۔جبر واکراہ کی صورت معاف ہے۔

مذہبی شعار میں جواز ورخصت کی صورتیں

(1)اگر کفار کے مذہبی شعار کو کسی دینی ضرورت وحاجت کے سبب اختیار کیا تو دینی ضرورت وحاجت اور اس شعار مذہبی کی شناعت کا موازنہ ہوگا۔اگر ضرورت وحاجت غالب ہوتو جواز کا حکم ہوگا۔

(2)اگر جبر واکراہ کے سبب کفار کے مذہبی شعار کو اختیار کیا تو گناہ نہیں ۔جبر واکراہ سے وہ جبر واکراہ مراد ہے جو شرعاً معتبر ہے۔جو اکراہ شرعاً معتبر نہیں،اس کا اعتبار نہیں۔

مذہبی شعار میں لزومی تشبہ کی مثال

صلیب پہننا نصاریٰ کا مذہبی شعار ہے۔کسی مسلمان کو یہ معلوم نہیں تھا۔اس نے اسے تعویذ سمجھ کر گلے میں پہن لیا تو یہ ناجائز وحرام ہے۔

برصغیر کے علاوہ دیگر اقطار عالم میں جس مسلمان کو معلوم نہیں کہ قشقہ لگانا شعار ہنود ہے۔اس نے ماتھے پر رنگ لگایا جو قشقہ کے مشابہ ہے تو یہ تشبہ لزومی اور ناجائز ہے۔

فصل چہارم

مذہبی شعار اور قومی شعار کے حکم میں فرق

تشبہ التزامی کی تیسری صورت میں قومی شعار اور مذہبی شعار کے حکم میں فرق ہے۔

اگر کفار کے قومی شعار کو دنیاوی نفع یا ہزل واستہزا کے طور پر اختیار کیا تو یہ حرام ہے۔

اگر کفار کے مذہبی شعار کو دنیاوی نفع یا ہزل واستہزا کے طور پر اختیار کیا تو یہ کفر ہے۔

امام اہل سنت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا:"سوم: نہ تو انہیں اچھا جانتا ہے، نہ کوئی ضرورت شرعیہ اس پر حامل ہے، بلکہ کسی نفع دنیوی کے لیے، یا

یوہیں بطور ہزل واستہزااس کا مرتکب ہوا تو حرام وممنوع ہونے میں شک نہیں۔

اور اگر وہ وضع ان کفار کا مذہبی دینی شعار ہے جیسے زنار،قشقہ،چُٹیا، چلیپا،تو علمانے اس صورت میں بھی حکم کفر دیا کما سمعت انفا (جیسا کہ تم نے ابھی سنا۔ت) اور فی الواقع صورت استہزا میں حکم کفر ظاہر ہے: کما لا یخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ت)''۔

(فتاوی رضویہ: جلد 24:ص 532- جامعہ نظامیہ لاہور)

(فتاویٰ رضویہ جلد نہم: جز اول:ص 91- رضا اکیڈمی ممبئی)

کب شعار کا حکم نافذ نہیں ہوگا؟

کسی قوم کے خاص مذہبی شعار کو دیگر قومیں اختیار نہیں کرتی ہیں،لیکن کسی جماعت کے قومی شعار کو کبھی دیگر قومیں بھی اختیار کر لیتی ہیں، کیوں کہ قومی شعار کا تعلق مذہب سے نہیں ہوتا، بلکہ رہن سہن ،لباس ووضع ،رسوم ورواج ،طرز معاشرت اور قومی سماج سے ہوتا ہے۔ جب کسی کافر قوم کا قومی شعار اس کے ساتھ خاص نہ رہے، بلکہ عام ہو جائے۔جس قوم کا وہ قومی شعار تھا،اس کے علاوہ دیگر قومیں بھی اسے اختیار کر لیں تو شعار کا حکم مرتفع ہو جاتا ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''مگراس کے تحقق کو اس زمان ومکان میں ان کا شعار خاص ہونا قطعاً ضرور جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں ،اوران میں اوران کے غیر میں مشترک نہ ہو، ورنہ لزوم کا کیا محل۔ ہاں، وہ بات فی نفسہ شرعًا مذموم ہوئی تو اس وجہ سے ممنوع یا مکروہ رہے گی ،نہ کہ تشبہ کی راہ سے۔

امام قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں دربارہ طیلسان کہ پوشش یہود تھی ،فرماتے ہیں:

(اما ما ذکرہ ابن القیم من قصة الیھود فقال الحافظ ابن حجر: انما یصح الاستدلال بہ فی الوقت الذی تکون الطیالسة من شعارھم-وقد ارتفع ذٰلک فی ھذہ الازمنة فصار داخلا فی عموم المباح-وقد ذکرہ ابن

عبد السلام رحمه اللّٰه تعالٰی فی امثلة البدعة المباحة)

(رہا یہ کہ جو کچھ ابن قیم نے یہودیوں کا واقعہ بیان کیا ہے تو اس بارے میں حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ یہ استدلال اس وقت درست تھا، جب کہ مذکورہ چادر اُن کا (مذہبی) شعار ہوا کرتی تھی، لیکن اس دور میں یہ چیز ختم ہو رہی ہے، لہٰذا اب یہ عموم مباح میں داخل ہے، چناں چہ علامہ ابن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بدعت مباح کی مثالوں میں ذکر فرمایا ہے۔ت)

امام اجل فقیہ النفس فخر الملۃ والدین قاضی خاں، پھر امام محمد محمد محمد ابن الحاج حلبی حلیہ شرح منیہ فصل مکروہات الصلوٰۃ، پھر علامہ زین بن نجیم مصری بحر الرائق، پھر علامہ محمد بن علی دمشقی درمختار میں فرماتے ہیں:

(التشبه باهل الکتاب لا یکره فی کل شیء–فانا ناکل ونشرب کما یفعلون–ان الحرام التشبه بهم فیما کان مذمومًا اوفیما یقصد به التشبه)

(ہر چیز میں اہل کتاب سے مشابہت مکروہ نہیں جیسے کھانے پینے وغیرہ کے طور طریقے میں کوئی کراہت نہیں۔ان سے تشبہ ان کاموں میں حرام ہے جو مذموم یعنی برے ہیں، یا جن میں مشابہت کا ارادہ کیا جائے۔ت)

(فتاویٰ رضویہ: جلد 24:ص 531-532- جامعہ نظامیہ لاہور)

(فتاویٰ رضویہ: جلد نہم:حز اول:ص 91- رضا اکیڈمی ممبئی)

منقولہ بالا فتویٰ سے مندرجہ ذیل مسائل ثابت وواضح ہوئے:

(1) جب کوئی امر فی نفسہ جائز ہو، لیکن وہ کسی کافر قوم کا قومی شعار بن جائے، اسی قوم کے ساتھ خاص ہو جائے، تب اس کو اختیار کرنا حرام و ناجائز ہے۔

(2) جب وہ شعار نہ رہے، تب اس کو اختیار کرنا جائز ہے۔

(3) اگر وہ امر فی نفسہ ناجائز ہے تو کسی قوم کا شعار ہو، یا نہ ہو۔اس کو اختیار کرنا ناجائز ہی ہوگا۔کفار کے قومی شعار ہونے کے سبب مزید شناعت وقباحت بڑھ جائے گی۔

فصل پنجم

تشبہ بالکفار کب ثابت ہوگا؟

فتاویٰ رضویہ کے درج ذیل جواب میں تشبہ کے ثبوت کی عمدہ وضاحت مرقوم ہے۔

مسئلہ: پھولوں کا سہرا جس میں نلکیاں اور پنی وغیرہ نہ ہو، جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب: پھولوں کا سہرا جیسا سوال میں مذکور، رسوم دنیویہ سے ایک رسم ہے جس کی ممانعت شرع مطہر سے ثابت نہیں، نہ شرع میں اس کے کرنے کا حکم آیا ہے تو مثل اور تمام عادات ورسوم مباحہ کے مباح رہے گا۔ شرع شریف کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس چیز کو خدا ورسول اچھا بتائیں وہ اچھی ہے، اور جسے برا فرمائیں وہ بری ہے، اور جس سے سکوت فرمائیں یعنی شرع سے نہ اس کی خوبی نکلے، نہ برائی، وہ اباحت اصلیہ پر رہتی ہے کہ اس کے فعل وترک میں ثواب نہ عقاب، یہ قاعدہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ اکثر جگہ کام آئے گا۔

آج کل مخالفین اہل سنت نے یہ روش اختیار کر لی ہے، جس چیز کو چاہا، شرک، حرام، بدعت، ضلالت کہنا شروع کر دیا، اگرچہ وہ فعل صحابہ کرام یا تابعین عظام یا ائمہ اعلام سے ثابت ہو۔ اگرچہ وہ فعل اس نیک بات کے عموم واطلاق میں داخل ہو جس کی خوبیاں صریح قرآن مجید وحدیث شریف میں مذکور ہیں، پھر سہرے وغیرہ رسمی باتوں کی تو کیا حقیقت ہے۔

اور اس پر طرہ یہ ہوتا ہے کہ اہل سنت سے پوچھتے ہیں۔ تم جو ان چیزوں کو جائز بتاتے ہو، قرآن وحدیث میں کہاں جائز لکھا ہے، حالاں کہ ان کو اپنی خوش فہمی سے اتنی خبر نہیں کہ جائز کہنے والا دلیل خاص کا محتاج نہیں۔ جو ناجائز کہے، وہ قرآن حدیث میں دکھائے کہ ان افعال کو کہاں ناجائز کہا ہے۔

کیا اہل سنت پر لازم ہے کہ وہ جس چیز کو جائز ومباح بتائیں، اس کی خاص صورت کا حکم صریح قرآن مجید واحادیث شریف میں دکھائیں اور تم پر کچھ ضرور نہیں کہ جس چیز کو حرام

بدعت گمراہی کہو، خاص اس کی نسبت ان حکموں کی تصریح کتاب وسنت میں دکھادو۔ ان امور کی قدرے تفصیل مسئلہ قیام میں فقیر نے ذکر کی اور تحقیق کامل تصانیف علمائے اہل سنت میں ہے۔ شکر اللہ تعالیٰ مساعیہم الجمیلہ۔

جب یہ قاعدہ شرعیہ معلوم ہولیا تو سہرے کا حکم خود ہی کھل گیا۔ اب جو ناجائز، حرام، بدعت، ضلالت بتائے، وہ خود قرآن مجید وحدیث شریف سے ثابت کر دکھائے، ورنہ جان برادر! شرع تمھاری زبان کا نام نہیں کہ جسے چاہو، بے دلیل حرام وممنوع کہہ دو، اور سفہائے مخالفین جو اس قسم کے مسائل میں حدیث: (**من احدث فی امرنا**) وغیرہ پیش کرتے ہیں محض بے محل واغوائے جہال کہ اس قدر تو طائفہ اسماعیلہ کو بھی مسلم کہ بدعت ضلالت وہی ہے جو بات دین میں نئی پیدا ہو، اور دنیوی رسوم وعادت پر حکم بدعت نہیں ہوسکتا، مثلاً انگرکھا پہننا، پلاؤ کھانا یا دولھا کو جامہ پہنانا، دلہن کو پالکی میں بٹھانا، اسی طرح سہرا کہ اسے بھی کوئی دینی بات سمجھ کر نہیں کرتا، نہ بغرض ثواب کیا جاتا ہے، بلکہ سب ایک رسم ہی جان کر کرتے ہیں۔

ہاں، اگر کوئی جاہل اجہل ایسا ہو کہ اسے دینی بات جانے تو اس کی اس بیہودہ سمجھ پر اعتراض صحیح ہے۔ اسی طرح سہرے کے باب میں حدیث (**من تشبہ بقوم فھو منھم**) (جو کسی قسم کی مشابہت اختیار کرے، وہ انہی میں سے ہوجائے گا۔ت) پیش کرنا اور یہ کہنا کہ ہندو بھی سہرا باندھتے ہیں تو ان سے مشابہت نکلے گی محض غلط کہ حدیث میں لفظ تشبہ مذکور ہے اور اس کے معنی اپنے آپ کو کسی کے مشابہ بنانا تو حقیقۃً یا حکماً قصد مشابہت پایا جانا ضرور ہے۔

مثلاً ایک شخص کوئی فعل خاص اس نیت سے کرے کہ کفار کی سی شکل پیدا ہو، یا اگرچہ وہ یہ ارادہ نہ کرے، مگر وہ فعل شعار کفار اور ان کی علامت خاصہ ہو جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں، جیسے سر پر چوٹیاں، ماتھے پر ٹیکہ، گلے میں جینوا، الٹے پردے کا انگرکھا وعلیٰ ہذا القیاس، تو بے شک ان صورتوں میں ذم ووعید وارد، اور حدیث ''من تشبہ'' اس پر صادق۔

نہ یہ کہ مطلقاً کسی بات میں اشتراک موجب ممانعت ہو۔ یوں تو انگرکھا ہم بھی پہنتے

ہیں، ہندو بھی پہنتے ہیں، پھر کیا اس وجہ سے انگرکھا پہننا ہم پر حرام ہو جائے گا اور اگر پردے کا فرق کفایت کرے تو کیا نلکیوں اور پنی کا نہ ہونا اور اس سہرے کی صورت ان کے سہرے سے جدا ہونا کافی نہ ہوگا۔

اصل بات یہ ہے کہ بر بنائے تشبہ کسی فعل کی ممانعت اسی وقت صحیح ہے کہ جب فاعل کا قصد مشابہت ہو، یا وہ فعل اہل باطل کا شعار وعلامت خاصہ ہو جس کے سبب سے وہ پہچانے جاتے ہوں، یا اگر خود اس فعل کی مذمت شرع مطہر سے ثابت ہو تو برا کہا جائے گا، ورنہ ہرگز نہیں اور سہرا ان سب باتوں سے پاک ہے۔ یہ قاعدہ بھی ضرور یاد رکھنے کا ہے جس سے مخالفین کے اکثر اوہام کا علاج ہوتا ہے۔

درمختار میں بحرالرائق سے منقول: **(التشبه بهم لا يكره في كل شيء بل في المذموم وفيما يقصد به التشبه)**۔ اہل کتاب سے تشبہ ہر چیز میں مکروہ نہیں، بلکہ بری بات میں اور وہاں کہ ان سے مشابہت کا قصد کیا جائے۔

مولانا علی قاری شرح فقہ اکبر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں:

(انا ممنوعون عن التشبيه بالكفرة واهل البدعة في شعارهم، لا منهيون عن كل بدعة ولو كانت مباحة سواء كانت من افعال اهل السنة او من افعال الكفرة واهل البدعة فالمدار على الشعار)

ہم کو یہ منع ہے کہ کفار واہل بدعت کے شعار میں تشبہ کریں، نہ یہ کہ ہر بدعت منع ہو، اگرچہ مباح ہو۔ اب چاہے وہ اہل سنت کے افعال سے ہو، یا کفار ومبتدعین کے فعلوں سے تو مدار کار شعار پر ہے۔

بالجملہ خلاصہ یہ ہے کہ سہرا نہ شرعاً منع، نہ شرعاً ضروری یا مستحب، بلکہ ایک دنیوی رسم ہے۔ کی تو کیا، نہ کی تو کیا۔ اس کے سوا جو کوئی اسے حرام گناہ بدعت ضلالت بتائے، وہ سخت جھوٹا، بر سر باطل اور جو اسے ضروری لازم اور ترک کو شرعاً موجب تشنیع جانے، وہ نرا جاہل۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

(فتاویٰ رضویہ: جلد 23:ص 319-322- جامعہ نظامیہ لاہور)

ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کے متبعین یعنی وہابی، دیوبندی، مودودی وغیرہم بہت سے معمولات اہل سنت پر تشبہ بالکفار کا الزام عائد کر کے اسے ناجائز وبدعت قرار دیتے ہیں۔منقولہ بالافتویٰ سے بدمذہبوں کے الزامات کا بے بنیاد ہونا بالکل روشن وواضح ہو گیا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

فصل ششم

کرسمس ڈے پر تحفہ دینے کا حکم

سوال ہوا کہ بڑے دن یعنی کرسمس ڈے کے موقع پر نصاریٰ کو تحفہ دینا کیسا ہے؟

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے جواب میں رقم فرمایا: ''بڑے دن کا حکم پارٹی کے جگری بھائیوں کی ہولی دوالی سے خفیف تر ہے اور ماتھوں پر ہندوؤں سے قشقے لگوانا سب سے سخت تر۔اگر ثابت ہو کہ یہ دن ولادت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے تو بے شک شرع میں ہر نبی کا روز ولادت صاحب عظمت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وجوہ فضیلت روز جمعہ سے پہلی وجہ یہی ارشاد فرمائی کہ اس میں تخلیق سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوئی۔

صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:(**خیر یوم طلعت علیه الشمس یوم الجمعة فیه خلق اٰدم:الحدیث**)

(سب سے بہتر دن کہ جس پر سورج طلوع ہوا ہو روز جمعہ ہے۔اسی میں حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پیدا کئے گئے۔الحدیث۔ت)

ابن ماجہ نے ابولبابہ ابن عبدالمنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: **(ان یوم الجمعة سید الایام واعظمها عند اللّٰه تعالٰی فیه خمس خصال خلق اللّٰه فیه اٰدم)**

یقیناً روز جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سب سے عظیم تر ہے۔ اس میں پانچ خصلتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا فرمایا۔ت)

اگر کوئی اس نکتے سے غافل ہو کر، جس سے آج بڑے بڑے لیڈر بننے والے اور تمام عوام غافل ہیں کہ شرع مطہر میں تاریخ قمری معتبر ہے نہ کہ شمسی، علما نے فرمایا اپنے معاملات میں بھی مسلمانوں کو اس کے اعتبار کی اجازت نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ: **(ان عدة الشهور عند اللّٰه اثنا عشر شهرا فی کتاب اللّٰه یوم خلق السمٰوٰت والارض منها اربعة حرم ذٰلک الدین القیم)**

(اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یقیناً مہینوں کا شمار اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں نوشتہ الٰہی میں، جب سے اس نے آسمان اور زمین پیدا فرمائے، ان میں چار عزت وحرمت رکھتے ہیں اور یہی ٹھیک دین ہے۔ت)

اسے روز ولادت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام جان کر بہ نیت تعظیم نبوت، نہ کہ بہ نیت تشبہ نصاریٰ تعظیم کرے، وہ ہرگز ہولی دوالی کی تعظیم مثل نہیں ہوسکتا کہ وہ اسی غفلت نکتہ کے باعث غلطی ہوئی اور یہ کفر ہے۔ تنویر الابصار میں ہے: **(الاعطاء باسم النیروز والمهرجان لایجوز وان قصد تعظیمه یکفر)**. (نیروز اور مہرجان کے نام پر کچھ دینا جائز نہیں۔ اگر ان کی تعظیم کا ارادہ کرے تو کافر ہوجائے گا۔ت)

پھر ڈالی والوں کی نیت بوجہ سلطنت خوشامد ہوتی ہے جس میں کسی نہ کسی وجہ پر عوام کو ابتلا ہے اور خود لیڈر بننے والوں کو اب تک یا آج سے پہلے کل تک تھا، بلکہ غنا کے سبب خوشامد مسلمان امرا کے ساتھ کب روا ہے: **(من تواضع لغنی لاجل غناه ذهب ثلث دینه)** (جس نے کسی مالدار کی اس کے سرمایہ دار ہونے کی وجہ سے عزت وتواضع کی اس کا دو

حصے دین ضائع ہوگیا۔ت)

اس سے بچتے ہیں تو وہی بچتے ہیں جن کو اللہ عزوجل نے نعمت زہد وقناعت ومجانبت امراعطافرمائی ہے: وقلیل ماھم (اور وہ بچنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ت)

یوں بھی تحائف ہولی ودیوالی ناجائز تر ہیں کہ بلاوجہ کفار کی طرف میل ہیں خصوصاً جب اس اتحاد ملعون کے سبب ہوں جس کی آگ نے آج مشتعل ہوکران لوگوں کا دین یکسر پھونک دیا''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد 21:ص264-265-جامعہ نظامیہ لاہور)

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوم ولادت منانا جائز ہے، جب کہ نصاریٰ سے تشبہ نہ کرے، جیسے یوم عاشورا کے روزہ میں یہود سے تشبہ دور کرنے کے واسطے دو دن کا روزہ رکھنے کا حکم ہوا۔ ہولی ودیوالی منانا حرام ہے ،اگر اچھا سمجھ کر منائے تو کفر ہے۔اگر یوم ولادت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام (کرسمس ڈے) کے موقع پر خوشامد کی نیت سے نصرانی حکام کو تحفہ دے تو یہ کفر نہیں، جب کہ ہولی ودیوالی کی تعظیم کے قصد سے ہنود کو تحفہ دینا کفر ہے۔

ہولی ودیوالی کی تعظیم کفر

(1) امام اہل سنت نے رقم فرمایا:''فتاویٰ امام طاہر بخاری وبحرالرائق وتنویرالابصار ودرمختار وعالمگیری وغیرہا میں ہے۔واللفظ للاول:(یہ پہلی کتاب کے الفاظ ہیں۔ت)

(من اهدى بيضة الى المجوس يوم النوروز كفر)

(جس نے نوروز کے دن کسی مجوسی کو انڈہ بھی تحفہ دیا تو یہ کفر ہے۔ت)

شرح فقہ اکبر میں ہے:**(اى لانه اعانه علىٰ كفره واغوائه او تشبه بهم فى اهدائه)** (کیوں کہ یہ کفر واغوا پر مدد ہے، یا ان کے ساتھ ہدایا میں مشابہت ہے۔ت)

(فتاویٰ رضویہ: جلد چہاردہم:ص678-جامعہ نظامیہ لاہور)

(2) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''تنویرالابصار ودرمختار میں ہے:

(الاعطاء باسم النیروز والمھرجان(بان یقال:ھدیة ھذا الیوم:ش) لایجوز ای الھدایا باسم ھٰذین الیومین حرام-وان قصد تعظیمه کما یعظمه المشرکون یکفر) (نیروز اور مہرجان کے نام پر عطیہ (بایں طور کہ کہا جائے، یہ اس دن کا ہدیہ ہے:ش) جائز نہیں یعنی ان دونوں ایام کے ناموں پر ہدایا دینا لینا حرام اور اگر مشرکین کی طرح ان کی تعظیم بھی کرے گا تو کفر ہوگا،ت)

بحرالرائق وعالمگیری ومجمع الانہروجامع الفصولین میں ہے: **(یکفر بخروجه الٰی نیروز المجوس والموافقة معھم فیما یفعلون فی ذٰلک الیوم-وبشرائه یوم النیروز شیئًا لم یکن یشتریه قبل ذٰلک تعظیمًا للنیروز لاللاکل والشرب -وباھدائه ذٰلک الیوم للمشرکین ولو بیضة تعظیمًا لذلک الیوم)**

(مجوسیوں کے ساتھ نیروز میں اس طرح نکلنا کہ اس دن وہ جو کریں گے، یہ ان کی موافقت کرے تو یہ کفر ہے، اسی طرح نیروز کے دن کی تعظیم کرتے ہوئے کوئی چیز خریدی، نہ کہ کھانے پینے کے لیے جب کہ وہ چیز اس سے پہلے نہیں خریدی تھی اوراس دن مشرکین کو ہدیہ دینے سے، اگر چہ وہ انڈہ ہی کیوں نہ ہو تو کفر ہوگا۔ت)

جامع الفصولین ومنح الروض الازہر میں ہے: (قال ابوبکر بن طرخان من خرج الی السدة (قال القاری ای مجمع اھل الکفر) کفر اذ فیہ اعلان الکفر وکانہ اعان علیہ وعلی قیاس السدة الخروج الی النیروز والموافقة معھم فیما یفعلونہ فی ذٰلک الیوم کفر) (شیخ ابوبکر بن طرخاں کہتے ہیں: جو سدہ کی طرف نکلا (ملاعلی قاری نے اس کا معنی اہل کفر کا اجتماع کیا ہے) تو وہ کافر ہوجائے گا، کیوں کہ اس میں کفر کا اعلان ہے گویا اس نے کفر پر مدد کی، اس پر قیاس ہے، نیروز میں نکلنا اوراس دن کے موافق عمل کرنا کہ یہ بھی کفر ہے۔ت)

(فتاویٰ رضویہ: جلد چہاردہم:ص673-جامعہ نظامیہ لاہور)

وماتوفیقی الاباللہ العلی العظیم::والصلوٰة والسلام علیٰ حبیبہ الکریم::وآلہ العظیم

باب یازدہم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

عبادت کفار اور معبودان باطل کی تعظیم وتوقیر

شعار کا اطلاق کفار کی مذہبی عبادتوں پر بھی ہوتا ہے، بلکہ جو امور ایمان کے منافی ہیں، ان کو بھی شعار کفر یا شعار کفار کہہ دیا جاتا ہے۔تصدیق کے منافی امور علامت کفر یا فی نفسہ کفر ہوتے ہیں۔معبودان باطل کی عبادتیں صریح کفر ہیں، کیوں کہ غیر اللہ کی عبادت کفر ہے۔

عبادت کفار اور علامت کفر پر شعار کفار کے احکام نافذ نہیں ہوتے، گرچہ ان دونوں کو بھی شعار کفار یا شعار کفر کہہ دیا جاتا ہے۔شعار کفار کو شرعی ضرورت وحاجت کے سبب اختیار کرنا جائز ہے،لیکن عبادت کفار اور علامت کفر کو شرعی ضرورت وحاجت کے سبب بھی اختیار کرنا جائز نہیں ۔ جبر واکراہ کی صورت میں عبادت کفار وعلامت کفر کو اختیار کرنے کی رخصت ہے۔جس طرح دیگر کفریات کی رخصت ہے۔جبر واکراہ کا بیان بحث نہم میں ہے۔

غیر اللہ کی عبادت کفر کلامی ہے۔اسی طرح کفار ومشرکین اپنے معبودان باطل کی تعظیم وتوقیر کے لیے جن امور کو انجام دیتے ہیں، وہ بھی صریح کفر ہیں، کیوں کہ وہ معبودان باطل کو اپنا معبود سمجھ کر ان کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں ۔غیر اللہ کو معبود سمجھنا بھی کفر ہے،اور اس کو معبود سمجھ کر تعظیم وتوقیر کرنا بھی کفر ہے،مثلاً کفار ومشرکین کا اپنے معبودان باطل کے سامنے ہاتھ جوڑنا ان معبودان باطل کی تعظیم وتوقیر ہے،اور یہ کفر ہے، کیوں کہ کفار ان کو اپنا معبود سمجھ کر یہ تعظیمی فعل انجام دیتے ہیں۔کفار کے کفریہ اعمال میں مشابہت کفر ہے۔

معبودان باطل کی وہ تعظیم وتوقیر جو کفار انجام نہیں دیتے ۔اسے انجام دینا بھی کفر ہے ، کیوں کہ اصنام واوثان کی تعظیم علامت کفر ہے، جیسے بتوں کو سجدہ کرنا علامت کفر ہے۔

کفار کے غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم وتکریم کا حکم شریعت میں وارد نہیں۔تمام

آسمانی مذاہب میں بتوں سے دور رہنے کا حکم دیا گیا۔جن مومنین صالحین کو کفار نے معبود بنالیا ہے، ان صالحین پر غیر مومن معبودان کفار کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔قرآن مجید میں مومنین کی تعظیم کا حکم ہے اور معبودان کفار سے پرہیز کا حکم ہے۔بتوں کو ناپاک بتایا گیا۔

ارشاد الٰہی ہے:(**فاجتنبوا الرجس من الاوثان**)(سورہ حج: آیت30)

کفار ومشرکین کے معبودان باطل کو برا کہنے سے منع کیا گیا،تاکہ کفار ومشرکین اللہ تعالیٰ کی بے ادبی نہ کریں۔بتوں کی تعظیم وتکریم کفر پر کافروں کا تعاون وحمایت ہے۔

کفار کی مذہبی عبادات اور معبوان کفار کی تعظیم کا حکم

کفار کی مذہبی عبادتوں اور غیر مومن معبوان کفار کی تعظیم وتوقیر کا دوحکم ہے۔

(1)اگراکراہ شرعی کے سبب غیر اللہ کی عبادت، یا بتوں کی تعظیم ہوتو حکم کفر نہیں۔

(2)اگراکراہ شرعی کے بغیر غیر اللہ کی عبادت، یا بتوں کی تعظیم ہوتو حکم کفر ہے۔

(الف) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر کو سجدۂ تعظیمی کفر

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:”مسلمان کو دسہرے کی شرکت حرام ہے ، بلکہ فقہا نے اسے کفر کہا اور اس میں بہ نیت موافقت ہنود ناقوس بجانا بے شک کفر ہے،اور معبودان کفار پر پھول چڑھانا کہ ان کا طریقہ عبادت ہے،اشد واخبث کفر۔

اشباہ والنظائر وغیرہا معتمدات اسفار میں ہے:**عبادۃ الصنم کفر ولا اعتبار بما فی قلبہ وکذا لو صور عیسی علیہ الصلوٰۃ یسجد لہ–وکذا اتخاذ الصنم لذلک وکذا لو تزنر بزنار الیہود والنصاری دخل کنیستھم او لم ید خل**“۔(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم:ص149-رضا اکیڈمی ممبئی)

ترجمہ:بت کی عبادت کفر ہے۔دل میں جو کچھ ہے،اس کا اعتبار نہیں۔ایسا ہی حکم اس کا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر بنا کر اسے سجدہ کرے۔اسی طرح

سجدہ کے لیے بت بنانے کا حکم ہے۔اسی طرح اگر کسی نے یہود ونصاریٰ کا زنار باندھا،خواہ ان کے گرجا میں داخل ہو یا نہ ہو۔

معبودان کفار پر پھول چڑھانا کفار کا طریقہ عبادت ہے،اور غیر اللہ کی عبادت کفر ہے ،اس لیے بتوں پر پھول چڑھانا کفریہ فعل میں کفار کی مشابہت ہے، بلکہ کفریہ فعل کو اختیار کرنا ہے۔خواہ عبادت کی نیت کرے، یا نہ کرے۔خواہ معبود کفار کی حیثیت سے بت پر پھول چڑھائے ،یا محض ایک پتھر ہونے کی حیثیت سے اس بت پر پھول چڑھائے۔ ہر صورت میں حکم کفر ہے۔غیر مومن معبودان کفار کے حکم میں حیثیات کا فرق معتبر نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور اولوالعزم انبیائے کرام میں سے ہیں۔نصاریٰ نے انہیں معبود بنالیا ہے۔وہ عبادت کے طور پران کی تصویر کو سجدہ کرتے ہیں،خواہ وہ تصویر کاغذی ہو، یا مجسماتی۔حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کو سجدہ کرنے میں نصاریٰ کے کفریہ فعل کی مشابہت ہے،لہٰذا یہ کفر ہے۔دیگر غیر معبود مخلوقات کی تصویر کو سجدہ اسی وقت کفر ہوگا، جب عبادت کی نیت ہو۔اگر تعظیم کی نیت سے غیر معبود مخلوقات کی تصویر کو کرے تو سجدۂ تعظیمی حرام ہے۔

(ب) بتوں پر پھول چڑھانا عبادت کفار

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے تحریر فرمایا:''جو مرتکب حرام ہے، مستحق عذاب جہنم ہے،اور جو مرتکب کفر فقہی ہے،جیسے دسہرے کی شرکت یا کافروں کی جے بولنا،اس پر تجدید اسلام لازم ہے ،اور اور اپنی عورت سے تجدید نکاح کرے ، اور جو قطعاً کافر ہو گیا ،جیسے دسہرے میں بطور مذکور ہنود کے ساتھ ناقوس بجانے یا معبودان کفار پر پھول چڑھانے والا کافر مرتد ہو گیا ،اس کی عورت نکاح سے نکل گئی۔اگر تائب ہو،اور اسلام لائے ، جب بھی عورت کو اختیار ہے۔بعد عدت جس سے چاہے،نکاح کر لے،اور بے توبہ مر جائے تو اسے

مسلمانوں کی طرح غسل وکفن دینا حرام، اس کے جنازے کی شرکت حرام، اسے مقابر مسلمین میں دفن کرنا حرام، اس پر نماز پڑھنا حرام، الٰی غیر ذلک من الاحکام: واللہ تعالیٰ اعلم"۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ششم :ص150-149 - رضا اکیڈمی ممبئی)

بتوں پر پھول چڑھانا اور ہنود کی طرح ناقوس بجانا بھی کفر ہے۔ کفار ان امور کو اپنے معبودان باطل کی عبادت سمجھ کر انجام دیتے ہیں۔ ان امور کو انجام دینا کفار کے کفریہ فعل سے مشابہت ہے۔ کفریہ فعل میں کفار کی مشابہت کفر ہے۔ اسی طرح کفریہ فعل کو اختیار کرنا کفر ہے۔ بتوں پر پھول چڑھانا معبودان باطل کی عبادت ہونے کے سبب کفریہ فعل ہے۔

علامت کفر اور کفار کے مذہبی شعار میں نسبت

علامت کفر اور کفار کے مذہبی شعار میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے۔ کفار کا ہر مذہبی شعار علامت کفر ہے، لیکن ہر علامت کفر کفار کا مذہبی شعار نہیں، مثلاً قرآن مقدس کی بے حرمتی علامت کفر ہے، لیکن یہ کسی قوم کا مذہبی شعار نہیں۔ قرآن مقدس کی بے حرمتی کبھی یہود کرتے ہیں، کبھی نصاریٰ اور کبھی ہنود کرتے ہیں، لیکن یہ کسی کافر قوم کا مذہبی شعار نہیں کہ اس کے ذریعہ اس کافر قوم کو دیگر کفار ومشرکین سے امتیاز وتشخص حاصل ہوتا ہو۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی بھی کافر قوم اپنا رسول ونبی نہیں مانتی ہے، یہ صریح کفر ضرور ہے، لیکن یہ ایسا امر نہیں کہ اس کے ذریعہ کسی کافر قوم کو دیگر کفار ومشرکین سے امتیاز وتشخص حاصل ہو، پس یہ کسی کافر قوم کا مذہبی شعار نہیں: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم::والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم::وآلہ العظیم

باب دوازدہم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

علامت کفر (تصدیق کے منافی امور)

جس طرح کفار کی عبادتوں اور ان کے دیگر کفریہ اعمال کو شعار کفر کہا جاتا ہے، اسی طرح جو امور ایمان یعنی ''تصدیق ما جاء بہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' کے منافی ہوں، ان پر بھی شعار کفر کا اطلاق ہوتا ہے، لیکن ان امور پر شعار کفر کے احکام نافذ نہیں ہوتے۔

علامت کفر یعنی تصدیق کے منافی امور کا حکم

علامت کفر یعنی تصدیق کے منافی امور کا دو حکم ہے۔

(1) اگر اکراہ شرعی کے سبب علامت کفر کو اختیار کیا تو حکم کفر نہیں۔

(2) اگر اکراہ شرعی کے بغیر علامت کفر کو اختیار کیا تو حکم کفر ہے۔

علامت کفر یعنی تصدیق کے منافی امور وہ ہیں جو اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ ایسا آدمی مومن نہیں۔ مسلمان ایسے امور انجام نہیں دیتے۔ جو امور ''مومن بہ'' کی تصدیق وتعظیم کے خلاف ہیں، وہ علامت کفر ہیں۔ اسی طرح کفر کی تصدیق وتعظیم علامت کفر ہے۔

معبودان باطل کی تعظیم دراصل کفر کی تعظیم ہے۔ معبودان باطل مرجع کفر، منبع کفر اور مرکز کفر ہیں۔ کافر مرجع کفر نہیں، لہٰذا کافر کی تعظیم جب کافر ہونے کے سبب ہو، تب کفر کی تعظیم لازم آئے گی اور کفر لزومی یعنی کفر فقہی کا ثبوت ہوگا۔ علامت کفر کو اختیار کرنا کفر ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے تحریر فرمایا: ''مسایرہ امام محقق ابن الہمام طبع مصر خاتمہ ص ۹: وبالجملة فقد ضم الى التصديق بالقلب فى تحقق الايمان امور، الاخلال بها اخلال بالايمان اتفاقًا كترك السجود للصنم وقتل نبى

والاستخفاف به ومخالفة ما اجمع عليه وانكاره بعد العلم به(ملتقطا)''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم :ص35-رضا اکیڈمی ممبئ)

ترجمہ: حاصل یہ کہ ایمان کے متحقق ہونے میں تصدیق بالقلب کے ساتھ چند ایسے امور شامل ہیں کہ جن کے متاثر ہونے سے بالاتفاق ایمان متاثر ہوجاتا ہے جیسے بت کو سجدہ، نبی کا قتل اوران کی توہین اور مسلمانوں کے اجماعی امر کے علم کے بعداس کی مخالفت اوراس کا انکار کرنا۔(ملتقط)

ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے، لیکن بعض امور ایسے ہیں جو تصدیق قلبی میں خلل کا سبب بنتے ہیں، اور عدم تصدیق کو ظاہر کرتے ہیں، جیسے بتوں کو سجدہ کرنا، نبی کو قتل کرنا اور نبی کی بے ادبی کرنا، قرآن مجید کو آلودگی کی جگہ ڈالنا، پس ایسے امور کا صدور عدم تصدیق کی علامت ہے، اس لیے ایسے امور کے مرتکب پر حکم کفر عائد ہوگا۔

الحاصل جو امور عدم تصدیق یعنی تکذیب کی علامت ہیں، وہ تکذیب کے قائم مقام قرار دیئے جاتے ہیں، اور ملزم پر حکم کفر عائد ہوتا ہے، خواہ مرتکب کی نیت کچھ بھی ہو۔

علامت کفر اور مذہبی شعار کے حکم میں فرق

کفار کے قومی شعار اور مذہبی شعار کے احکام بحث ششم میں مرقوم ہیں۔

ایک صورت میں قومی شعار اور مذہبی شعار کے حکم میں فرق ہے۔ کفار کے قومی شعار کو دنیاوی نفع یا ہزل واستہزا کے طور پر اختیار کیا تو حرام ہے، کفر نہیں۔

کفار کے مذہبی شعار کو دنیاوی نفع یا ہزل واستہزا کے طور پر اختیار کیا تو یہ کفر ہے۔

الحاصل کفار کے قومی شعار اور مذہبی شعار کے حکم میں بھی کچھ فرق ہے۔

شرعی ضرورت وحاجت کے سبب کفار کے مذہبی شعار اور قومی شعار کو اختیار کرنا جائز ہے۔ کفار کے قومی شعار ومذہبی شعار کے علاوہ دیگر کفریہ اقوال وافعال کو شرعی ضرورت

وحاجت کے سبب بھی اختیار کرنا جائز نہیں۔صرف جبر واکراہ کی صورت مستثنیٰ ہے۔

سوال:معبودان کفار کی تعظیم علامت کفر ہے ، پس جس طرح شعار کفر کوشرعی ضرورت وحاجت کے سبب اختیار کرنا جائز ہے،اسی طرح علامت کفر مثلاً تعظیم اصنام وغیرہ کوبھی بوجہ ضرورت اختیار کرنا کیوں جائز نہیں؟ دونوں میں وجہ فرق کیا ہے؟

جواب:بہت سے امور علامت کفر ہیں ،گرچہ ان کوشعار کفر بھی کہا جاتا ہے، جیسے قرآن شریف کوآلودگیوں میں ڈالنا علامت کفر ہے۔شعار کفار دراصل وہ امور ہیں جن کے ذریعہ ان کافر قوموں کودیگر قوموں سے امتیاز وتشخص حاصل ہوتا ہے۔

اصنام واوثان کی تعظیم علامت کفر ضرور ہے،لیکن کفار ومشرکین اپنے معبودان باطل کی تعظیم وعبادت کودیگر قوموں سے امتیاز وتشخص کے واسطے نہیں اپناتے ، بلکہ اپنے معبودان باطل کی تعظیم وعبادت کواپنا مذہبی فریضہ سمجھ کر اپناتے ہیں۔اس کا شمار شعار کفار میں نہیں ہوتا ہے،گرچہ ایسے امور پر بھی شعار کفار کا اطلاق ہوتا ہے۔

بوجہ ضرورت شعار کفار کواختیار کرنے کی اجازت ہے،تاکہ مومنین کووہ اپنی قوم کے افراد سمجھیں اوراس طرح اسلام ومسلمین کی کسی ضرورت کی تکمیل ہوسکے۔

اگرکوئی مسلمان اپنے اسلامی تشخص یعنی اسلامی وضع اورلباس کے ساتھ کسی کافر قوم کے معبودان باطل کی تعظیم کرے تو نہ کفار اس شخص کواپنا آدمی سمجھیں گے ،نہ ہی اس سے ضرورت مطلوبہ کی تکمیل ہوسکے گی،پس بوجہ ضرورت شعار کفار کواختیار کرنے کی اجازت ہے،تاکہ کفار اس مسلمان کواپنا آدمی سمجھیں اور مسلمانوں کی ضرورت کی تکمیل ہوسکے۔

بوجہ ضرورت صرف شعار کفار کواختیار کرنے کی اجازت ہے۔زبان سے خودکو یہودی ،عیسائی وغیرہ کہنے کی اجات نہیں۔بندوں کوشرعی حدود میں رہ کر ہی کوئی کام انجام دینا ہے۔

مندرجہ ذیل عبارت میں شعار کفار کواختیار کرنے کی ضرورت کا واضح بیان ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''کسی غرض مقبول کی ضرورت سے

اسے اختیار کرے۔ وہاں اس وضع کی شناعت اور اس غرض کی ضرورت کا موازنہ ہوگا۔ اگر ضرورت غالب ہو تو بقدر ضرورت کا وقت ضرورت یہ تشبہ کفر کیا معنی، ممنوع بھی نہ ہوگا۔

جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی کہ بعض فتوحات میں مقتول رومیوں کے لباس پہن کر بھیس بدل کر کام فرمایا اور اس ذریعہ سے کفار اشرار کی بھاری جماعتوں پر باذن اللہ غلبہ پایا۔ اسی طرح سلطان مرحوم صلاح الدین یوسف انار اللہ تعالیٰ برہانہ کے زمانے میں، جب کہ تمام کفار یورپ نے سخت شورش مچائی تھی، دو عالموں نے پادریوں کی وضع بنا کر دورہ کیا اور اس آتش تعصب کو بجھا دیا۔

خلاصہ میں ہے: (**لو شد الزنار علی وسطه ودخل دارالحرب لتخليص الاساری لا يكفر—ولو دخل لاجل التجارة يكفر—ذكره القاضی الامام ابو جعفر الاستروشنی**)

(اگر کوئی شخص اپنی کمر میں زنار باندھے اور قیدیوں کو چھڑانے کے لیے دار حرب میں داخل ہو تو کافر نہیں ہوگا اور اگر اس مدت میں تجارت کے لیے جائے تو کافر ہو جائے گا۔ امام ابو جعفر استروشنی نے اس کو ذکر کیا ہے۔ت)

ملتقط میں ہے: (**اذا شد الزنار او اخذ الغل اولبس قلنسوة المجوس جادا او هازلا يكفر—الا اذا فعل خديعة فی الحرب**)

(جب کسی شخص نے زنار باندھا، یا طوق لیا، یا آتش پرستوں کی ٹوپی پہنی خواہ سنجیدگی کے ساتھ یا ہنسی مذاق کے طور پر تو کافر ہو گیا، مگر جنگ میں (دشمن کو مغالطے میں ڈالنے کے لیے) بطور تدبیر ایسا کرے تو کافر نہ ہوگا۔ت)

منح الروض میں ہے: (**ان اشد المسلم الزنار ودخل دارالحرب للتجارة كفر ای لانه تلبس بلباس كفر من غير ضرورة شديدة، ولا فائده مترتبة— بخلاف من لبسها لتخليص الاساری علٰی ما تقدم**)

(اگر مسلمان زنار باندھ کر دارالکفر میں کاروبار کے لیے جائے تو کافر ہو جائے گا، اس لیے کہ اس نے بغیر کسی شدید مجبوری کے اور بغیر کسی ترتب فائدہ کے لباس کفر پہنا (جو اس کے لیے روانہ تھا) بخلاف اس شخص کے جس نے قیدیوں کو آزاد کرانے کے لیے لباس کفر (برائے حیلہ) استعمال کیا، جیسا کہ پہلے ذکر ہوا۔ت)

(فتاوی رضویہ: جلد 24: ص 531 - جامعہ نظامیہ لاہور)

(فتاویٰ رضویہ: جلد نہم: جز اول: ص 91 - رضا اکیڈمی ممبئ)

علامت کفر کی تشریح

غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم وتوقیر ایمان کے منافی ہے۔ایسے امور علامت کفر میں شمار ہوتے ہیں۔غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم وتوقیر صرف کفار ہی کرتے ہیں۔مومنین کو ان سے پرہیز کا حکم دیا گیا: (فاجتنبوا الرجس من الاوثان) (سورہ حج: آیت 30)

جو اعمال کفار کے ساتھ خاص ہوں، اور وہ تصدیق کے منافی ہوں، ان امور کو انجام دینا کفر ہے، کیوں کہ ایسے امور علامت کفر ہیں۔علامت کفر ہونے کی علامت یہ ہے کہ مومنین یعنی خواص وعوام ایسے امور کو خلاف اسلام سمجھ کر نہیں کرتے ہوں۔

(1) قاضی عیاض مالکی قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: (**وکذلک نُکَفِّرُ بکل فعل اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ اَنَّہٗ لَا یَصْدُرُ اِلَّا من کافرٍ–وَاِنْ کَانَ صَاحِبُہٗ مُصَرِّحًا بالاسلام مع فعلہ ذلک الفعل کالسجود لِلصَّنَمِ وَلِلشَّمْسِ والْقَمَرِ وَالصَّلِیْبِ وَالنَّار–وَالسَّعْیِ اِلَی الْکَنَائِسِ وَالْبِیَعِ مَعَ اَھْلِھَا وَالتَّزیِّ بِزِیِّھِمْ مِنْ شَدِّ الزَّنَانیر وفحص الرُّءُوْسِ–فَقَدْ اَجْمَعَ الْمسلمون ان ھذا لا یوجد الا من کافر–وَاَنَّ ھذہ الْاَفْعَالَ عَلَامَةٌ عَلَی الْکُفْر–وَاِنْ صَرَّحَ فَاعِلُھَا بِالْاِسْلَامِ**)

(کتاب الشفاء: جلد دوم: ص 287)

ترجمہ:اسی طرح ہم ہر اس شخص کی تکفیر کرتے ہیں کہ اس نے ایسا کام کیا ہو جس پر مسلمانوں کا اجماع ہو کہ وہ صرف کافر سے صادر ہوتا ہے، گرچہ وہ کام کرنے والا اپنے وہ کام کرنے کے باوجود اسلام کی صراحت کرتا ہو، جیسے بت، سورج، چاند، صلیب وآگ کو سجدہ کرنا اور کلیسا وچرچ کی طرف یہود ونصاریٰ کے ساتھ جانا اور ان کی ہیئت کو اختیار کرنا جیسے زنار باندھنا اور سروں کو کھولنا، پس مسلمانوں کا اجماع ہے کہ یہ صرف کافر سے پایا جاتا ہے، اور یہ افعال کفر کی علامت ہیں، گرچہ ان کو انجام دینے والا اسلام کی صراحت کرے۔

(2)امام نووی شافعی نے رقم فرمایا:(**وَکَذا مَنْ فَعَلَ فِعْلًا اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ انه لا یصدر الا من کافر–وان کان صاحبُه مُصَرِّحًا بِالْاِسْلَامِ مَعَ فِعْلِهٖ کالسجود للصلیب او النار،والمشی الی الکنائس مع اهلها بزیهم من الزنانیر وغیرها**) (روضۃ الطالبین جلد ہفتم:ص290)

ترجمہ:اسی طرح ہم ہر اس شخص کی تکفیر کرتے ہیں کہ اس نے ایسا کام کیا ہو جس پر مسلمانوں کا اجماع ہو کہ وہ صرف کافر سے صادر ہوتا ہے، گرچہ وہ کام کرنے والا اس کام کو کرنے کے باوجود اسلام کی صراحت کرتا ہو، جیسے صلیب یا آگ کو سجدہ کرنا اور کلیساؤں کی طرف یہود کے ساتھ ان کی ہیئت یعنی زنار وغیرہ کے ساتھ جانا۔

جس طرح شعار کفر یعنی زنار باندھنا، قشقہ لگانا، صلیب پہننا وغیرہ علامت کفر ہے، اسی طرح غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم وتکریم بھی علامت کفر ہے۔غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم میں حیثیتوں کا فرق معتبر نہیں۔پتھر کے بت کو مشرکین پوجتے ہیں۔کوئی اس کی تعظیم اس نیت سے کرے کہ وہ پتھر بھی مخلوق الٰہی ہے تو یہ عذر قبول نہیں ہوگا،اور اس پر حکم کفر عائد ہوگا۔وہ پتھر اب خالص پتھر نہیں،اس کے ساتھ معبودیت کا تصور بھی موجود ہے۔

اس مقام پر حجر اسود کی تعظیم کے سبب اعتراض نہیں ہوگا،کیوں کہ اس کی تعظیم کا حکم شریعت میں وارد ہے اور وہ شعائر اللہ میں سے ہے۔صفا ومروہ پر زمانہ جاہلیت میں دو بت

تھے۔صفا پر اُساف نامی بت تھا اور مروہ پر نائلہ نام کا بت تھا۔

زمانہ جاہلیت میں مشرکین جب صفا و مروہ کی سعی کرتے تو ان بتوں پر تعظیم کے واسطے ہاتھ پھیرتے۔فتح مکہ کے بعد یہ بت توڑ دیئے گئے۔مومنین کو صفا و مروہ کی سعی میں کفار کی مشابہت کا شبہہ ہوا، پس ارشاد الٰہی نازل ہوا:

(ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما) (سورہ بقرہ: آیت 158)

ترجمہ: بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں میں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے،اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے۔(کنز الایمان)

غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم وتکریم اور شعائر اللہ وحضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ومومنین کی تعظیم سے متعلق امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کا ایک بصیرت افروز فتویٰ ہے۔اس میں علامت کفر کی بھی عمدہ وضاحت ہے اور معبودان کفار کی ہر قسم کی تعظیم کے کفر ہونے کی تفصیل بھی ہے۔فتاویٰ رضویہ سے سوال وجواب منقولہ ذیل ہے۔

خواجہ حسن نظامی دہلوی اور سناتن دھرم

فتاویٰ رضویہ کے ایک استفتا میں متعدد سوالات ہیں۔سوال پنجم درج ذیل ہیں۔

سوال پنجم: یہ کہنا کہ وید ہنود میں شرک نہیں۔ہنود کو بالقطع مشرک کہنا صحیح نہیں۔بتوں کو سجدہ کرنا ان کا باعث کفر نہیں ہوسکتا کہ یہ سجدہ تعظیمی ہے، جیسے فرشتوں نے آدم کو کیا تھا اور بتوں سے شفاعت کا امیدوار رہنا ایسا ہے جیسے اہل اسلام کا انبیا سے امیدوار شفاعت رہنا اور مشائخ نے اکثر اذکار وافکار ومراقبات جوگیان ہنود سے لیے ہیں۔اس قسم کے ہفوات، ہدایت وارشاد کے باب سے ہیں یا در پردہ بیخ کنی اسلام کے اسباب ہیں؟

جواب سوال پنجم: ہنود قطعاً بت پرست مشرک ہیں۔وہ یقیناً بتوں کو سجدہ عبادت

کرتے ہیں اور بالفرض نہ بھی ہوتو بتوں کی ایسی تعظیم پر بھی ضرور حکم کفر ہے اور انہیں بارگاہ عزت میں شفیع جاننا بھی کفر، ان سے شفاعت چاہنا بھی کفر کہ قطعاً اجماعاً یہ افعال واقوال کسی مسلم سے صادر نہیں ہوتے، نہ کوئی مسلمان، بلکہ کوئی اہل ملّت بت کی نسبت ایسا اعتقاد رکھے اور اس میں صراحۃً تکذیب قرآن ومضادت رحمٰن ہے۔

شرح فقہ اکبر میں ہے: (**قال ابن الهمام: وبالجملة فقد ضم الى تحقيق الايمان اثبات امور -الاخلال بها اخلال بالايمان اتفاقا- كترك السجود لصنم وقتل نبى او الاستخفاف به او بالمصحف او الكعبة: الخ**)

(محقق ابن الہمام نے فرمایا: حاصل یہ ہے کہ وجود ایمان کے لیے چند امور کے اثبات کا انضمام کیا جائے گا، اور ان میں خلل اندازی بالاتفاق ایمان میں خلل اندازی کے مترادف ہوگی، جیسے بت کو سجدہ نہ کرنا، کسی نبی کو قتل نہ کرنا، نبی یا مصحف یا بیت اللہ شریف کی توہین نہ کرنا: الخ۔ت)

اعلام بقواطع الاسلام میں قواعد امام قرافی سے ہے:

(**هذا الجنس قد ثبت للوالد ولو فى زمن من الازمان وشريعة من الشرائع فكان شبهة دارئة لكفر فاعله- بخلاف السجود لنحو الصنم او الشمس فانه لم يرد هو ولا ما يشابهه فى التعظيم فى شريعة من الشرائع- فلم يكن لفاعل ذٰلك شبهة، لاضعيفة ولا قوية فكان كافرا- ولانظر لقصد التقرب فيما لم ترد الشريعة بتعظيمه بخلاف من وردت بتعظيمه**)

(یہ جنس (سجدہ تعظیمی) والد کے لیے ثابت ہے، اگرچہ کسی زمانے یا کسی شریعت میں ہو، پس یہ شبہہ کفر فاعل کے لیے دافع ہوگا بخلاف اس کے کہ مثل بت یا سورج کو سجدہ کیا جائے، کیوں کہ وہ اور جو بھی اس کے مشابہ ہو، تعظیم میں، کسی شریعت میں وارد نہیں ہوا، لہٰذا اس کام کے کرنے والے کے لیے کوئی ضعیف اور قوی شبہہ نہیں، پس کرنے والا کافر ہے۔

اور جس کی تعظیم کے لیے شریعت میں کچھ وارد نہیں ہوا، ارادہ تقرب کے لیے اسے نہیں دیکھا جائے گا، بخلاف اس کے جس کی تعظیم کے لیے شریعت وارد ہوئی۔ت)

شفا شریف میں ہے:(**کذٰلک نکفر بکل فعل اجمع المسلمون انه لا یصدر الامن کافروان کان صاحبه مصرحا بالاسلام مع فعله ذٰلک الفعل کالسجود للصنم وللشمس والقمروالصلیب والنار:الخ**)

(اسی طرح سب ایسے کام جن کا صدور کفار سے ہوتا ہے، اگر وہ دعوی اسلام کے باوجود وہ کام کرے تو اس کی تکفیر پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اور ہم بھی اس کی تکفیر کرتے ہیں، جیسے چاند، سورج یا کسی بت یا صلیب اور آگ وغیرہ کے آگے سجدہ کرنا:الخ۔ت)

اُسی میں ہے:(**کل مقالة صرحت بنفی الربوبیة او الوحدانیة اوعبادة احد غیر اللّٰه او مع اللّٰه فهی کفر کمقالة الدهریة والذین اشرکوا بعبادة الاوثان من مشرکی العرب واهل الهند والصین:مختصراً**)

(ہر ایسی گفتگو جس سے نفی ربوبیت یا نفی الوہیت کی تصریح اور اظہار ہوتا ہو، یا اللہ تعالٰی کے سوا کسی کی عبادت یا اللہ تعالٰی کی عبادت کے ساتھ کسی اور کی عبادت کرنا کفر ہے، جیسے دہریوں کی گفتگو اور مشرکین عرب میں سے ان لوگوں کی گفتگو جو بت پرستی کی وجہ سے مشرک ہوئے اور اہل ہند اور اہل چین کی گفتگو۔اھ مختصراً۔ت)

اذکار، افکار، مراقبات کا جوگیوں سے لیا جانا افترائے بے مزہ ہے اور ممکن و شاید سے کوئی کتاب آسمانی نہیں ٹھہر سکتی، نہ لیت ولعل سے کوئی صریح مشرک بت پرست قوم کتابی۔

مشرکین ہنود کے شرک وکفر کا منکر، ان اقوال مخذولہ تعظیم وشفاعت اصنام کا مظہر ضرور بددین گمراہ ملحد کافر ہے:والعیاذ باللہ تعالٰی۔

شفا شریف میں ہے:(**ولهذا نکفر من دان بغیر ملة المسلمین من الملل او وقف فیهم اوشک او صحح مذهبهم-وان اظهر مع ذلک الاسلام و**

اعتقده و اعتقد ابطال کل مذہب سواہ،فھو کافر باظھارہ من خلاف ذٰلک)

(لہٰذا ہم ان لوگوں کی تکفیر کرتے ہیں جو ملت اسلامیہ نہ رکھنے والوں کا طریقہ اختیار کرتے ہیں، یا ان کے معاملہ میں توقف یا شک کرتے ہیں، یا ان کے مذہب کو صحیح قرار دیتے ہیں، اگرچہ باوجود اس روش کے اسلام کا اظہار کریں اور اس پر عقیدہ رکھیں اور اپنے بغیر ہر مذہب کو باطل یقین کریں۔ یہ لوگ کافر ہیں، اس لیے کہ انہوں نے اس چیز کا اظہار کیا جس کے خلاف ان سے ظاہر ہوا۔ت)

عجب شان الٰہی ہے۔یہی ناپاک و بے باک بات یعنی اصنام سے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ ملانا پہلے ایک خبیث نے مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لیے لکھی تھی کہ بت پرست بھی شفاعت خواہی اور اس کے مثل افعال ہی بتوں سے کر کے مشرک ہوئے، یہی باتیں یہ لوگ انبیا، اولیا کے ساتھ کرتے ہیں تو یہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہیں۔

اب یہی مردود و ملعون قول دوسرے نے مشرکوں کو مسلمان ٹھہرانے کے لیے کہا کہ بتوں سے شفاعت خواہی، ان کی تعظیم حتی کہ انہیں سجدہ کفر نہیں کہ مسلمان بھی تو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کرتے، ان سے شفاعت مانگتے ہیں: ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم: نسأل اللہ العفو والعافیۃ (گناہوں سے بچنے اور نیکی اپنانے کی طاقت بجز اللہ تعالیٰ، بلند مرتبہ عظیم القدر کی توفیق کے کسی میں نہیں۔ہم اللہ تعالیٰ سے عفو و عافیت مانگتے ہیں۔ت) واللہ تعالیٰ اعلم''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد نہم: جز اول:ص216-217-رضا اکیڈمی ممبئی)

(فتاویٰ رضویہ: جلد 24-ص162-165-جامعہ نظامیہ لاہور)

منقولہ بالا عبارت کے آخر میں بطور اشارہ اسماعیل دہلوی کا ذکر ہے، جس نے حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر کو بتوں کی تعظیم وتوقیر کے مماثل قرار دے کر تقویۃ الایمان میں مسلمانوں کو ابوجہل کے برابر مشرک قرار دیا۔

اسماعیل دہلوی کے بعد خواجہ حسن نظامی (1878-1955) کا اشارۃً ذکر ہے جو

اپنی متعدد تصانیف میں ویدک دھرم کو آسمانی دھرم، وید کو آسمانی کتاب، ہنود کو غیر مشرک اور کتابی، اور ہندو اوتاروں کو پیغمبر ثابت کرنے کی کوشش میں تاحیات مبتلا رہا۔ امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے ''الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیہ'' خواجہ حسن نظامی دہلوی کے باطل نظریات کے رد میں لکھا تھا۔ یہ رشید احمد گنگوہی کا شاگرد تھا۔ اپنے زمانے کا صلح کلی تھا۔

اسلام سے قبل آسمانی مذاہب میں سجدۂ تعظیمی کی اجازت تھی، لیکن غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم وتکریم کا حکم کسی بھی آسمانی مذہب میں نہیں دیا گیا۔ بتوں کی تعظیم صرف کفار ومشرکین انجام دیتے ہیں اور چوں کہ بتوں کو معبود سمجھ کر تعظیم وتکریم کرتے ہیں، لہٰذا یہ کفریہ فعل ہوا۔ کفریہ فعل میں کفار کی مشابہت کفر ہے۔ اس میں نیت کا اعتبار نہیں۔

کوئی شخص محض تعظیم کی نیت سے بھی غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم کرے تو یہ بھی کفر ہے، کیوں کہ کفریہ فعل میں کفار کی مشابہت ہے۔ (**ولا نظر لقصد التقرب فیما لم ترد الشریعة بتعظیمه بخلاف من وردت بتعظیمه**) کا یہی مفہوم ہے کہ سجدہ میں غیر مومن معبودان کفار کی عبادت وتقرب کی نیت ہو، یا تعظیم کی نیت ہو، بہر صورت یہ کفر ہے، کیوں کہ غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم کا حکم کسی آسمانی مذہب میں نہیں دیا گیا۔

جن کی تعظیم کا حکم ہے، یعنی مومنین اور حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام، پس ان کو سجدۂ تعظیمی حرام ہوگا۔ اگر کفار نے ان کو معبود بنالیا ہو تو ان کے مجسمے یا ان کے فوٹو کو سجدۂ تعظیمی بھی کفر ہوگا، کیوں کہ کفار ومشرکین ان کو معبود سمجھ کر ان کے مجسمہ وفوٹو کو سجدہ کرتے ہیں۔ کسی غیر اللہ کو معبود سمجھ کر اس کی تعظیم وتوقیر کفر ہے، پس ان صالحین کے مجسمہ یا تصویر کو سجدہ تعظیمی بھی کفر ہوگا، کیوں کہ مشرکین کے کفریہ فعل میں ان کی مشابہت ہے۔

امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا: ''اشباہ والنظائر وغیرہا معتمدات اسفار میں ہے: **عبادۃ الصنم کفر ولا اعتبار بما فی قلبه وکذا لو صور عیسی علیه الصلٰوۃ یسجد له–وکذا اتخاذ الصنم لذلک وکذا لو تزنر بزنار**

الیھود والنصاری-دخل کنیستھم او لم یدخل''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم:ص149-رضا اکیڈمی ممبئ)

ترجمہ: بت کی عبادت کفر ہے۔ دل میں جو کچھ ہے، اس کا اعتبار نہیں۔ ایسا ہی حکم اس کا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر بنا کر اسے سجدہ کرے۔ اسی طرح سجدہ کے لیے بت بنانے کا حکم ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے یہود ونصاریٰ کا زنار باندھا، خواہ ان کے گرجا میں داخل ہو یا نہ ہو۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور اولوالعزم انبیائے کرام میں سے ہیں۔ نصاریٰ نے انہیں معبود بنالیا ہے۔ وہ عبادت کے طور پر ان کی تصویر کو سجدہ کرتے ہیں، خواہ وہ تصویر کاغذی ہو، یا مجسماتی۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کو سجدہ کرنے میں نصاریٰ کے کفریہ فعل کی مشابہت ہے، لہٰذا یہ کفر ہے۔ دیگر غیر معبود مخلوقات کی تصویر کو سجدہ اسی وقت کفر ہوگا، جب عبادت کی نیت ہو۔

کفار کی تعظیم اور معبودان کفار کی تعظیم میں فرق

کفار کی تعظیم بعض صورتوں میں کفر ضرور ہے، لیکن وہ علامت کفر نہیں۔ غیر مومن معبودان باطل کی تعظیم علامت کفر ہے، کیوں کہ غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم صرف کفار انجام دیتے ہیں، بلکہ جو جس قوم کا معبود ہو، صرف وہی قوم اس کی تعظیم وتکریم کرتی ہے۔

مجوسی قوم اہرمن ویزدان کو معبود مانتی ہے تو ان کی تعظیم بھی وہی لوگ کرتے ہیں۔ قوم ہنود جن معبودان باطل کو مانتی ہے، ان کی تعظیم بھی صرف یہی لوگ کرتے ہیں۔ جو مذہبی امور کفار کے ساتھ خاص ہوں، ان کو انجام دینا ایمان وتصدیق کے منافی ہے۔

کفار کی تعظیم نہ کافروں کے ساتھ خاص ہے، نہ ہی ان کا شعار ہے۔ نصاریٰ کی تعظیم نصاریٰ کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ جینی، بدھسٹ، یہودی وغیرہ بھی نصاریٰ کی تعظیم کرتے

ہیں۔اسی طرح نصاریٰ بھی دوسرے کفار کی تعظیم کرتے ہیں،لہٰذا یہاں تفریق ہوگی۔

اگر کافر ہونے کی حیثیت سے کسی کافر کی تعظیم ہے،پس یہ کفر کی تعظیم ہے،اور کفر کی تعظیم کفر ہے۔اگر کسی دوسرے سبب سے کافر کی تعظیم ہے تو یہ حرام ہے۔کفار اصلی سے کسی ضرورت ومصلحت کے سبب مدارات جائز ہے۔تعظیم اور مدارات میں فرق ہے۔

مجرد علامت کفر کا حکم

کفریہ قول میں نیت کا اعتبار نہیں۔اگر وہ کلام کفری معنی میں صریح متعین (مفسر) ہے تو قائل حکم دنیا میں بھی کافر ہے،اور عنداللہ بھی کافر ہے۔کفریہ افعال میں سے جو فعل مجرد علامت کفر ہو،یعنی فی نفسہ کفر نہ ہو،جیسے بتوں کو سجدہ کرنا،پس مجرد علامت کفر میں ایک صورت یہ ہے کہ بندہ عنداللہ کافر نہ ہو،جیسے بت کے سامنے سجدہ کیا،لیکن اللہ تعالیٰ کو سجدہ کی نیت کیا تو حکم دنیا میں کافر ہے،لیکن عنداللہ کافر نہیں۔

کفریہ قول اور مجرد علامت کفر کے حکم میں فرق ہے۔بعض علامت کفر بھی ''تکذیب ما جاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' پر مشتمل ہوتی ہے۔ایسی علامت کفر کا یہ حکم نہیں۔

یہ مجرد علامت کفر کا حکم ہے،جو فی نفسہ وفی حد ذاتہ تکذیب نبوی پر مشتمل نہ ہو،لیکن علامت تکذیب ہو۔مجرد علامت کفر کا ذکر مندرجہ ذیل عبارت میں ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''یہاں اکراہ درکنار ایک رونگٹے کو بھی کچھ نقصان نہ پہنچتا تھا۔ایک دھیلا بھی گرہ سے نہ جاتا تھا اور بکے وہ کلمات کہ مجرد علامت کفر نہیں،بلکہ حقیقۃً خود کفر خالص ہیں تو قطعاً دل کھول کر کفر بکنا ہوا،اور یقیناً بنص قطعی قرآن کفر ہے،ولہٰذا جو بلا اکراہ کلمہ کفر بکے،بلا فرق نیت مطلقا قطعا یقینا اجماعا کافر ہے۔عورت اس کی نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے،جب تک از سرنو اسلام نہ لائے اور اپنے کلمات ملعونہ سے براءت وتوبہ صادقہ نہ کرے،ہرگز اس سے نکاح نہیں ہوسکتا اور اگر اسلام لے آئے، توبہ کرے،اور پھر نکاح سابق کی بنا پر عورت کو زوجہ بنائے تو قطعاً زنائے خالص ہے۔

فتاویٰ امام قاضی خاں وفتاویٰ عالمگیری میں ہے:(رجل کفر بلسانه طائعا و قلبه مطمئن بالایمان یکون کافرا-ولایکون عند اللّٰه تعالٰی مومنا)

(ایک شخص نے زبان سے حالت خوشی میں کفر کا اظہار کیا، حالاں کہ اس کا دل ایمان پر تھا تو وہ کافر ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مومن نہیں ہے۔ت)

حاوی میں ہے:(من کفر باللسان وقلبه مطمئن بالایمان فهو کافر و لیس بمومن عند اللّٰه تعالٰی)(جس نے زبان سے کفر کیا، حالاں کہ دل ایمان پر تھا تو وہ کافر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مومن نہیں۔ت)

جواہر الاخلاطی اور مجمع الانہر میں ہے:

(من کفر بلسانه طائعا وقلبه مطمئن بالایمان کان کافرا عندنا وعنداللّٰه تعالٰی) جس نے زبان سے حالت خوشی میں کفر کا اظہار کیا، حالاں کہ اس کا دل ایمان پر تھا تو وہ کافر اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مومن نہیں۔ت)

(فتاویٰ رضویہ: جلد 14:ص600-601-جامعہ نظامیہ لاہور)

کفریہ کلام کہے اور دل ایمان پر مطمئن ہو تو بھی کفر ہے۔حکم دنیا میں بھی وہ کافر ہے اور عنداللہ بھی کافر ہے۔سورج کو سجدہ کرنے کی بحث میں ہے کہ دل ایمان پر مطمئن ہو تو عند اللہ کافر نہیں۔وجہ فرق یہی ہے کہ جو مجرد علامت کفر ہو، فی نفسہ کفر نہ ہو، اس میں نیت کا فرق عنداللہ کافر ہونے میں معتبر ہے کہ وہ عنداللہ کافر نہیں، لیکن حکم دنیا میں کافر ہے۔توبہ کرے اور حکم دنیا میں بھی مومن ہو جائے۔بلا وجہ قیل وقال اور تاویل بدحال نہ کرے۔

اقوال میں جو مجرد علامت کفر ہو، اور فی نفسہ کفر نہ ہو تو اس کا حکم فتویٰ منقولہ بالا میں مرقوم ہے کہ اقوال کفریہ میں نیت کا اعتبار نہیں۔جو قول مجرد علامت کفر ہو، وہ بھی علامت کفر ہونے کے سبب کفریہ قول ہوگا۔کفریہ قول میں نیت کا اعتبار نہیں، پس قائل پر حکم کفر وارد ہوگا۔افعال میں مجرد علامت کفر کی مثال اور حکم مندرجہ ذیل ہے۔

افعال میں مجرد علامت کفر

اصنام واوثان، کواکب ونجوم اور شمس وقمر معبودان کفار ہیں ۔مشرک اقوام ان سب کی پوجا کرتی ہیں ۔معبودان باطل اور دیگر مخلوقات کے سجدہ کے حکم میں فرق ہے ۔معبودان باطل کا سجدہ کفر ہے ،خواہ کسی نیت سے ہو ۔دیگر مخلوقات کا سجدۂ عبادت کفر ہے اور سجدۂ تعظیمی حرام ہے ۔عہد حاضر میں یہودی قوم کے بعض لوگ شیطان کو پوجنے لگے ہیں ،لہٰذا شیطان بھی اب معبود کفار ہو چکا ہے ۔یوں تو بت پرستی ومخلوق پرستی شیطانی وسوسوں کا ہی نتیجہ ہے ۔

جو بت کو سجدہ کرے ،اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو ،یعنی بت کو سجدہ کی نیت نہ ہو ،پس یہ بت کو سجدہ کرنا نہیں ہوا ،مثلاً بت سامنے ہے اور اللہ تعالیٰ کو سجدہ کی نیت سے سجدہ کیا ،پس یہ بظاہر بت کو سجدہ کرنے والا ہوا ،لیکن جب بت کو سجدہ کی نیت نہیں تو حقیقت میں بت کو سجدہ کرنے والا نہیں ہوا ،پس نیت تعظیم نہ ہونے کے سبب بت کی تعظیم نہیں ہوئی اور کفر باطنی نہیں پایا گیا ،کیوں کہ بت کی تعظیم کفر ہے ،اور تعظیم نہیں پائی گئی ،لیکن بظاہر یہ سجدہ بت کی تعظیم کی صورت میں ہے ،پس یہ مجرد علامت کفر ہے ،لیکن فی نفسہ کفر نہیں ۔ایسا شخص علم الٰہی میں مومن ہے ،لیکن ہم پر اس کی تکفیر فرض ہے ،کیوں کہ بت کو سجدہ کرنا عدم تصدیق کی علامت ہے ،اور ایمان ''تصدیق ماجاء بہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' کا نام ہے ۔

(1) امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان سے سوال ہوا کہ ایک نمازی مسلمان تصویر کو سجدہ کرتا ہے ،وہ مومن ہے یا کافر؟ جواب کا ایک حصہ منقولہ ذیل ہے ۔

''سجدۂ تحیت اگر بت یا چاند یا سورج کو کرتا ہے ،ضرور اس پر حکم کفر ہے ۔کفر اگر چہ عقد قلبی ہے ،مگر جس طرح اقوال زبان اس پر دلیل ہوتے ہیں ،یو ہیں بعض افعال بھی ،جن کو شریعت نے ٹھہرادیا ہے کہ یہ صادر نہیں ہوتے ،مگر کافر سے ۔

انہیں میں سے اشیائے مذکورہ کو سجدہ کرنا ہے ،یا معاذ اللہ مصحف شریف کو نجاست میں پھینک دینا ،یا کسی نبی کی شان میں گستاخی :**کما صرح بہ علمائنا المتکلمون فی**

المسايرة وشروح المقاصد والمواقف والفقه الاكبر وغيرها۔

یوہیں تصویر اگر مشرکین کے معبودان باطل کی ہوتو اسے سجدہ کرنے پر بھی مطلقاً حکم کفر ہے:**لا شتراک العلة،بل لا فرق بينها وبين الوثن الا بالتسطيح بالتجسيم** ۔اوراگر ایسی نہیں ہے تو اسے سجدہ کرنا مطلقاً حرام وکبیرہ ہے،مگر کفر نہیں ۔جب تک بہ نیت عبادت نہ ہو‘‘۔(فتاویٰ رضویہ جلد نہم جز دوم:ص114-رضا اکیڈمی ممبئی)

جوتصویر یا مجسمہ کفار کا معبود نہ ہو،اس کوسجدۂ تعظیمی کرنا حرام ہے۔ایسی تصویر کوسجدہ کرنا کفراس وقت ہوگا جب سجدۂ عبادت کی نیت ہو۔جوتصویر یا مجسمہ یا کوئی زندہ آدمی یا حیوان کفار کے معبود ہوں،ان کوسجدہ کرنا کفر ہے،کیوں کہ کفار اس کومعبود سمجھ کرسجدہ کرتے ہیں،اور یہ آدمی کفر یہ عمل میں کفار کی مشابہت اختیار کررہا ہے۔یہ مشابہت کفر ہے۔

معبودان باطل کوسجدۂ تعظیمی وسجدۂ عبادت دونوں کفر ہے،کیوں کہ یہ علامت کفر ہے۔معبودان باطل کے علاوہ دیگر مخلوقات کوسجدۂ تعظیمی حرام ہے،سجدۂ عبادت کفر ہے۔

اگر کوئی شخص صرف اللہ تعالیٰ ہی کومعبود برحق مانتا ہے،اورمعبود باطل کوسجدہ کیا،لیکن معبود باطل کی تعظیم یااس کی عبادت کا قصد نہیں کیا تو وہ عنداللہ کافر نہیں،لیکن حکم ظاہر میں وہ کافر ہے،کیوں کہ معبودان باطل کوسجدہ کرنا کفار کی مذہبی عبادت ہے ۔حکم ظاہر میں اس کو کافر سمجھا جائے گا۔اس کے ساتھ کافروں کی طرح سلوک کیا جائے گا۔

اگر معبود باطل کوسجدہ کی نیت کرتا تو عنداللہ بھی کافر قرار پاتا،کیوں کہ معبودان کفار کو سجدہ عبادت وسجدہ تعظیمی دونوں کفر ہیں۔غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم کفر ہے۔خواہ سجدہ کے ذریعہ تعظیم کرے،یا کسی اورقول وفعل کے ذریعہ تعظیم کرے۔بتوں کی تعظیم کفر ہے۔

ایک صورت یہ ہے کہ معبود باطل کی طرف رخ کرکے سجدہ کیا اوراس کوسجدہ کی نیت نہیں کیا،مثلاً اللہ کوسجدہ کی نیت کیا،پس بظاہر معبود باطل کوسجدہ ہوا،لہٰذا حکم ظاہر میں وہ کافر ہے،گرچہ وہ عنداللہ مومن ہے۔یہ ایک کفریہ فعل ہے۔اگر کفریہ قول کہا اوردل میں اس کا

معتقد نہیں تو وہ عنداللہ بھی کافر ہے۔قول میں نیت کا کوئی اعتبار نہیں۔یہی صحیح قول ہے۔

(2) حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اولوالعزم مرسلین میں سے ہیں،لیکن نصاریٰ نے انہیں معبود بنا رکھا ہے تو ان کی تصویر کو سجدۂ تعظیمی کرنا بھی کفر ہے،محض حرام نہیں۔جب کہ پیر کی تصویر کو سجدۂ تعظیمی کرنا حرام ہے،کفر نہیں۔ہاں،نبی ورسول کی تعظیم وتوقیر کا حکم شریعت اسلامیہ میں ہے تو وہ تعظیم بجالائی جائے گی،جس کی اجازت شریعت میں ہو۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''اشباہ والنظائر وغیرہا معتمدات اسفار میں ہے:**عبادة الصنم كفر–ولا اعتبار بما فى قلبه–وكذا لو صور عيسى عليه الصلوٰة يسجد له–وكذا اتخاذ الصنم لذلك–وكذا لو تزنر بزنار اليهود والنصارى–دخل كنيستهم او لم يدخل**''۔

(فتاویٰ رضویہ:جلد ششم:ص149-رضا اکیڈمی ممبئ)

ترجمہ:بت کی عبادت کفر ہے۔دل میں جو کچھ ہے،اس کا اعتبار نہیں۔ایسا ہی حکم اس کا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر بنا کر اسے سجدہ کرے۔اسی طرح سجدہ کے لیے بت بنانے کا حکم ہے۔اسی طرح اگر کسی نے یہود ونصاریٰ کا زنار باندھا،خواہ ان کے گرجا میں داخل ہو یا نہ ہو۔

(3) امام اہل سنت نے رقم فرمایا:''خود مسئلہ بدیہی ہے۔کیا جو شخص پانچ وقت قبلہ کی طرف نماز پڑھتا اور ایک وقت مہادیو کو سجدہ کر لیتا ہو،کسی عاقل کے نزدیک مسلمان ہوسکتا ہے۔حالاں کہ اللہ کو جھوٹا کہنا یا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنا مہادیو کے سجدے سے کہیں بدتر ہے۔اگر چہ کفر ہونے میں برابر ہے،وذلک ان الکفر بعضہ اخبث من بعض (اور یہ اس لیے کہ بعض کفر بعض سے خبیث تر ہے۔ت)

وجہ یہ کہ بت کو سجدہ علامت تکذیب خدا ہے اور علامت،تکذیب میں تکذیب کے برابر نہیں ہوسکتی اور سجدہ میں یہ احتمال عقلی بھی نکل سکتا ہے کہ محض تحیت ومجرا مقصود ہو،نہ کہ

عبادت، اور محض تحیت فی نفسہ کفر نہیں، ولہٰذا اگر مثلاً کسی عالم یا عارف کو تحیۂ سجدہ کرے، گنہ گار ہوگا، کافر نہ ہوگا۔ امثال بت میں شرع نے مطلقاً حکم کفر بر بنائے شعار خاص رکھا ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد30-ص338- جامعہ نظامیہ لاہور)

امام اہل سنت قدس سرہ القوی نے منقولہ بالا عبارت کے حاشیہ میں رقم فرمایا:

''شرح مواقف میں ہے: **(سجوده لها يدل بظاهره انه ليس بمصدق- ونحن نحكم بالظاهر فلذا حكمنا بعدم ايمانه-لا لان عدم السجود لغير اللّٰه داخل فى حقيقة الايمان حتى لو علم انه لم يسجد لها علىٰ سبيل التعظيم واعتقاد الالٰهية بل سجد لها وقلبه مطمئن بالتصديق لم يحكم بكفره فيمابينه وبين اللّٰه،وان اجرى عليه حكم الكفر فى الظاهر)** -۱۲منہ''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد30:ص338- جامعہ نظامیہ لاہور)

ترجمہ: اس کا سورج کو سجدہ کرنا بظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ (حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی) تصدیق نہیں کرتا ہے، اور ہم ظاہر پر حکم لگاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس کے عدم ایمان کا حکم لگایا۔ یہ حکم اس وجہ سے نہیں لگایا کہ غیر اللہ کو سجدہ نہ کرنا ایمان کی حقیقت میں داخل ہے، یہاں تک کہ اگر معلوم ہو جائے کہ اس نے سورج کو سجدہ بطور تعظیم اور اس کو معبود سمجھ کر نہیں کیا، بلکہ اس کو سجدہ کیا، درآں حالے کہ اس کا دل تصدیق وایمان پر مطمئن تھا تو عنداللہ اس کے کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا، اگر چہ حکم ظاہر میں اس پر کفر کا حکم جاری کیا جائے گا۔

جس طرح معبودان باطل کو سجدہ کرنا کفر ہے، خواہ کسی نیت سے ہو، کیوں کہ یہ تکذیب خدا ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی علامت ہے۔ اسی طرح معبودان باطل کی تعظیم وتکریم بھی کفر ہے، خواہ نیت کچھ بھی ہو۔ معبودان باطل کی تعظیم ہر صورت میں کفر ہے، کیوں کہ یہ بھی علامت کفر اور تصدیق کے منافی ہے، جیسے قرآن مجید کو آلودگی میں

ڈالنا کفر کی علامت ہے۔اگر غیر اللہ کو سجدۂ عبادت کیا تو یہ شرک قطعی اور کفر کلامی ہے۔

اگر معبودان باطل کو سجدۂ تعظیمی کیا تو یہ بھی کفر ہے۔اگر معبودان باطل کے علاوہ کسی دوسرے کو سجدۂ تعظیمی کیا تو حرام ہے، کفر نہیں ۔معبودان باطل اور دیگر مخلوقات کے سجدۂ تعظیمی کا حکم جداگانہ ہے ۔معبودان باطل کو سجدہ کرنا، کفر یہ فعل میں کفار کی مشابہت اختیار کرنا ہے،لہٰذا تشبہ بالکفار کے کے سبب معبودان باطل کو ہر قسم کا سجدہ کفر ہے۔

امام ابن حجر ہیتمی شافعی نے رقم فرمایا:(**فی المواقف وشرحها:من صَدَّقَ بما جاء به النَّبِیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم ومع ذلک سَجَدَ للشمس کان غیر مؤمن بالاجماع -لان سجودَه لَهَا یَدُلُّ بظاهره علٰی انه لیس بِمُصَدِّق و نحن نحکم بالظاهر فلذلک حَکَمْنَا بعدم ایمانه-لَا لِاَنَّ عَدْمَ السُّجُودِ لِغَیْرِ اللّٰه داخلٌ فی حقیقة الایمان-حَتّٰی لَوْ عُلِمَ انه لم یسجد لها علٰی سبیل التعظیم واعتقاد الالٰهیة بل سَجَدَ لَهَا وقلبه مطمئن بالتصدیق لَمْ یُحْکَمْ بکفره فیما بینه وبین اللّٰه وَاِنْ اُجْرِیَ عَلَیْه حُکْمُ الْکَافِرِ فی الظاهر-انتهٰی**)

(الاعلام بقواطع الاسلام:ص348)

ترجمہ:مواقف اوراس کی شرح میں ہے: جس نے ان تمام امور کی تصدیق کی جنہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لے کر آئے اوراس کے ساتھ اس نے سورج کو سجدہ کیا تو وہ بالاجماع غیر مومن ہوگا ،کیوں کہ اس کا سورج کو سجدہ کرنا بظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ (نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی) تصدیق نہیں کرتا ہے اور ہم ظاہر پر حکم لگاتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس کے عدم ایمان کا حکم لگایا۔ یہ حکم اس وجہ سے نہیں لگایا کہ غیر اللہ کو سجدہ نہ کرنا ایمان کی حقیقت میں داخل ہے، یہاں تک کہ اگر معلوم ہو جائے کہ اس نے سورج کو سجدہ بطور تعظیم اوراس کو معبود سمجھ کر نہیں کیا، بلکہ اس کو سجدہ کیا، درآں حالے کہ اس کا دل تصدیق وایمان کے ساتھ مطمئن تھا تو عنداللہ اس کے

کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا، اگر چہ حکم ظاہر میں اس پر کفر کا حکم جاری کیا جائے گا۔

قول شارح (**لان سجوده لَهَا يَدُلُّ بظاهره**) میں ظاہر سے ظاہر حال مراد ہے۔اصول فقہ میں بھی ایک اصطلاح کا نام ''ظاہر'' ہے، یعنی ظاہر ونص ومفسر ومحکم ۔ یہاں ظاہر سے یہ اصول فقہ کی اصطلاح مراد نہیں۔متکلمین اس اصطلاح کے اعتبار سے ظاہر پر حکم کفر نہیں عائد کرتے ، بلکہ جب کلام کفری معنی میں مفسر (صریح متعین) ہو،تب کفر کلامی کا حکم جاری ہوتا ہے۔(**وَاِنْ اُجْرِىَ عَلَيْه حُكْمُ الْكَافِرِ فى الظاهر**) میں ظاہر سے مراد یہ ہے کہ حکم دنیا میں اسے کافر سمجھا جائے گا اور کافروں کی طرح سلوک کیا جائے گا۔

والله تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

<u>وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ العظیم</u>

باب سیزدہم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

جبرواکراہ سے کیا مراد ہے؟

جس مسلمان کو کفریہ کلمہ کہنے پر مجبور کیا گیا، یا کفار کی مذہبی عبادت پر مجبور کیا گیا، اس نے جبرواکرہ کے سبب محض زبان سے کلمہ کفر کہا، یا جبرواکراہ کے سبب مذہبی عبادت کو انجام دیااور اس کا دل ایمان پر مطمئن تھا تو یہ کافر نہیں ۔جبرواکراہ کی تشریح مندرجہ ذیل ہے۔

(1) صدرالشریعہ قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:’’اکراہ کی دو قسمیں ہیں۔ایک تام ،اوراس کوملجی بھی کہتے ہیں۔دوسری ناقص ،اس کو غیر ملجی بھی کہتے ہیں۔اکراہ تام یہ ہے کہ مارڈالنے یا عضو کاٹنے یا ضرب شدید کی دھمکی دی جائے۔ضرب شدید کا مطلب یہ ہے کہ جس سے جان یا عضو کے تلف ہونے کا اندیشہ ہومثلاً کسی سے کہتا ہے کہ یہ کام کر، ورنہ تجھے مارتے مارتے بے کار کردوں گا۔اکراہ ناقص یہ ہے کہ جس میں اس سے کم کی دھمکی ہو،مثلاً پانچ جوتے ماروں گا، یا پانچ کوڑے ماروں گا، یا مکان میں بند کردوں گا، یا ہاتھ پاؤں باندھ کرڈال دوں گا‘‘۔(بہار شریعت: حصہ پانزدہم:ص189-مکتبۃ المدینہ: کراچی)

ایمان وکفر کے معاملہ میں صرف اکراہ تام معتبر ہے۔دیگر معاملات کے احکام میں کچھ فرق ہے۔اکراہ کے مسئلہ میں تمام امور کا حکم یکساں نہیں۔اسی طرح اکراہ کے سبب بعض امور کو انجام دینے کی رخصت ہے،اور بعض امور کو انجام دینا فرض ہے۔فقہی کتابوں میں اکراہ کے مسائل کی تفصیل مرقوم ہوتی ہے۔

(2)’’مجبوری اوراکراہ کی صورت میں حکم کفر نہیں۔مجبوری کے یہ معنی ہیں کہ جان جانے یا عضو کٹنے یا ضرب شدید کا صحیح اندیشہ ہو۔اس صورت میں صرف زبان سے اس کلمہ کے کہنے کی اجازت ہے،بشرطے کہ دل میں وہی اطمینان ایمانی ہو‘‘۔

(بہارشریعت: حصہ 9:ص456-مکتبۃ المدینہ کراچی)

مجبور مسلمان نے محض جبر و اکراہ کے سبب کفریہ کلام کہا، یا کفار کے معبودوں کی عبادت کی، لیکن اس کا دل ایمان پر مطمئن تھا تو وہ کافر نہیں۔ نہ حکم ظاہر میں کافر ہے، نہ عند اللہ کافر ہے۔ اکراہ سے اکراہ تام مراد ہے کہ جان جانے، عضو تلف ہونے یا ضرب شدید کا خوف ہو۔ اکراہ ناقص کے سبب کفریہ کلام کہا تو حکم دنیا میں کافر ہے، عند اللہ مومن ہے۔

(3)''معاذ اللہ کفر کرنے پر اکراہ ہوا، اور قتل یا قطع عضو کی دھمکی دی گئی تو اس شخص کو صرف ظاہری طور پر اس کفر کے کر لینے کی رخصت ہے، اور دل میں وہی یقین ایمانی قائم رکھنا لازم ہے جو پہلے تھا اور اس شخص کو چاہئے کہ اپنے قول وفعل میں توریہ کرے، یعنی اگر چہ اس فعل یا قول کا ظاہر کفر ہے، مگر اس کی نیت ایسی ہو کہ کفر نہ رہے، مثلاً اس کو مجبور کیا گیا کہ بت کو سجدہ کرے، اور اس نے سجدہ کیا تو یہ نیت کرے کہ خدا کو سجدہ کرتا ہوں، یا سرکار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں گستاخی کرنے پر مجبور کیا گیا تو کسی دوسرے شخص کی نیت کرے، جس کا نام محمد ہو، اور اگر اس شخص کے دل میں توریہ کا خیال آیا، مگر توریہ نہ کیا یعنی خدا کے لیے سجدہ کی نیت نہیں کی تو یہ شخص کافر ہو جائے گا، اور اس کی عورت نکاح سے خارج ہو جائے گی، اور اگر اس شخص کو توریہ کا دھیان ہی نہیں آیا کہ توریہ کرتا اور بت کو سجدہ کیا، مگر دل سے اس کا منکر ہے تو اس صورت میں کافر نہیں ہوگا''۔(درمختار، ردالمحتار)

(بہارشریعت: حصہ پانزدہم:ص192-مکتبۃ المدینہ کراچی)

اکراہ تام کی صورت میں کفریہ کلام کہنے کا حکم

(1)قال ابن قدامة الحنبلی (م۶۲۰ھ):(وَمَنْ اُکْرِہَ عَلَی الْکُفْرِ فَاَتٰی بکلمة الکفر لم یَصِرْ کَافِرًا-وبھذا قال مالک وابو حنیفة والشافعی)

(المغنی مع الشرح الکبیر: جلد دہم:ص105)

ترجمہ: جس کو کلمہ کفر کہنے پر مجبور کیا گیا اور اس نے کفریہ کلام کہا تو وہ کافر نہیں۔حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایسا ہی فرمایا۔

(2)علامہ ابن عابدین شامی نے رقم فرمایا:(ثم قال فی البحر :والحاصل ان من تَکَلَّمَ الْکُفْرَ هَازِلًا اَوْ لَاعِبًا کَفَرَ عِنْدَ الْکُلِّ–وَلَا اِعْتِبَارَ بِاعْتِقَادِهٖ کَمَا صَرَّحَ به فی الخانیة–وَمَنْ تَکَلَّمَ بِهَا مُخْطِئًا اَوْ مُکْرَهًا،لَا یَکْفُرُ عِنْدَ الْکُلِّ–وَمَنْ تَکَلَّمَ بِهَا عَامِدًا عالمًا کَفَرَ عِنْدَ الْکُلِّ–وَمَنْ تَکَلَّمَ بِهَا اِخْتِیَارًا جَاهِلًا بِاَنَّهَا کُفْرٌ–ففیه اختلافٌ)(ردالمحتار: جلد چہارم:ص408-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: پھر بحرالرائق میں فرمایا: حاصل کلام یہ کہ جس نے ہزل واستہزا یا لہو ولعب کے طور پر کلمہ کفر کہا، وہ سب کے یہاں کافر ہے، اور اس کے اعتقاد کا اعتبار نہیں جیسا کہ فتاویٰ خانیہ میں اس کی صراحت فرمائی، اور جس نے غلطی سے یا جبر واکراہ کے سبب کلمہ کفر کہا ، وہ کسی کے یہاں کافر نہیں اور جس نے کلمہ کفر کو قصداً جان بوجھ کر کہا، وہ سب کے یہاں کافر ہے، اور جس نے کلمہ کفر کو قصداً کہا، اس سے ناواقفی کی حالت میں کہ وہ کلمہ کفر ہے تو اس کے کفر میں اختلاف ہے۔

(وَمَنْ تَکَلَّمَ بِهَا مُخْطِئًا اَوْ مُکْرَهًا،لَا یَکْفُرُ عِنْدَ الْکُلِّ) کا مفہوم ہے کہ اگر غلطی سے زبان سے کفریہ کلمہ نکل جائے، یا اکراہ کامل کے سبب کفریہ کلام کہے تو کفر نہیں۔

بسا اوقات مختلف ممالک میں غیر مسلموں کی طرف سے مسلمانوں کو کفریہ کلمات کہنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔صرف اکراہ تام کی صورت میں کفریہ کلمہ کہنے کی رخصت ہے۔اگر توریہ کا خیال آئے تو توریہ پر عمل فرض ہے۔توریہ نہ کرے تو حکم کفر عائد ہوگا۔

اکراہ ناقص کی صورت میں کفریہ کلام کہنے کا حکم

امام علاءالدین کاسانی حنفی (م ۵۸۷ھ) نے رقم فرمایا:(هذا اذا کان الاکراه

علی الکفر تاما-فاما اذا کان ناقصا یحکم بکفرہ-لانہ لیس بمکرہ فی الحقیقۃ-لانہ ما فعلہ للضرورۃ،بل لدفع الغم عن نفسہ-ولو قال:کان قلبی مطمئنا بالایمان لا یصدق فی الحکم لانہ خلاف الظاھر کالطائع اذا جری الکلمۃ ثم قال:کان قلبی مطمئنا-ویصدق فیما بینہ وبین اللّٰہ تعالیٰ)

(البدائع والصنائع: جلد ہفتم:ص179-دار الکتاب العربی بیروت)

ترجمہ: یہ اس وقت ہے جب کفر پر اکراہ تام ہو،لیکن جب اکراہ ناقص ہوتو اس کے کفر کا حکم دیا جائے گا،اس لیے کہ حقیقت میں وہ مکرہ (مجبور) نہیں ہے،اس لیے کہ اس نے یہ (کفریہ کلام کہنا) ضرورت کے سبب نہیں کیا، بلکہ اپنے سے غم کو دور کرنے کے لیے کیا۔

اور اگر وہ کہے کہ میرا دل ایمان پر مطمئن تھا تو حکم ظاہر میں اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی ،کیوں کہ وہ ظاہر حال کے خلاف ہے، جیسے طائع (غیر مکرہ) جب کلمہ کفر جاری ہو، پھر وہ کہے کہ میرا دل (ایمان پر) مطمئن تھا اور بندہ وخدا کے مابین اس کی تصدیق کی جائے گی۔

جو جبر واکراہ شرعاً معتبر ہے، وہ اکراہ تام ہے۔اگر جبر واکراہ تام نہیں تھا،اور وہ محض کسی کے ڈرانے دھمکانے پر کفریہ کلمہ کہا تو اسے حکم ظاہر میں کافر قرار دیا جائے گا۔

(**لانہ ما فعلہ للضرورۃ،بل لدفع الغم عن نفسہ**) کامفہوم یہ ہے کہ اکراہ تام نہیں تھا،لیکن ڈر اور خوف سے اپنی پریشانی دور کرنے کے لیے کفریہ کلام کہا تو کافر ہے۔

اگر وہ کہے کہ میرا دل ایمان پر مطمئن تھا تو اکراہ ناقص کی صورت میں وہ عند اللہ مومن ہوگا۔حکم ظاہر میں اسے کافر سمجھا جائے گا۔اسے توبہ،تجدید ایمان وتجدید نکاح کا حکم ہوگا۔

(**کان قلبی مطمئنا-ویصدق فیما بینہ وبین اللّٰہ تعالیٰ**) سے ظاہر ہے کہ اکراہ ناقص کی صورت میں بھی حکم ظاہر میں کافر ہے،لیکن عند اللہ کافر نہیں ۔مسلمان اس کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو مرتد کے ساتھ سلوک کا حکم ہے۔بالفرض کبھی ایسا حادثہ کسی کے ساتھ درپیش ہو جائے تو تاویل اور قیل وقال سے کوئی فائدہ نہیں ۔توبہ وتجدید ایمان کرنا

کون سا محال ہے۔توبہ وتجدید ایمان سے عزت بڑھتی ہے،گھٹتی نہیں۔

اکراہ تام کی صورت میں توریہ کا حکم

جصاص رازی حنفی:ابوبکر احمد بن علی(305-370ھ) نے لکھا:

(قوله تعالى:(من كفر بالله من بعد إيمانه إلا من أكره وقلبه مطمئن بالإيمان)-روى معمر عن عبد الكريم عن أبى عبيد بن محمد بن عمار بن ياسر:(إلا من أكره وقلبه مطمئن بالإيمان)قال:أخذ المشركون عمارا وجماعة معه فعذبوهم حتى قاربوهم فى بعض ما أرادوا.

فشكا ذلك إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم-قال:كيف كان قلبك؟قال:مطمئن بالإيمان-قال:فإن عادوا فعد:

قال أبو بكر:هذا اصل فى جواز إظهار كلمة الكفر فى حال الإكراه -والإكراه المبيح لذلك هو أن يخاف على نفسه أو بعض أعضائه التلف إن لم يفعل ما أمره به فأبيح له فى هذه الحال أن يظهر كلمة الكفر.

ويعارض بها غيره إذا خطر ذلك بباله فإن لم يفعل ذلك مع خطوره بباله كان كافرا.

قال محمد بن الحسن:إذا أكرهه الكفار علىٰ أن يشتم محمدًا صلى الله عليه وسلم-فخطر بباله أن يشتم محمدا آخر غيره فلم يفعل وقد شتم النبى صلى الله عليه وسلم،كان كافرا-وكذلك لو قيل له:لتسجدن لهذا الصليب فخطر بباله أن يجعل السجود لله فلم يفعل وسجد للصليب كان كافرا-فإن أعجلوه عن الروية ولم يخطر بباله شىء وقال ما أكره عليه أو فعل لم يكن كافرا،إذا كان قلبه مطمئنا بالإيمان.

قال أبو بکر: وذلک لأنه إذا خطر بباله ما ذکرنا فقد أمکنه أن یفعل الشتیمة لغیر النبی صلی اللّٰه علیه وسلم-إذا لم یکن مکرها علی الضمیر وإنما کان مکرها علی القول-وقد أمکنه صرف الضمیر إلی غیره-فمتی لم یفعله فقد اختار إظهار الکفر من غیر إکراه فلزمه حکم الکفر .

وقوله صلی اللّٰه علیه وسلم لعمار: (إن عادوا فعد)إنما هو علٰی وجه الإباحة،لا علٰی وجهة الإیجاب ولا علی الندب-وقال أصحابنا:الأفضل أن لا یعطی التقیة ولا یظهر الکفر حتی یقتل وإن کان غیر ذلک مباحا له)

(احکام القرآن: جلد پنجم:ص 13-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ:ارشاد الٰہی (جو اپنے ایمان کے بعد اللہ تعالیٰ کا انکار کرے ،مگر جو مجبور کیا جائے اوراس کا دل ایمان پرمطمئن ہو) معمر نے عبدالکریم سے ،انہوں نے ابوعبید بن محمد بن عمار بن یاسر سے روایت کیا: (مگر جومجبور کیا جائے اوراس کا دل ایمان پرمطمئن ہو)

ابوعبید نے فرمایا کہ مشرکین نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران کے ساتھ (مسلمانوں کی)ایک جماعت کوگرفتار کرلیا، پس انہیں خوب عذاب دیا، یہاں تک کہ ان کواپنے بعض ارادے کے قریب پہنچا دیا۔

پس حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضوراقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کی شکایت کی۔حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:تمہارادل کیسا تھا؟

حضرت عمار نے عرض کیا: ایمان پرمطمئن تھا۔حضوراقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشادفرمایا:اگروہ لوگ دوبارہ (ظلم وستم) کریں توتم دوبارہ (ویسا) کرو۔

ابوبکر جصاص رازی نے کہا: حالت اکراہ میں کلمہ کفر کے اظہار کے جائز ہونے میں یہ حدیث اصل ہے، اوراس کوجائز کرنے والا اکراہ وہ ہے کہ اپنی جان کا خوف ہو، یا اپنے بعض اعضا کے تلف ہونے کا خوف ہو،اگروہ نہ کرے جس کا اسے حکم دیا جارہا ہے، پس اس

حال میں اس کو کلمہ کفر کے اظہار کی اجازت دی گئی۔

اور کلمہ کفر کے معارض دوسرا کلمہ ہوگا جب اس کے دل میں اس کا خیال آئے تو اگر وہ اس کا خیال آنے کے باوجود اسے نہ کرے تو وہ کافر ہے۔

امام محمد بن حسن نے فرمایا: جب کفار اسے مجبور کریں کہ وہ ''محمد'' (حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو سب وشتم کرے تو اس کے دل میں خیال آیا کہ وہ کسی دوسرے محمد کو سب وشتم کرے، پھر اس نے ایسا نہ کیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب وشتم کیا تو وہ کافر ہے۔

اسی طرح اگر اسے کہا جائے کہ تم ضرور اس صلیب کو سجدہ کرو تو اس کے دل میں خیال آیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرے پس اس نے ایسا نہ کیا اور صلیب کو سجدہ کیا تو وہ کافر ہے۔

پس اگر لوگوں نے اس کے ساتھ جلد بازی کی (جس سے وہ غور وفکر نہ کر سکا) اور اس کے دل میں کسی چیز کا خیال نہ آیا اور اس نے وہ کہہ دیا یا کر دیا جس پر اسے مجبور کیا گیا تو وہ کافر نہ ہوا، جب کہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔

جصاص رازی نے کہا: حکم کفر اس لیے ہے کہ جب اس کے دل میں ہمارے ذکر کردہ امر کا خیال گزرا تو اسے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کو سب وشتم کرنا ممکن تھا، کیوں کہ وہ قلب پر مجبور نہیں تھا، وہ صرف قول پر مجبور تھا اور اسے دل کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کی طرف پھیر دینا ممکن تھا، پس جب اس نے ایسا نہیں کیا تو اس نے بلا جبر واکراہ کفر کو اختیار کیا تو اسے حکم کفر لازم ہوگیا۔

اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک کہ ''اگر وہ لوگ دوبارہ (ظلم وستم) کریں تو تم دوبارہ (ویسا) کرو'' یہ اباحت کے طور پر ہے، ایجاب واستحباب کے طور پر نہیں ہے۔

اور ہمارے اصحاب حنفیہ نے فرمایا: افضل ہے کہ تقیہ نہ کرے اور کفر ظاہر نہ کرے،

یہاں تک کہ وہ قتل ہو جائے ، گر چہ اس کے علاوہ صورت اس کے لیے جائز ہے۔

جصاص رازی کے قول (**ویعارض بها غیره إذا خطر ذلک بباله–فإن لم یفعل ذلک مع خطوره بباله کان کافرا**) کامفہوم یہ ہے کہ بوقت اکراہ اگر اس کے دل میں توریہ کی صورت کا خیال آیا تو وہ توریہ کرے۔اگر توریہ نہ کرے گا تو اس پر کفر کا حکم عائد ہوگا، کیوں کہ کلمہ کفر سے بچنے کی ایک راہ اسے فراہم ہو چکی ہے۔

مشرکین نے کسی مسلمان کو مجبور کیا اور کہا کہ تم اپنے معبود کو برا بھلا کہو۔مسلمان نے مشرکین کے معبود باطل کی نیت کی اور کہا کہ معبود ایسا ہے، ویسا ہے۔یہی توریہ ہے۔

(**إذا لم یکن مکرها علی الضمیر وإنما کان مکرها علی القول**) کا مفہوم یہ ہے کہ مشرکین دل کی نیت پر جبر نہیں کر سکتے ،لہٰذا جب توریہ کی صورت خیال میں آئے تو حالت اکراہ میں بھی مسلمان پر توریہ فرض ہے، ورنہ کفر کا حکم عائد ہوگا۔

(**فإن أعجلوه عن الرویة ولم یخطر بباله شیء،وقال ما أکره علیه أو فعل لم یکن کافرا،إذا کان قلبه مطمئنا بالإیمان**) کامفہوم یہ ہے کہ جلد بازی میں توریہ کی صورت خیال میں نہ آسکی اور کلمہ کفر کہا، اور دل ایمان پر مطمئن تھا تو معذور ہے۔

توریہ کا خیال آنے پر توریہ کرنا فرض

اکراہ تام کی صورت میں توریہ کا خیال آیا تو مجبور شخص کو توریہ کرنا فرض ہے۔توریہ نہ کیا تو حالت اکراہ میں بھی کلمہ کفر کہنے پر کفر کا حکم ہے۔حالت اکراہ میں توریہ سے متعلق فتاویٰ رضویہ سے سوال وجواب منقولہ ذیل ہے۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہر بنارس میں ایک مسجد متصل کچہری دیوانی جس میں نماز وقتیہ وجمعہ ہوتا ہے، عرصہ دراز سے ایک جلسہ بایمائے حاکم ضلع بغرض انہدام مسجد مذکور اہل اسلام نے کیا۔

من جملہ اور باتوں کے بیان کیا گیا کہ مسجد کا کھودنا بمعاوضہ مکان دیگر از روئے کتب فقہ جائز ہے تو یہ مسجد کھود ڈالی جائے، بعوض اس کے دوسری مسجد سرکار کی جانب سے تیار کر دی جائے، حالاں کہ مسجد کا کھودنا از روئے فقہ جائز نہیں ہے۔

عالمگیریہ میں ہے:(**لو کان مسجد فی محلة ضاق علٰی اهله ولا یسعهم ان یزیدوا فیه فسألهم بعض الجیران ان یجعلوا ذلک المسجد له لیدخله فی داره ویعطیهم مکانه عوضا ما هو خیر له فیسع فیه اهل المحلة–قال محمد رحمه اللّٰه تعالٰی: لا یسعهم ذلک**)

(اگر محلّہ کی مسجد اہل محلّہ پر تنگ ہوگئی ہو، اور وہ لوگ اس میں کشادگی نہ کر سکتے ہوں تو اس مسئلہ کے متعلق بعض پڑوسی یہ کہتے ہوں کہ مسجد کو ان میں سے کوئی ایک حاصل کرے، اور اپنے گھر میں شامل کرے، اور اس کے عوض متبادل بہتر جگہ مسجد کے لیے خرید ے، تاکہ اہل محلّہ مسجد میں کشادگی حاصل کر سکیں۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: ایسا کرنا ان کے لیے جائز نہیں ہے۔ ت)

اُس جلسہ میں بعض وہ شریک تھے جو بنارس کے مولوی صاحب کہلاتے ہیں۔ انھوں نے معلوم نہیں کس غرض سے مسجد مذکور کے کھودنے کے واسطے رائے دی اور دستخط بھی کیے، بلکہ مولوی صاحب موصوف سے لوگوں نے دریافت کیا تو مولوی صاحب نے جواب دیا:

کھودنے کے واسطے رائے نہ دیتا تو کیا بیڑیاں پیروں میں ڈالتا، حالت اکراہ میں تو دو خدا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو گالیاں دینا جائز ہیں۔

حالاں کہ کسی قسم کا اکراہ حاکمِ ضلع کی جانب سے نہ تھا، صرف اہلِ اسلام سے امر مذکور الصدر میں رائے طلب کی گئی تھی۔ مولوی صاحب نے اکراہ کو ''قُطِعَ اَوْقُتِلَ'' کے ساتھ مقید نہیں کیا، اور نہ توریہ کو کہا جس کی قید کتبِ فقہ میں ہے۔ الغرض ایسی ایسی باتیں مولوی صاحب نے بیان کیں جس سے عوام کے گمراہ ہو جانے کا خیال ہے۔

حنفیوں پر اکثر طعنے بھی مخالفین کے ہونے لگے کہ تمھارے یہاں ایسے ایسے گندے مسائل ہیں۔ مولوی صاحب کو امام نماز کا از روئے شرع و مصلحت بنانا چاہئے، یا نہیں؟

بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب

الجواب: یہ شخص بنص قطعی قرآن شریف فاسق وفاجر ہے۔ قال اللہ تعالٰی: (**ومن اظلم ممن منع مساجد اللّٰہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعٰی فی خرابھا**)

اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو باز رکھے خدا کی مسجدوں کو اُن میں نامِ خدا لیے جانے سے اور کوشش کرے ان کی ویرانی میں۔

عذرِ اکراہ محض جھوٹا ہے۔ جو کمیٹیاں رائے زنی کے لیے مقرر کی جاتی ہیں، ہرگز حکام کی طرف سے گلے میں چھری نہیں رکھی جاتی کہ اگر تم نے یوں رائے نہ دی تو قتل کر دیئے جاؤ گے، یا زبان کاٹ لی جائے گی، یا ہاتھ قلم کر دیئے جائیں گے، بلکہ رائے زنی کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ہر شخص آزادانہ اپنی رائے ظاہر کرے۔

ہاں، دنیا پرست جیفہ خور خوشامد میں آکر دین وایمان گنوا کر حکام پر جبر واکراہ کا طوفان اٹھا کر بحیلہ کاذبہ اکراہ چاہیں، مسجد ڈھائیں، چاہے خدا ورسول کو گالیاں سنائیں، چاہے دو کے آتے تین گائیں۔ (**وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون**)

(عنقریب ظالم لوگ جان لیں گے کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ ت)

ایسے لوگ نہ عنداللہ معذور ہو سکتے ہیں، نہ عندالحکام مجبور

مبادا دل آں فرومایہ شاد   کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

(اس کمینے کا دل کبھی خوش نہ ہو جو دنیا کی خاطر دین کو ہوا کے حوالے کر دیتا ہے۔ ت)

خردمند انصاف پسند حاکموں کی نگاہ میں بھی دین فروش نہایت ذلیل وخوار ہوتا ہے کہ جس نے ذرا سی خوشامد کے لیے دین جیسی عزیز چیز کو خیر باد کہا، اس سے جو پا جائے، تھوڑا ہے۔ جس نے ادنٰی طمع کے واسطے حاکم حقیقی جل جلالہ سے روگردانی کی، اس حاکم دنیوی

کے ساتھ خیر خواہی کی توقع کیا ہے۔(**خسر الدنیا والاٰخرۃ ذلک ھو الخسران المبین**)(دنیا وآخرت کا گھاٹا یہی صریح نقصان ہے۔ت)

اور مسئلہ اکراہ یوں بے قید الفاظ جو خدا اور رسول کی جانب منہ بھر کر اس شخص نے کہے ، وہ بھی اس کے سوئے ادب وقلت دین پر دال ہیں۔شرع مطہر میں خوفِ جان کے وقت بھی حکم عزیمت یہی ہے کہ کسی طرح اصلاً کلمہ کفر زبان سے نہ نکالے ،اور رخصت یہ کہ حتی الامکان توریہ کر کے پہلو دار بات سے جان بچائیں۔اگر توریہ پر قادر تھا،اور اسے چھوڑ کر صریح کلمہ کفر بولا ،قطعاً یقیناً کافر ہو جائے گا۔

دُرمختار میں ہے:(**ان اکرہ علی الکفر باللّٰہ تعالٰی او بسب النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم بقطع او قتل،رخص لہ ان یظھر ما امر بہ علٰی لسانہ ویوری وقلبہ مطمئن بالایمان—وان خطر ببالہ التوریۃ ولم یور کفر وبانت دیانۃ وقضاء(نوازل وجلالیۃ)ویوجر لو صبر لترکہ الاجراء المحرم:الخ باختصار**)

اگر کسی کو مجبور کر دیا گیا کہ وہ اللہ تعالٰی کے ساتھ معاذ اللہ کفر کرے،یا نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو معاذ اللہ گالی دے،ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا،یا اس کا کوئی عضو کاٹ لیا جائے گا تو اسے اجازت ہے کہ زبان پر ایسے کلمات کو جاری کر دے جن کا مطالبہ کیا گیا ہو، لیکن توریہ(یعنی حتی الامکان پہلو دار بات کے ذریعے جان بچائے) سے کام لے،اور اس کا دل ایمان پر مطمئن اور قائم رہے،اور اگر اس کے دل میں توریہ کا خیال آیا،مگر اس نے توریہ نہ کیا تو وہ کافر ہو جائے گا،اور اس کی عورت قضاءً و دیانۃً بائنہ ہو جائے گی(نوازل اور جلالیہ)،اور اگر صبر وہمت سے کام لے تو اجر پائے گا،کیوں کہ اس نے حرام کام کے ارتکاب کا ترک کیا ہے:الخ،اختصاراً۔ت)

ایسے شدید فاسق کو افضل الاعمال نماز ومناجات بارگاہِ بے نیاز میں اپنا امام بنانا سخت حماقت اور دین میں بے احتیاطی و جرأت ہے،جب وہ ادنیٰ طمع یا خوشامد کے لیے مسجد

ڈھانے کے لیے موجود ہے تو ادنیٰ تکلیف یا کاہلی کے باعث بے نہائے یا بے وضو نماز پڑھاتے اسے کیا لگتا ہے۔ایسے کو امام بنانے والے گناہ گار ہوں گے۔مسلمانوں کو چاہئے ہرگز ہرگز اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔اگر ناواقفی میں پڑھ لی تو اعادہ کریں۔

غنیۃ شرح منیہ میں ہے:(**لو قدموا فاسقا یاثمون بناء علیٰ ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لعدم اعتنائه بامور دینه وتساهله فی الاتیان بلوازمه،فلا یبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوٰة وفعل ما ینافیها،بل هو الغالب بالنظر الی فسقه**)

(اگر لوگوں نے فاسق کو امام بنادیا تو اس بنا پر گناہگار ہوں گے کہ ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، کیوں کہ فاسق امور دینیہ میں لاپروائی برتتا ہے اور دین کے لوازمات کو بجا لانے میں سستی کرتا ہے، پس ایسے شخص سے یہ بعید نہیں کہ وہ نماز کے بعض شرائط چھوڑ دے اور نماز کے منافی عمل کو بجالائے، بلکہ ایسا کرنا اس کے فسق کے پیش نظر اغلب ہے۔ت)

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم:ص481-483-جامعہ نظامیہ لاہور)

مذکورہ امام نے قتل نفس،تلف عضو وضرب شدید کے خوف کے بغیر ہی اکراہ مان لیا اور اکراہ میں بھی توریہ کا خیال ہونے پر توریہ کا حکم ہے،اسے بھی نظر انداز کردیا، نیز مذکورہ صورت میں اکراہ کی صورت ہی نہ تھی، بلکہ مشورہ طلب کیا گیا تھا۔امام نے بلا اکراہ شرعی مسجد کی منتقلی کو قبول کرلیا،اور دستخط بھی کردیا،اس لیے اسے شدید فاسق قرار دیا گیا۔

کفریہ قول میں نیت کا اعتبار نہیں

اگر کوئی کفریہ قول بلا جبر واکراہ کہے،اور دل میں اس کفر کا اعتقاد نہ ہو تو حکم ظاہر میں بھی کافر ہے،اور عند اللہ بھی کافر ہے۔قلبی اعتقاد کا لحاظ تکفیر میں نہیں۔اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا کہ قلبی اعتقاد کا لحاظ تکفیر میں نہیں، بلکہ مرجوح قول کے مطابق عند اللہ کافر ہونے میں ہے،اور قول مرجوح کے مطابق فتویٰ نہیں دیا جاسکتا ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے فلسفی کی بحث میں رقم فرمایا: ''تو جان لے کہ عبد ضعیف (اس پر مہربان مولیٰ مہربانی فرمائے) جب اس مقام پر پہنچا اور اس کلام کی وجہ سے متکلم پر حکم لگانے کا وقت آیا تو اسی کلمہ اسلام کی عظمت وجلالت دامنگیر ہوئی، چناں چہ اس نے تکفیر کو بہت ہی عظیم معاملہ سمجھا، اس بات کا خوف کرتے ہوئے کہ ہوسکتا ہے، یہاں گہرا باریک علمی نکتہ ہو، جس تک میری دانش نہ پہنچی ہو، یا کوئی الگ تھلگ علمی بات جس کو میرا علم حاوی نہ ہوا ہو تو میں نے مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ سے استخارہ کیا اور کتابوں کی طرف مراجعت اور ورق گردانی کرنے لگا، یہاں تک کہ میں نے اپنی پوری کوشش کرلی، اور مقدور بھر انتہائی محنت ومشقت کو بروئے کار لایا، اور اس میں پورے دو دن صرف کردیئے، اس کے باوجود میں نے کوئی ایسی شئ نہ پائی جس سے آنکھ ٹھنڈی ہوتی، بلکہ جب بھی کتابوں کی تلاش میں منہمک ہوا، پے در پے تکفیر کے مؤید اقوال ہی پائے، یہاں تک کہ میں نے حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی فقہائے کرام اور علمائے عظام کی کتب میں بہت سے عظیم مسائل اور عام فروع پر واقفیت حاصل کی تو وہ مجموعی طور پر بھی ایسے ہی ہیں، جیسے الگ الگ، گویا کہ وہ سب ایک ہی کمان سے تیر اندازی کرتے ہیں، چناں چہ میں نے یقین کرلیا کہ اس شخص کے لیے کوئی جائے فرار نہیں، اور نہ ہی حکم تکفیر سے ہٹنے کی گنجائش ہے۔

اے اللہ! مگر ایک ضعیف روایت جو ہمارے بعض علما سے جامع اصغر میں منقول ہے، وہ یہ کہ ارادۂ قلبی معتبر ہے۔ جامع اصغر میں اس کو وارد کیا، پھر اس کا خوب رد کیا، لیکن میں نے اس میں زیادہ سوچ بچار کی اور گناہ سے بچنے کے لیے توقف کو پسند کیا، یہ سمجھتے ہوئے کہ مخالفت اگر چہ کمزور ہے، مگر یہاں کافی ہے۔

چناں چہ میں نے گہری نظر ڈالی، اور فکر میں مبالغہ کیا، یہاں تک کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ نے مجھ پر آشکارا فرمادیا کہ تکفیر پر اجماع ہے، نزاع تو فقط کفر میں ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہہ نہیں کہ جس نے بخوشی جان بوجھ کر بقائمی ہوش وحواس کلمہ کفر بولا، وہ ہمارے

نزدیک قطعی طور پر کافر ہے۔اس میں دو بکریاں سینگ نہیں لڑائیں گی۔

ہم اس پر مرتد ہونے کے احکام جاری کریں گے۔اس کی بیوی پر حرام ہوگا کہ وہ خود کو اس کے قابو میں دے،اور اس کے لیے جائز ہوگا کہ بغیر طلاق جس کے ساتھ چاہے، نکاح کر لے،اور کلمہ کفر کہنے والے کو ہم بطور استحباب تین دن محبوس رکھیں گے،اور اس کو مہلت دیں گے،تاکہ اسے توبہ کی توفیق ملے۔اگر اس نے توبہ کر لی تو ٹھیک،ورنہ قتل کر کے اس کی لاش کو کتے کی لاش کی طرح غسل،کفن،نماز جنازہ اور دفن کے بغیر پھینک دیں گے۔

مسلمان مورثوں سے اس کی میراث منقطع کر دیں گے،اور اس کی حالت ارتداد کی کمائی کو تمام مسلمانوں کے لیے غنیمت بنا دیں گے۔اسی طرح اس کے علاوہ دیگر احکام جاری کریں گے جو کتب فقہ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں۔

رہا یہ مسئلہ کہ کیا وہ اس کلمہ کے ساتھ عنداللہ کافر ہو جائے گا یا نہیں تو ایک قول یہ ہے کہ نہیں ہوگا،جب دلی ارادہ نہ پایا جائے،کیوں کہ تصدیق کا محل دل ہے۔یہی وہ حکایت ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے،جب کہ عام علمائے کرام اور جمہور امنا نے کہا ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا،اگر چہ دلی طور پر عزم نہ پایا جائے،کیوں کہ وہ دین کے ساتھ کھیلنے والا ہے،اور یہ یقیناً کفر ہے۔

تحقیق اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ اس جیسے فعل کا ارتکاب صرف وہی کرے گا جس کے دل سے اللہ تعالیٰ ایمان سلب کر لیتا ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پناہ۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:اور اے محبوب!اگر آپ ان سے دریافت فرمائیں گے تو وہ کہیں گے کہ ہم یوں ہی ہنسی اور کھیل کر رہے تھے۔آپ ارشاد فرما دیں:کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی کرتے ہو،بہانے نہ بناؤ،تم کافر ہو چکے،مسلمان ہو کر۔

اور یہی صحیح وراجح ہے جو تصحیح کے نقش ونگار سے مزین ہے تو یہاں سے ہی میں نے ایک خوبصورت جلیل القدر رسالہ بنا دیا جو چمک دار فوائد اور بڑے بڑے موتیوں پر مشتمل

ہے۔ میں نے اس کا نام "البارقۃ اللمعا فی سوء من نطق بکفر طوعا" (۱۳۰۴ھ) رکھا، تا کہ نام سے رسالہ کی تاریخ تصنیف کا علم ہو جائے۔ ہمارے اس رسالے کی طرح جس میں اب ہم مشغول ہیں، اس کا نام ہم نے "مقامع الحدید علیٰ خد المنطق الجدید" رکھا۔

تجھ پر اس رسالہ "البارقۃ اللمعا" کا مطالعہ لازم ہے، کیوں کہ میں نے اس میں تحقیق کی ہے کہ برضا ورغبت کفریہ کلمہ بولنے والے کی تکفیر پر اجماع ہے۔ اس میں کوئی نزاع نہیں۔ میں نے اس پر ایسے بلند دلائل قائم کیے ہیں جنہیں جھکایا نہیں جا سکتا، اور ایسے قطعی براہین قائم کیے ہیں جن میں کمی نہیں کی جا سکتی۔ دل مطمئن، معاملہ ثابت، درستگی ظاہر اور حجاب منکشف ہو گیا، اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا"۔

(مقامع الحدید: فتاویٰ رضویہ: جلد 27 ص 180 - جامعہ نظامیہ لاہور)

وضاحت: یہ عربی عبارت کا ترجمہ ہے۔ بخوف طوالت عربی عبارت نقل نہ کی گئی۔

دھوکہ دینے کے واسطے کفریہ کلام کہنا کفر

اگر کوئی بالقصد کفریہ کلام کہے تو صرف اکراہ تام کی صورت حکم کفر سے بالاتفاق مستثنیٰ ہے۔ سبقت لسانی کے سبب زبان سے کفریہ کلمہ نکل جائے تو بھی توبہ واستغفار کا حکم ہے۔

لاعلمی کے سبب کفریہ کلام کو قصداً کہا تو اس کا کفر مختلف فیہ ہے۔

کسی کو فریب دینے کے لیے کفریہ کلمہ کہا تو بھی کفر کا حکم ہے۔

فتاویٰ رضویہ سے ایک سوال وجواب منقولہ ذیل ہے۔ عدم دستیابی کے سبب سوال کا ابتدائی حصہ فتاویٰ رضویہ میں منقول نہیں۔ جواب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کے بارے میں سوال ہے، اس نے خود کو وید کا عاشق، آریہ دھرم کے لیے بے چین اور اپنے آریہ ہونے کو قابل فخر ظاہر کیا تھا۔ جواب کے درج ذیل اقتباس سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔

"جب اس کے ساتھ وہ جملے ملحق تھے جن کے جواب سے آریہ عاجز ہیں تو وہ ایسے

پاگل نہیں کہ اپنی موت انھیں نہ سوجھے اور کرے حملے کرنے والے کو سمجھ لیں کہ واقعی یہ دل سے وید کا عاشق اور ویدک دھرم کے لیے بے چین اور آریہ ہونے کو عزت وفخر وسرفرازی جاننے والا ہے''۔فتاویٰ رضویہ کا سوال وجواب منقولہ ذیل ہے۔

مسئلہ: وہ اب یہ بیان کرتے ہیں کہ میں کوٹہ میں مولانا کا فتویٰ دیکھ آیا۔اس کی رو سے مجھ پر ان اقوال کی وجہ سے معاذ اللہ کفر عائد نہیں ہوتا۔وہ کہتے ہیں، میں نے یہ اقوال صرف آریہ کا بھید لینے کو کہے تھے۔الحرب خدعۃ (جنگ دھوکا ہے۔ت)

اور یہ ایک ایسے مضمون کے ساتھ ملحق تھے جس میں آریوں اوران کے مذہب پر حملہ تھا جس کی وجہ سے معلوم ہوسکتا تھا کہ یہ میں نے رضامندی سے نہیں کہے،ان وجہوں کی بنا پر آیا ان سے کفر ثابت ہوگا یا نہیں؟

اور بہر تقدیر نکاح کے بارہ میں کیا حکم ہے۔اگر تجدید نہ کی جائے تو بھی نکاح سابق کسی صورت میں بحال ہے یا نہیں؟ میں امید کرتا ہوں کہ ان مسائل کے جواب اوراس فتویٰ کی نقل سے جو کوٹہ روانہ کیا، جناب مجھ کو مطلع کریں گے۔ زیادہ آداب، محمد میاں قادری برکاتی عفی عنہ:از لکھنو(نوٹ:سوال کا ابتدائی حصہ دستیاب نہ ہوا)

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے جواب میں رقم فرمایا:''فتویٰ کہ فقیر نے کوٹہ بھیجا تھا،اس کی نقل حاضر ہے۔اس کے کون سے حرف میں ان کے لیے حکم کفر سے نجات ہے۔

اس میں دو شقیں کیں:اول یہ کہ کلمات دل سے کہے،اس پر یہ لکھا کہ:''جب تو اس کا کفر صریح ظاہر واضح ہے جس میں کسی جاہل کو بھی تامل نہیں ہوسکتا''۔

اس کا مفہوم مخالف صرف اس قدر کہ اگر دل سے نہ کہے تو کفر ایسا واضح نہیں جس میں کسی جاہل کو بھی تامل نہ ہوسکے۔نہ یہ کہ دل سے نہ کہے تو کفر ہی نہیں،کفر ضرور ہے۔

اگرچہ اس درجہ شدت ظہور پر نہیں کہ کوئی جاہل بھی تامل نہ کرسکے، بلکہ اس سے ظاہر یہ ہے کہ دل سے نہ کہے جب بھی اس کے کفر میں کوئی جاہل تامل کرسکے،کسی اہل علم کو تامل

نہیں ہوسکتا، اور جاہلوں میں سب کو نہیں، کسی کو، اور وہ بھی یقیناً نہیں، امکاناً، یعنی دل سے نہ کہے کی حالت میں احتمال ہے کہ شاید کوئی جاہل اس کے کفر میں تامل کرے، اور دل سے کہے تو اتنا احتمال بھی نہیں۔

دوسری شق یہ کہ آریہ کو دھوکا دینے کے لیے استعمال کیے، دل سے ان کلمات ملعونہ کو پسند نہیں کرتا۔ یہی وہ عذر ہے جو وہ اب بیان کرتے ہیں، ان کے بیان سے پہلے ہی فتوے میں اس کا رد موجود ہے کہ: ''دھوکے کا عذر محض جھوٹ اور باطل ہے''۔

جب اس کے ساتھ وہ جملے ملحق تھے جن کے جواب سے آریہ عاجز ہیں تو وہ ایسے پاگل نہیں کہ اپنی موت انھیں نہ سوجھے، اور کرے حملے کرنے والے کو سمجھ لیں کہ واقعی یہ دل سے وید کا عاشق اور ویدک دھرم کے لیے بے چین اور آریہ ہونے کو عزت وفخر وسرفرازی جاننے والا ہے۔

آخر نہ دیکھا کہ انھوں نے ایک نہ سنی اور عاشق بے چین کو عزت وفخر وسرفرازی سے محروم رکھا۔ اگر وہ ذرا بھی دھوکا کھاتے تو ایسے شخص کو جو عوام میں عالم مشہور اور دھڑلے کا واعظ اور اتنے اونچے عالی اعلیٰ خاندان سے اور سو روپے ماہوار کی جائداد بھی دکھائے، شہد پر مکھیوں کی طرح گرتے، لپٹتے پیان پوجتے، ڈنڈوت کرتے، کندھوں پر چڑھا کر سر بازار باجا بجاتے گروکل لے جاتے اور اسی مضمون کا لکچر دلواتے، مگر انھوں نے منہ بھی نہ لگایا۔ ایمان بھی گیا اور دھوکا بھی نہ ہوا۔ حقیقۃً ابلیس لعین نے اسے دھوکا دے کر ایمان لے لیا ۔کافر تو اس کے دھوکے میں نہ آئے، مگر یہ اس کا فر ملعون ابد کے دھوکے میں آ گیا۔

اور بفرض غلط اگر اس میں آریہ کو دھوکا ہوتا بھی تو دھوکا دینا کیا ایسا ضرور ہے جس کے سبب کھلے کفر بکے: (وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر)

اور فرمادو کہ حق تمھارے رب کی طرف سے ہے، تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔ت)

کیا بلاضرورت باختیار خود کفر بکنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا، جب کہ دل سے نہ ہو۔ اس دل سے نہ ہونے کا عذر منافقین پیش کر چکے، اور اس پر واحد قہار سے فتوائے کفر پا چکے:

(ولئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قل اَ بالله واٰيٰته ورسوله كنتم تستهزؤن لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم)

اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے، تم فرماؤ: کیا اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو۔ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔

یہیں سے رضامندی نہ ہونے کا بھی جواب واضح ہو گیا کہ ہزل واستہزا میں بھی رضا بالحکم نہیں ہوتی، ورنہ جد ہو، نہ ہزل۔

ردالمحتار میں ہازل کی نسبت ہے: (انه تكلم بالسبب قصدًا فيلزمه حكمه وان لم يرض به) اس نے قصداً سبب کا تکلم کیا، لہٰذا اس پر حکم لازم ہوگا، اگر چہ وہ اس سے راضی نہ تھا۔ت)

اور بفرض غلط اگر دھوکا دینا ضرور بھی ہو تو ہر ضرورت کفر سے نہیں بچاتی۔ یوں تو جو ننگے بھوکے پیٹ کی خاطر عیسائی ہو جاتے ہیں، انھیں بھی کہئے، کافر نہ ہوئے کہ بضرورت کفر اختیار کیا۔ یہاں وہ ضرورت معتبر ہے کہ حد اکراہ شرعی تک پہنچی، اور یہ بداہۃً ظاہر کہ دھوکا دینا ضروری بھی سہی، تاہم تو حد اکراہ تک کسی طرح نہیں پہنچ سکتا۔ کیا قائل اگر یہ دھوکا نہ دیتا تو کوئی اسے قتل کر دیتا، یا ہاتھ پاؤں کاٹ دیتا، یا آنکھیں پھوڑ دیتا، کچھ بھی نہ ہوتا۔ا

س کے ایک رونگٹے کو بھی ضرر نہ پہنچتا تو یقیناً اس نے بلا اکراہ وہ کلمات کفر بکے، اور واحد قہار عز جلالہ نے کلمہ کفر بکنے میں کافر ہونے سے صرف مبتلائے اکراہ کا استثنا فرمایا ہے کہ ارشاد فرماتا ہے: (الا من اكره وقلبه مطمئن بالايمان) (سوا اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو۔ت)

یہاں اکراہ درکنار ایک رونگٹے کو بھی کچھ نقصان نہ پہنچتا تھا۔ ایک دھیلا بھی گرہ سے نہ جاتا تھا اور بکے وہ کلمات کہ مجرد علامت کفر نہیں، بلکہ حقیقۃً خود کفر خالص ہیں تو قطعاً دل کھول کر کفر بکنا ہوا، اور یقیناً بنص قطعی قرآن کفر ہے، ولہٰذا جو بلا اکراہ کلمہ کفر بکے، بلا فرق نیت مطلقاً قطعاً یقیناً اجماعاً کافر ہے۔ عورت اس کی نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے، جب تک ازسرنو اسلام نہ لائے اور اپنے کلمات ملعونہ سے برائت وتوبہ صادقہ نہ کرے، ہرگز اس سے نکاح نہیں ہوسکتا، اور اگر اسلام لے آئے، توبہ کرے، اور پھر نکاح سابق کی بنا پر عورت کو زوجہ بنائے تو قطعاً زنائے خالص ہے۔

فتاویٰ امام قاضی خاں وفتاویٰ عالمگیری میں ہے:(**رجل کفر بلسانه طائعا و قلبه مطمئن بالایمان یکون کافرا–ولایکون عند اللّٰه تعالٰی مومنا**)

(ایک شخص نے زبان سے حالت خوشی میں کفر کا اظہار کیا، حالاں کہ اس کا دل ایمان پر مطمئن تھا تو وہ کافر ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مومن نہیں ہے۔ت)

حاوی میں ہے:(**من کفر باللسان وقلبه مطمئن بالایمان فهو کافر و لیس بمومن عند اللّٰه تعالٰی**)(جس نے زبان سے کفر کیا، حالاں کہ دل ایمان پر تھا تو وہ کافر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مومن نہیں۔ت)

جواہر الاخلاطی اور مجمع الانہر میں ہے:(**من کفر بلسانه طائعا وقلبه مطمئن بالایمان کان کافرا عندنا وعنداللّٰه تعالٰی**) جس نے زبان سے حالت خوشی میں کفر کا اظہار کیا، حالاں کہ اس کا دل ایمان پر تھا تو وہ کافر اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مومن نہیں۔ت)

شرح فقہ اکبر میں ہے:(**اللسان ترجمان الجنان فیکون دلیل التصدیق وجودًا وعدمًا فاذا بدله بغیره فی وقت یکون متمکنا من اظهاره کان کافرا –واما اذا زال تمکنه من الاظهار بالاکراه لم یصر کافرا**)

(زبان دل کی ترجمان ہے تو یہ دل کی تصدیق یا عدم تصدیق پر دلیل ہوگی تو جب وہ

اظہار ایمان پر قدرت کے باوجود عدم تصدیق کا اظہار کرتا ہے تو وہ کافر ہو گیا۔ البتہ جب کسی جبر کی وجہ سے قدرت اظہار پر نہ ہو تو اب کافر نہ ہوگا۔ ت)

طریقہ محمدیہ وحدیقہ ندیہ میں ہے: (**حکمہ ای التکلم بکلمۃ الکفران کان طوعًا ای لم یکرھه احد من غیر سبق لسان الیه، احباط العمل وانفساخ النکاح**) (اگر کلمہ کفر کا تکلم خوشی سے ہے یعنی کسی چیز کا اکراہ و جبر نہیں، جب کہ سبقت لسانی نہ ہو، تو اس کا حکم یہ ہے کہ عمل ضائع اور نکاح ختم ہو جائے گا۔ ت)

یہ شرح ہے میرے ان الفاظ کی۔ کہئے اس میں کون سی ان کے لیے مفر ہے۔ ہاں، اللہ مجھے معاف کرے، اتنا قصور ضرور ہوا کہ لہجہ نرم تھا جس کے سبب گنجائش کا وہم گزرا۔

وہ بے عقل یہاں سے سبق لیں جو سختی سختی پکارتے ہیں۔ زمانہ کی حالت یہ ہے کہ ذرا نرم لفظوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ ایک بات اور بھی قابل گزارش ہے کہ حدیث میں ارشاد فرمایا:

(**اذ اعملت سیئۃ فاحدث عندھا توبۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن معاذ بن جبل رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ بسند حسن**)

(اگر کوئی برائی کر بیٹھو تو اس سے توبہ کرو۔ مخفی گناہ پر مخفی اور اعلانیہ گناہ پر اعلانیہ توبہ کرو۔ امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں اسے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن روایت کیا۔ ت) علانیہ گناہ کی علانیہ توبہ کا حکم ہے اور انھوں نے اس کا یہاں تک اعلان کیا کہ اخبار میں شائع کرایا، اللہ تعالیٰ ہدایت دے''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 14: ص 597-602 - جامعہ نظامیہ لاہور)

دھوکہ دینے کے واسطے کفریہ کلام کہا تو بھی کفر کا حکم نافذ ہوگا: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم:: والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم:: وآلہ العظیم

باب چہاردہم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

ضرورت، حاجت، منفعت، زینت وفضول کے معانی

افادۂ عام کے لیے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز کا رسالہ ''جلی النص فی اماکن الرخص'' نقل کیا جاتا ہے۔اس میں شرعی ضرورت وشرعی حاجت، منفعت، زینت اور فضول کے معانی ومفاہیم اور ان کے احکام تفصیل کے ساتھ مرقوم ہیں۔

اس رسالہ کا ماحصل یہ ہے کہ بعض منہیات ایسے ہیں جو شرعی ضرورت اور شرعی حاجت کی وجہ سے جائز ہو جاتے ہیں اور بعض منہیات ہمیشہ ممنوع ہی رہتے ہیں، نیز ناجائز امر کا جواز محض ضرورت یا حاجت کے وقت بقدر ضرورت وحاجت ہوتا ہے۔منفعت، زینت اور فضول کے سبب ناجائز امور جائز نہیں ہوتے۔مذکورہ رسالہ ایک سوال کے جواب میں ۱۳۳۷ھ میں رقم کیا گیا ہے۔فقہی جزئیات کی روشنی میں شرعی احکام کی توضیح کی گئی ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بدمذہبوں کے ساتھ سیاسی اتحاد کی شرعی حاجت متحقق ہے۔رسالہ حاضرہ کے باب دوم وسوم کے مشمولات میں یہ وضاحت مرقوم ہے کہ بدمذہبوں سے سیاسی اتحاد کی شرعی حاجت متحقق نہیں۔امور خمسہ کے مفاہیم ومعانی مندرجہ ذیل ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا:

''فاقول: پانچ چیزیں ہیں،جن کے حفظ کو اقامت شرائع الٰہیہ ہے۔دین وعقل ونسب ونفس ومال۔عبث محض کے سوا تمام افعال انہیں میں دورہ کرتے ہیں۔

اب اگر فعل (کہ ترک بمعنی کف کو کہ وہی مقدور وزیر تکلیف ہے، نہ بمعنی عدم کمافی غمز العیون وغیرہ بھی شامل) اگر ان میں کسی کا موقوف علیہ ہے کہ بے اس کے یہ فوت یا

قریب فوت ہو تو یہ مرتبہ ضرورت ہے، جیسے: دین کے لیے تعلیم ایمانیات وفرائض عین۔ عقل ونسب کے لیے ترک خمر وزنا۔ نفس کے لیے اکل وشرب بقدر قیام بنیہ۔ مال کے لیے کسب ودفع غصب، وامثال ذلک۔

اگر توقف نہیں، مگر ترک میں لحوق مشقت وضرر وحرج ہے تو حاجت جیسے معیشت کے لیے چراغ کہ موقوف علیہ نہیں۔ ابتدائے زمانہ رسالت علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ میں ان مبارک مقدس کاشانوں میں چراغ نہ ہوتا۔ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

(والبیوت یومئذ لیس فیها مصابیح-رواه الشیخان) (گھروں میں ان دنوں چراغ نہیں ہوتے تھے۔ بخاری ومسلم نے اسے روایت کیا۔ت)

مگر عامہ کے لیے گھر میں بالکل روشنی نہ ہونا ضرور باعث مشقت وحرج ہے۔

اور اگر یہ بھی نہ ہو، مگر حصول مفید ہے۔ نفس فائدہ مقصودہ اس سے حاصل ہوتا ہے تو منفعت جیسے مکان کے ہر دالان میں ایک چراغ، اور اگر فائدہ مقصودہ کی تحصیل اس پر نہیں، بلکہ ایک امر زائد زیب وزیبائش بقدر اعتدال کے لیے ہے تو زینت، جیسے چراغ کی جگہ فانوس، اور اگر اس سے اتنا فائدہ بھی نہیں، یا اس میں افراط یا خروج عن الحد ہے تو فضول، جیسے بے کسی نیت محمودہ کے گھر میں چراغاں"۔ (رسالہ: جلی النص فی اماکن الرخص)

رسالہ: جلی النص فی اماکن الرخص

مسئلہ: بعض اوقات بعض ممنوعات میں رخصت ملتی ہے۔ ان کی اجمالی تفصیل کیا ہے؟

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم-الحمد للّٰہ الذی بعث نبینا صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم بشریعة سمحة سهلة غراء بیضاء لیلها کنهارها.

وافضل الصلٰوة واکمل السلام علٰی من احل لنا الطیبات وحرم علینا الخبائث ووضع عنا ما کان علی الامم الخالیة من الاصر

والاغلال واوزارھا وعلٰی آله وصحبه واولیائه وحزبه الذین جعلھم ربھم امة وسطًا فقالوا بالحق وقاموا بالعدل وفازوا بفیوض الشریعة وانوارھا وعلینا بھم ولھم وفیھم یا ارحم الراحمین ابد الآبدین فی کل آن وحین عدد اوبار الھدایا واصواف الضحایا واشعارھا:آمین

امابعد! یہ چند سطور کاشفۃ الستور بعون الغفور لامعۃ النوراس بیان میں ہیں کہ بعض اوقات بعض ممنوعات میں رخصت ملتی ہے۔اس کی اجمالی تفصیل کیا ہے۔ظاہر ہے کہ نہ ہر ممنوع کسی نہ کسی وقت مباح ہوسکتا ہے، نہ ہر وقت ایسا کہ کسی نہ کسی ممنوع میں رخصت کی قابلیت رکھتا ہے۔ادھراس کے متعلق بعض قواعد فقہیہ میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے۔

ایک اصل یہ ہے:(دَرْءُ الْمَفَاسِدِ اَهَمُّ مِنْ جَلْبِ الْمَصَالِحِ)

مفسدہ کا دفع مصلحت کی تحصیل سے زیادہ اہم ہے۔

حدیث ذکر کی جاتی ہے:

(تَرْکُ ذَرَّةٍ مِمَّا نَهَی اللّٰهُ عَنْهُ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ)

ایک ذرہ ممنوع شرعی کا چھوڑ نا جن وانس کی عبادت سے افضل ہے۔

یہ قاعدہ مطلقاً لحاظ نہی بتا تا ہے۔

دوم: (اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ)

مجبوریاں ممنوع کو مباح کر دیتی ہیں۔

اقول:اس کا استنباط کریمہ:(فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ) وکریمہ (لَایُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّاوُسْعَهَا) میں ہے،یعنی مقدور بھر پرہیزگاری کرو۔اللہ کسی جان پراس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں رکھتا۔یہ مطلقاً لحاظ ضرورت فرماتا ہے۔

سوم: (مَنْ اُبْتُلِیَ بِبَلِیَّتَیْنِ اِخْتَارَاَهْوَنَهُمَا)

دو بلاؤں کا مبتلا ان میں ہلکی کو اختیار کرے۔

اقول: یہ کریمہ (اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ) (مگر وہ شخص کہ جس پر زبردستی کی جائے، جب کہ اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو۔ت) سے ماخوذ ہے۔

یہ قاعدہ دونوں کا اطلاق نہیں کرتا، بلکہ موازنہ چاہتا ہے۔

چہارم: (الضرر یزال)

(نقصان کو دور کیا جاتا ہے۔ت)

ضرر مدفوع ہے۔

قال اللّٰہ عزوجل: (ما جعل علیکم من حرج) تم پر دین میں کوئی تنگی نہ رکھی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (لا ضرر ولا ضرار) نہ ضرر لو، نہ دو۔

رواہ ابن ماجۃ عن عبادۃ واحمد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم بسند حسن۔

(ابن ماجہ نے اس کو حضرت عبادہ سے روایت کیا اور امام احمد نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔ت)

ارتکاب ممنوع بھی ضرر ہے تو یہ اصل اول سے موافق ہے۔

اور انسانی ضرورت بھی ضرر ہے تو اصل دوم کے مطابق ہے۔

پنجم: (المشقة تجلب التيسير)

مشقت آسانی لاتی ہے۔

اور اسی کے معنی میں ہے: (مَا ضَاقَ اَمْرٌ اِلَّا اتَّسَعَ)

(کوئی معاملہ تنگ نہیں ہوا، مگر اس میں کشادگی رکھی گئی۔ت)

مولیٰ سبحانہ فرماتا ہے: (يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ)

اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے، اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔

اس کا دائرہ ضرورت و مجبوری سے وسیع تر ہے۔

ششم: (ماحرم اخذه، حرم اعطائه)

جس کا لینا حرام، اس کا دینا بھی حرام۔

قال تعالٰی: (لَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ)

گناہ اور حد سے بڑھنے پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

ہفتم: (اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ—وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِءٍ مَا نَوٰی)

اعمال نیتوں پر ہیں، اور ہر ایک کے لیے اس کی نیت۔

قال عزوجل:

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَایَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ)

ایمان والو! آپ ٹھیک رہو، دوسرے کا بہکنا تمہیں ضرر نہ دے گا جب تم راہ پر ہو۔

ہم دیکھتے ہیں، حج میں مدت سے ٹیکس لیے جاتے ہیں اور اس سے حج ممنوع نہیں ہو جاتا۔ تجارتوں پر صدہا سال سے تمام دنیا میں ٹیکس اور چنگیاں ہیں۔ اس سے تجارت بند نہیں کی جاتی۔ یہ قاعدہ ہفتم کے موافق ہے، لیکن سود کا لینا دینا دونوں حرام ہے۔ حدیث صحیح میں دونوں پر لعنت فرمائی۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہوا: (**الراشی والمرتشی کلاھما فی النار**) رشوت لینے اور دینے والا دونوں جہنم میں ہیں۔

یہ قاعدہ ششم کے مطابق ہے، لہٰذا بقدر وسعت ان مواقع واما کن کا بیان چاہیے، جہاں رخصت ملتی ہے، اور جہاں نہیں کہ ان قواعد کے موارد واضح ہوں، نیز مسائل کثیرہ ومباحث غزیرہ باذنہ تعالیٰ روشن ولائح ہوں، نیز اس شریعت مطہرہ کی رحمتیں اور اس کا اعتدال اور برخلاف شرائع یہود ونصاریٰ سختی ونرمی محض سے انفصال ظاہر ہو، وباللہ التوفیق۔

علما فرماتے ہیں: مراتب پانچ ہیں: ضرورت، حاجت، منفعت، زینت، فضول۔

امام محقق علی الاطلاق نے اسے اقسام اکل میں دکھایا اور ضرورت یہ بتائی کہ بے اس کے ہلاک یا قریب ہلاک ہو، اور حاجت یہ کہ حرج ومشقت میں پڑے۔ باقیوں کی تعریف نہ فرمائی، مثال بتائی۔ منفعت، گیہوں کی روٹی، بکری کا گوشت۔ زینت، حلوا، مٹھائی۔ فضول

، طعام شبہہ حرام۔''ونقلہ فی غمزالعیون من قاعدۃ ''الضرر یزال'' واقتصر علیہ''۔(غمز العیون میں اسے اس قاعدے سے نقل فرمایا کہ نقصان دور کیا جائے، اور اسی پر اکتفا کیا۔ت)

فقیر بقدر فہم کلام عام کرے۔

فاقول: پانچ چیزیں ہیں، جن کے حفظ کو اقامت شرائع الٰہیہ ہے۔ دین وعقل ونسب ونفس و مال۔ عبث محض کے سوا تمام افعال انہیں میں دورہ کرتے ہیں۔

اب اگر فعل (کہ ترک بمعنی کف کو کہ وہی مقدور وزیر تکلیف ہے، نہ بمعنی عدم کمافی غمزالعیون وغیرہ بھی شامل) اگر ان میں کسی کا موقوف علیہ ہے کہ بے اس کے یہ فوت یا قریب فوت ہو تو یہ مرتبہ ضرورت ہے، جیسے: دین کے لیے تعلیم ایمانیات وفرائض عین۔ عقل ونسب کے لیے ترک خمر وزنا۔ نفس کے لیے اکل وشرب بقدر قیام بنیہ۔ مال کے لیے کسب ودفع غصب، وامثال ذلک۔

اگر توقف نہیں، مگر ترک میں لحوق مشقت وضرر وحرج ہے تو حاجت جیسے معیشت کے لیے چراغ کہ موقوف علیہ نہیں۔ ابتدائے زمانہ رسالت علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ میں ان مبارک مقدس کاشانوں میں چراغ نہ ہوتا۔ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

(والبیوت یومئذ لیس فیھا مصابیح-رواہ الشیخان) (گھروں میں ان دنوں چراغ نہیں ہوتے تھے۔ بخاری ومسلم نے اسے روایت کیا۔ت)

مگر عامہ کے لیے گھر میں بالکل روشنی نہ ہونا ضرور باعث مشقت وحرج ہے۔

اور اگر یہ بھی نہ ہو، مگر حصول مفید ہے۔ نفس فائدہ مقصودہ اس سے حاصل ہوتا ہے تو منفعت جیسے مکان کے ہر دالان میں ایک چراغ، اور اگر فائدہ مقصودہ کی تحصیل اس پر نہیں، بلکہ ایک امر زائد زیب وزیبائش بقدر اعتدال کے لیے ہے تو زینت جیسے چراغ کی جگہ فانوس، اور اگر اس سے اتنا فائدہ بھی نہیں، یا اس میں افراط یا خروج عن الحد ہے تو فضول، جیسے بے کسی نیت محمودہ کے گھر میں چراغاں۔

اب مواضع ضرورت کا استثنا تو بدیہی ہے، جس کے لیے اصل دوم کافی، اور اس کی فروع معروف ومشہور اور استقصا سے بعید ومہجور، مثلاً کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے، بیٹھ کر پڑھے، ورنہ لیٹ کر، ورنہ اشارہ سے، الیٰ غیر ذٰلک ممالا یخفیٰ۔ (ان کے علاوہ باقی صورتیں جو کسی سے پوشیدہ نہیں۔ت)

اس کے لیے تمام ممنوعات کہ کسی حال میں قابل اباحت یا متحمل رخصت ہوں، مباح یا مرخص ہو جاتے ہیں، نہ مثل زنا و قتل ناحق مسلم کہ کسی شدید سی شدید ضرورت کے لیے بھی مرخص نہیں ہو سکتے، یہاں تک کہ اگر صحیح خوف قتل کے سبب بھی ان پر اقدام کرے گا، مجرم ہو گا۔ حکم ہے کہ باز رہے، اگرچہ قتل ہو جائے۔ اگر مارا گیا، اجر پائے گا، کما نصوا علیہ اصولاً وفروعاً۔ (جیسا کہ اصول وفروع کے لحاظ سے ائمہ کرام نے اس کی تصریح فرمائی۔ت)

پھر اپنی ضرورت تو ضرورت ہے ہی، دوسرے مسلم کی ضرورت کا بھی لحاظ فرمایا گیا ہے، مثلاً

(۱) دریا کے کنارے نماز پڑھتا ہے، اور کوئی شخص ڈوبنے لگا اور یہ بچا سکتا ہے، لازم ہے کہ نیت توڑے اور اسے بچائے، حالاں کہ ابطال عمل حرام تھا:

قال تعالیٰ: (لا تبطلوا اعمالکم)

(اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو اپنے اعمال کو باطل نہ کیا کرو۔ت)

(۲) نماز کا وقت تنگ ہے، ڈوبتے کو بچانے میں نکل جائے گا، بچائے اور نماز قضا پڑھے، اگرچہ قصداً نماز قضا کرنا حرام تھا۔

(۳) نماز کا وقت جاتا ہے، اور قابلہ اگر نماز میں مشغول ہو، بچے پر ضائع ہونے کا اندیشہ ہے، نماز کی تاخیر کرے۔

(۴) نماز پڑھتا ہے، اور اندھا کنوئیں کے قریب پہنچا۔ اگر یہ نہ بتائے، وہ کنوئیں میں گر جائے، نیت توڑ کر بتانا واجب ہے۔

اشباہ میں ہے:(**تخفیفات الشرع انواع-الخامس تخفیف تاخیر کتاخیر الصلاۃ عن وقتها فی حق مشتغل بانقاذ غریق ونحوہ**)

(شریعت کی سہولتوں کی کئی قسمیں ہیں۔ پانچویں قسم یہ ہے کہ تاخیر کی سہولت ہے، جیسے وہ شخص جو کسی ڈوبتے ہوئے کو بچائے تو اس کا اپنی نماز میں تاخیر کرنا۔ت)

ردالمحتار کتاب الحج میں ہے:(**جاز قطع الصلٰوۃ او تاخیرها لخوفه علٰی نفسه اومالہ اونفس غیرہ اومالہ کخوف القابلۃ علی الولد والخوف من تردی اعمی وخوف الراعی من الذئب وامثال ذلک**)

(نماز توڑ نا دینا یا اس میں تاخیر کرنا جائز ہے جب کہ کسی شخص کو اپنی جان یا اپنے مال کا خطرہ ہو، یا کسی دوسرے کی جان ومال کے تباہ ہونے کا اندیشہ ہو، جیسے دایہ کا بچے کی پیدائش کے وقت ڈر، یا اندھے کے کنویں میں گرنے کا خوف، یا چرواہے کا بھیڑیئے سے خطرہ، یا اس قسم کے دوسرے مواقع۔ت)

اقول: یہ بھی حقیقتاً اپنے نفس کی طرف راجع کہ یہ شرعاً ان کے بچانے پر مامور ہے۔

گر بینم کہ نابینا و چاہ است گر خاموش بنشینم گناہ است

(اگر میں یہ دیکھوں کہ اندھا اور کنواں ہے تو اگر اس موقع پر خاموش رہوں تو گناہ ہے۔ت)

ولہٰذا جن کا نفقہ اس پر لازم ہے، بے ان کا بندوبست کیے حج کو نہ جائے، اور جن کا نفقہ اس پر نہیں، اگرچہ اس کے چلے جانے سے ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو، اس پر لحاظ لازم نہیں کہ یہاں رہتا، جب بھی تو انہیں نفقہ دینے کا شرعاً مامور نہ تھا۔

محیط پھر عالمگیریہ میں ہے:(**ان کرہ خروجه (ای للحج) زوجته واولادہ اومن سواهم ممن یلزمه نفقته وهو لایخاف الضیعۃ علیهم فلا باس بان یخرج-ومن لاتلزمه نفقته، لوکان حاضرًا فلاباس بالخروج مع کراهته**

وان کان یخاف الضیعة علیهم)

(اگراس کی بیوی اور بچے یا ان کے علاوہ دوسرے افراد کنبہ کہ جن کا خرچہ اس پر لازم ہے، اگر یہ حج کے لیے جائے اور یہ سب اس کے جانے کو پسند نہ کریں اور اسے ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو پھر اس صورت میں اس کے جانے میں کوئی حرج نہیں اور جن لوگوں کا خرچہ اس پر لازم نہیں، اگر یہ موجود ہو تو ناپسندیدگی کے باجود اس کے باہر جانے میں کوئی حرج نہیں، اگر چہ اس کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو۔ت)

اور زینت وفضول کے لیے کسی ممنوع شرعی کی اصلاً رخصت نہ ہوسکنا بھی ایضاح سے غنی، جس پر اصل اول بدرجہ اولٰی دلیل وافی، ورنہ احکام معاذ اللہ ہوائے نفس کا بازیچہ ہو جائیں۔اقول: یونہی مجرد منفعت کے لیے کہ وہ اصل مدلول اصل اول اور اس پر کتب معتمدہ میں فروع کثیرہ دال۔

(۱) حقنہ بضرورت مرض جائز ہے۔

اور منفعت ظاہرہ مثلاً قوت جماع کے لیے ناجائز ہے۔

ردالمحتار میں ذخیرۂ امام اجل برہان الدین محمود سے ہے:

(یجوز الاحتقان للمرض فلو احتقن لاللضرورة بل لمنفعة ظاهرة بان یتقوی علی الجماع، لایحل عندنا—اھ)

(بیمار کے لیے حقنہ کرنے کی اجازت ہے۔اگر اس نے بغیر ضرورت حقنہ لیا کسی ظاہری فائدے کے لے مثلاً اس لئے کہ جماع پر قوی ہو تو ہمارے لئے یہ حلال نہیں۔اھ۔ت)

اس پر حواشی فقیر میں ہے: **(اقول: هذا ظاهر اذا کان معه من القوة ما یقدر به اداء حق المرأة فی الدیانة وتحصین فرجها—اما اذا عجز عن ذلک—فهل یعد ضرورة ؟—الظاهر لا، لانه بسبیل من ان یطلقها فتنکح من شائت—فان الواجب علیه احد امرین—امساک بمعروف اوتسریح**

باحسان-فان عجزعن الاول-لم یعجزعن الاٰخر-نعم المعهود فی الهند ان النساء یتعیرن بالزواج الثانی تعیرًا شدیدًا-لکن هذا من قبلهن بجهلهن-لیس علیه فیه اخذ-فلیتأمل-انتهٰی ما کتبت علیه)

(میں کہتا ہوں کہ یہ بات ظاہر ہے کہ جب اس میں قوت مردمی موجود ہو کہ جس کی وجہ سے یہ عورت کا حق ادا کرنے پر قدرت رکھتا ہے دیانت اور حفاظت فروج کے لحاظ سے، لیکن اگر یہ اس سے عاجز ہے تو کیا اس کو بھی ضرورت میں شمار کیا جائے گا؟ ظاہر یہ ہے کہ صورت ضرورت میں شمار نہیں، کیوں کہ اس کے لیے یہ راستہ ہے کہ اس صورت میں یہ عورت کو طلاق دے دے تو پھر وہ جس سے چاہے، نکاح کر لے، کیوں کہ اس پر دو باتوں میں سے ایک واجب ہے۔ یا بھلائی کے ساتھ روک رکھنا یا احسان کرتے ہوئے چھوڑ دینا۔

اگر یہ پہلی بات سے عاجز ہو گیا تو دوسری سے عاجز نہیں۔ ہاں البتہ ہندوستان میں مشہور ومتعارف یہ ہے کہ عورتیں دوسرا نکاح کرنے سے سخت عار محسوس کرتی ہیں، لیکن یہ پابندی عورتوں کی طرف سے عائد کردہ ہے ان کی ناسمجھی کی وجہ سے، اس میں اس پر کوئی گرفت نہیں، اس بات میں غور وفکر کرنا چاہئے۔ یہ آخر عبارت ہے جو میں نے اس کے حاشیہ میں لکھی۔ت)

(۲) حلال کام میں تیس روپیہ مہینہ پاتا ہے، اور نصرانی ناقوس بجانے پر ڈیڑھ سو روپے ماہوار دیں گے، اس منفعت کے لیے یہ نوکری جائز نہیں۔

(۳) یونہی بھٹی کے لیے شیرہ نکالنے کی۔

فتاویٰ امام اجل قاضی خاں میں ہے: **(رجل اٰجر نفسه من النصارٰی لضرب الناقوس-کل یوم بخمسة دراهم-ویعطی فی عمل اٰخر کل یوم درهم-قال ابراهیم بن یوسف رحمه اللّٰه تعالٰی: لاینبغی ان یواجر نفسه منهم-انما علیه ان یطلب الرزق من موضع اٰخر-وکذا لواٰجر نفسه لعصر العنب**

للخمر-لان النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم لعن العاصر-اھ.

اقول: ولا ینبغی ھھنا بمعنٰی لا یجوز بدلیل قولہ "علیہ" لانہ لایجاب-وبدلیل تشبیھہ فی الحکم بما صح علیہ اللعن)

(ایک آدمی عیسائیوں کے ہاں بگل بجانے کی نوکری اختیار کرتا ہے کہ اسے ہر دن اس کام پر پانچ درہم ملیں گے، لیکن اگر کوئی دوسرا جائز کام کرے تو اس پر یومیہ ایک درہم ملے گا۔ امام ابراہیم بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ عیسائیوں کے ہاں بگل بجانے کی نوکری کرے، بلکہ اس کے لیے لازم ہے کہ وہ کسی دوسری جگہ سے رزق حلال تلاش کرے، اور یہی حکم ہے اس شخص کا جو شراب بنانے کے لیے انگور نچوڑنے کی ملازمت کرتا ہے، اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس باب میں جن بدنصیبوں پر لعنت فرمائی ان میں انگور نچوڑنے والا بھی شامل ہے (عبارت مکمل ہوگئی)۔

اقول: (میں کہتا ہوں) لاینبغی یہاں بمعنی "لا یجوز" ہے، یعنی اس کے لیے یہ جائز ہی نہیں، اور اس کی دلیل مصنف کا یہ قول "علیہ" ہے، کیوں کہ لفظ (علیٰ) ایجاب کے لیے آتا ہے اور اس دلیل سے کہ مصنف نے اس مسئلے کو حکم میں اس سے تشبیہ دی کہ جس پر لعنت ہے۔ت)

(۴، ۵) موچی کو نیچری وغیرہ فاسقانہ وضع کا جوتا بنانے یا درزی کو ایسی وضع کے کپڑے سینے پر کتنی ہی اجرت ملے۔ اجازت نہیں کہ معصیت پر اعانت ہے۔

خانیہ میں متصل عبارت مذکورہ ہے: **(وکذا الاسکاف او الخیاط اذا استوجر علی خیاطة شئ من زی الفساق ویعطی لہ فی ذلک کثیر اجر، لا یستحب لہ ان یعمل لانہ اعانة علی المعصیة-اھ.**

اقول: ولا یستحب ھھنا للنھی لاجل التشبیہ المذکور بدلیل الدلیل -ففی الخانیة مسئلة الطبل لایجوز لانہ اعانة علی المعصیة-وفی اوائل شھادات الھندیة عن المحیط-الاعانة علی المعاصی من جملة الکبائر)

(اور یہی حکم ہے موچی اور درزی کا کہ جب اسے کسی ایسی چیز کے سینے اور بنانے پر اُجرت دی جائے جو فاسقوں کی وضع اور شکل کا لباس ہو، اور اس میں اسے زیادہ اجرت دینے کا وعدہ کیا جائے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ یہ کام کرے، اس لیے کہ گناہ پر یہ دوسرے کی امداد کرنا ہے۔اھ

اقول (میں کہتا ہوں کہ) یہاں ''لایستحب'' بمعنی نہی ہے تشبیہ مذکور کی وجہ سے، اور دلیل کی دلیل کی وجہ سے، چناں چہ فتاویٰ قاضی خاں میں طبلہ بجانے کے متعلق ہے کہ جائز نہیں اس لیے کہ یہ گناہ پر امداد دینا ہے، اور فتاویٰ عالمگیری کی بحث ''اوائل شہادات'' میں محیط سے نقل کیا کہ گناہ کے کاموں میں کسی کی امداد کرنا کبیرہ گناہوں میں شامل ہے۔ت)

(۶) لکڑی جنگل سے مفت مل سکتی ہے، اور ایک شخص نہیں لینے دیتا، جب تک اسے رشوت نہ دو، دینا حرام۔

بحرالرائق میں ہے: (وفی القنیة قبیل التحری: الظلمة تمنع الناس من الاحتطاب من المروج الا بدفع شئ الیھم–فالدفع والاخذ حرام لانه رشوة)

(قنیہ کی بحث تحری سے تھوڑا پہلے یہ مسئلہ مذکور ہے کہ ظالم لوگ چراگاہ سے لوگوں کو لکڑیاں نہیں لانے دیتے جب تک کہ انھیں کچھ نہ دے، اور دینا اور لینا دونوں حرام ہیں، اس لیے کہ یہ رشوت ہے۔ت)

(۷) کعبہ معظّمہ کی داخلی کس قدر منفعت عظیمہ ہے، مگر بے لئے دیئے نہ کرنے دیں تو جائز نہیں کہ اس پر لینا حرام تو دینا بھی حرام، اور حرام محض منفعت کے لیے حلال نہیں ہوسکتا۔

ردالمحتار میں ہے: (فی شرح اللباب: ویحرم اخذ الاجرة لمن یدخل البیت اویقصد زیارة مقام ابراھیم علیه الصلٰوة والسلام بلا خلاف بین علماء الاسلام وائمة الانام کماصرح به فی البحروغیره–اه

وقد صرحوا بان ما حرم اخذه، حرم دفعه الا لضرورة–ولاضرورة

ھٰھنا–لان دخول البیت لیس من مناسک الحج وغیرہ–اھ)

(شرح لباب میں ہے: اس شخص کو اجرت دینا حرام ہے جو کسی کو کعبہ شریف کے اندر لے جائے، یا وہ مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرنے کا ارادہ کرے، اس مسئلہ میں تمام علما کا اتفاق ہے۔ علمائے اسلام اور ائمہ انام میں سے کسی کا اختلاف نہیں جیسا کہ ''بحرائق''، وغیرہ میں اس کی تصریح کی گئی۔ اھ۔ اہل علم نے یہ تصریح فرمائی کہ جس چیز کا لینا حرام اس چیز کا دوسرے کو دینا بھی حرام ہے، مگر یہ کہ خاص مجبوری ہو، اور یہاں کوئی مجبوری نہیں، کیوں کہ کعبہ شریف کے اندر داخل ہونا احکام حج میں سے نہیں۔ اھ۔ت)

اس پر حواشی فقیر میں ہے:

(ولا ھو واجبًا فی نفسہ–فمن الجھل ارتکابہ لاتیان مستحب–بل این الاستحباب مع لزوم الحرام–وما عَنِ الْاِمَامِ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ من بذلہ شطر مالہ لِلسَّدَنَۃِ لیبیت لیلۃً فی الکعبۃ الشریفۃ فختم فیھا القراٰن الکریم فی رکعتین–فاقول: یجب انہ کان بعد التصریح بنفی الاجرۃ–والصریح یفوق الدلالۃ–کما نصوا علیہ فی الخانیۃ وغیرھا)

(اور یہ اس بنا پر بذاتہٖ واجب بھی نہیں تو پھر مستحب ادا کرنے کے لیے اجرت دینے کا ارتکاب جہالت ہے، بلکہ لزوم حرام کے ساتھ استحباب کیسے ہوسکتا ہے، اور جو کچھ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے مال کا کچھ حصہ خادمان کعبہ کے لیے خرچ کیا، تاکہ خانہ کعبہ میں رات گزاریں اور وہاں دو نفلوں میں پورا قرآن مجید ختم کریں۔

فاقول: (پس میں کہتا ہوں) ضروری ہے کہ یہ کام نفی اجرت کی تصریح کے بعد ہو، اور صریح کلام دلالت سے فائق (اوپر) ہوتا ہے، جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں وغیرہ میں ائمہ کرام کی اس پر تصریح موجود ہے۔ت)

(۸) وقف اگر قابل انتفاع نہ رہے، اسے بیچ کر اس کے عوض دوسری زمین خرید کر

وقف کر سکتے ہیں، لیکن اگر وہ قابل انتفاع ہے، اور اس کی قیمت کو دوسری جگہ وہ زمین مل سکتی ہے کہ اس سے سو حصے زائد منفعت رکھتی ہو، تبدیل جائز نہیں۔

فتح القدیر میں ہے: (**الاستبدال لا عن شرط ان کان لخروج الوقف عن انتفاع الموقوف علیهم به فینبغی ان لا یختلف فیه-وان کان لا لذلک-بل امکن ان یوخذ بثمن الوقف ما هو خیر منه فینبغی ان لایجوز-لان الواجب ابقاء الوقف علٰی ما کان علیه دون زیادة اخری**)

(تبادلہ کرنا بغیر شرط جب کہ وقف ''موقوف علیہ'' کے لیے قابل انتفاع نہ ہو، مناسب ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہ کیا جائے، اور اگر یہ نہ ہو (یعنی وقف قابل انتفاع ہو) لیکن وقف کو فروخت کر دیا جائے، اور اس کے بدل اس سے اعلٰی اور عمدہ زمین خرید لی جائے تو مناسب ہے کہ یہ صورت جائز نہ ہو، کیوں کہ واجب یہ ہے کہ جس حالت پر پہلے وقف تھا، اسی حالت پر اسے باقی رکھا جائے اور اس میں کوئی زیادتی اور اضافہ نہ کیا جائے۔ت)

بالجملہ مسائل بکثرت ہیں کہ محض منفعت مبیح ممنوع نہیں ہو سکتی۔

فان قلت: اَ لَیْسَ فی سِیَرِ الهندیة عن الذخیرة وفی کراهتیها عن المحیط مانصه-وان اراد الخروج للتجارة الٰی ارض العدو بامان فکرها (ای الابوین) خروجه-فان کان امرًا لا یخاف علیه منه وکانوا قومًا یوفون بالعهد یعرفون بذلک-وله فی ذلک منفعة-فلا باس بان یعصیهما-اه.

فقد ابیح عصیانهما للمنفعة؟

اقول: یجب ان یراد به ما اذا کان نهیهما لمجرد محبة وکراهة فراقه غیر جازم-ولذا فرضوا خروجه بامان وکونهم معروفین بالوفاء-حتّٰی لایخاف علیه منه-اما اذا خیف، لم یحل له الخروج بغیر اذنهما-لان نهیهما اذن یکون نهی جزم-ففی الکتابین بعده-وان کان یخرج فی تجارة

ارض العدو مع عسکر من عساکر المسلمین-فکرہ ابواہ او احدھما.

فان کان ذلک العسکر عظیمًا لا یخاف علیھم من العدو باکبر الرأی-فلا باس بان یخرج -وان کان یخاف علی العسکر من العدو بغالب الرأی- لایخرج بغیر اذنھما-وکذلک ان کانت سریة او جریدة الخیل،لا یخرج الا باذنھما-لان الغالب ھو الھلاک فی السرایا -اھ.

فتسمیته عصیانًا بحسب الصورة-الا تریٰ ان العبد بسبیل من خیرة نفسه فی نھی الشرع الارشادی الغیر الجازم-فکیف بنھی الابوین- کذلک لولم یرد ذلک فکیف یحل عصیانھما لمنفعة مالیة.

وھذا نبینا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم قائلًا:(ولا تعقن والدیک وان امراک ان تخرج من اھلک ومالک)

رواہ احمد بسند صحیح علیٰ اصولنا-والطبرانی فی الکبیر عن معاذ بن جبل رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه-ولفظه فی اوسط الطبرانی:(و اطع والدیک وان اخرجاک من مالک ومن کل شئ ھولک)فافھم وتثبت بالتنبه-فلیس الفقه الا بالتفقه ولا تفقه الابالتوفیق)

(اگر کہا جائے کہ کیا فتاویٰ عالمگیری: بحث سیر، بحوالہ ذخیرہ اور بحث کراہیۃ بحوالہ محیط میں یہ مذکور نہیں کہ جس کی اس نے تصریح فرمائی، اگر تجارت کے لیے سرزمین دشمن کی طرف اجازت نامہ لے کر جانا چاہے، لیکن والدین اس کے وہاں جانے کو ناپسند کریں، اگر معاملہ پرامن ہو، اس میں کوئی خطرہ اور اندیشہ نہ ہو، اور وہ وعدہ وفا کرتے ہوں اور اس وصف میں مشہور ومعروف ہوں اور اس کا بھی وہاں جانے میں فائدہ ہو، تو پھر اس صورت میں والدین کا حکم نہ ماننے میں کوئی حرج نہیں۔اھ (یہاں دیکھئے کہ) حصول فائدہ کے لیے والدین کی نافرمانی کو جائز اور مباح قرار دیا گیا۔

اقول: (میں کہتا ہوں) واجب ہے کہ اس سے وہ صورت مراد ہو کہ جس میں والدین کا اور اسے روکنا محض محبت اور شفقت کے طور پر ہو، اور اس کی جدائی کا ناپسند ہونا غیر یقینی ہو۔

یہی وجہ ہے کہ فقہا نے خروج کو امن اور وہاں کے لوگوں کا وفادار ہونے میں مشہور ومعروف ہونے پر مسئلہ کو فرض کیا، یہاں تک کہ اسے اس معاملہ میں کوئی خوف وخطرہ نہ ہو، لیکن اگر خطرہ واندیشہ ہو تو پھر والدین کی اجازت بغیر اس کا باہر جانا اور سفر کرنا جائز نہیں، اس لیے کہ دریں صورت ان کی نہی یقینی ہوگی، پھر ازیں بعد دو کتابوں میں مذکور ہے۔

اگر کاروبار کے لیے دشمن کے ملک میں اسلامی فوجوں میں سے کسی اسلامی فوج کے ساتھ باہر جائے تو والدین یا ان میں سے کوئی ایک اس جانے کو ناپسند کریں، پس اگر یہ لشکر عظیم ہو کہ ان کی موجودگی میں غالب رائے کے مطابق دشمن سے کوئی خطرہ اور کھٹکا نہ ہو تو پھر اس صورت میں اس کے باہر جانے میں کچھ حرج نہیں، لیکن اگر لشکر اسلام کو غالب رائے کے مطابق دشمن سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ وخطرہ ہو تو پھر والدین کی اجازت کے بغیر نہ جائے اور اسی طرح اگر فوجی دستہ یا گھڑ سواروں کا رسالہ ہو تو بغیر اجازت والدین باہر نہ جائے، کیوں کہ فوجی دستوں میں غالباً ہلاکت ہوا کرتی ہے۔ اھ

پھر اس کو ''عصیان'' کہنا بلحاظ صورت ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ شرعی غیر جازم نہی ارشادی کے باوجود بندے کو اپنے نفس کا اختیار رہتا ہے، پھر جب والدین کی نفی بھی ایسی ہے تو کیسے نہ ہوگا۔ اگر یہ مراد نہ ہو تو پھر ان کا ''عصیان'' دنیاوی مالی فائدے کے لیے کیسے جائز ہوگا۔ یہ ہمارے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما رہے ہیں: ''اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرو، اگرچہ وہ تمھیں اہل وعیال اور مال سے الگ ہونے کا حکم دیں''۔

امام احمد نے ہمارے اصولوں کے مطابق سند حسن کے ساتھ اس کو روایت فرمایا، اور امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے اس کو روایت فرمایا، اور اس کے الفاظ ''اوسط طبرانی'' میں یہ ہیں: ''(اے شخص!) اپنے والدین کی

اطاعت کیجئے، اگر چہ تمھیں تمھارے مال اور تمھارے ہر مملوکہ شئ سے تمھیں الگ اور برطرف کردیں''۔اس کو خوب سمجھ لیجئے، اور ہوشیاری سے ثابت قدم رہیے، کیوں کہ فقہ بغیر سمجھے نہیں ہوسکتی، اور سمجھ بوجھ حصول توفیق کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ت)

(فتاویٰ رضویہ: جلدنہم: جز دوم:ص198-201-رضا اکیڈمی ممبئ)

(فتاویٰ رضویہ: جلد21:ص201-215-جامعہ نظامیہ لاہور)

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وآلہ العظیم

خاتمہ

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

مسلمانو! اپنے ایمان کی حفاظت کرو

مسلمانوں کو اپنے دین وایمان کی حفاظت لازم ہے اور انہیں کفار ومشرکین کے غیر مومن معبودان باطل سے بالکل لاتعلق رہنا ہے۔ اردو زبان کے بعض نظم نگاران وقلم کاران نے شرعی احکام سے لاعلمی کے سبب غیر مومن معبودان کفار کی مدح سرائی کی ہے۔

ان شعرا ومحررین کے عہد ہی میں ان کی گرفت کی گئی ہے۔ خواجہ حسن نظامی اور ڈاکٹر اقبال پر شرعی حکم نافذ کیا گیا۔ ڈاکٹر اقبال سے متعلق اسی کے عہد حیات کا ایک فتویٰ ہمارے رسالہ: ''رام بھگتی اور متصوفین ووہابیہ'' میں منقول ہے۔ خواجہ حسن نظامی دہلوی سے متعلق امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کا فتویٰ اسی رسالہ میں باب دوازدہم میں مرقوم ہے۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ العزیز کے مکتوب کا حوالہ دے کر معبودان کفار کی مدح سرائی کو جائز ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، حالاں کہ اس مکتوب سے جواز کی کوئی صورت ظاہر نہیں ہوتی ہے۔ اس مکتوب میں ہنود کے خیالات کو نقل کیا گیا ہے۔ اس مکتوب کا تجزیہ اور اس پر تفصیلی تبصرہ ہمارے رسالہ: ''ہندو دھرم اور پیغمبر واوتار'' میں ہے۔

رسالہ حاضرہ کا مسودہ 11: ربیع النور شریف 1443 مطابق 18: اکتوبر 2021= بروز: دوشنبہ نشر کیا گیا تھا۔ مسودہ 346 صفحات پر مشتمل تھا، لہٰذا رسالے کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے، تا کہ قارئین ومستفیدین کو سہولت میسر ہو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تینوں حصوں کے مطالعہ کے بعد غیر مومن معبودان باطل سے متعلق شرعی احکام واضح ہو جائیں گے۔

تینوں حصوں میں محض شرعی احکام کی بحث ہے۔ کسی کی شخصی تنقید نہیں، نہ اس کی حاجت۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ العظیم

مؤلف کے فقہی وکلامی رسائل وکتب

(1)البرکات النبویہ فی الاحکام الشرعیہ(بارہ رسائل)

(2)مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟(خلیل بجنوری کے نظریات کارد)

(3)ضروریات دین:تعریفات واقسام(ضروریات دین کی تعریفات کا تجزیہ)

(4)فرقہ وہابیہ:اقسام واحکام(مرتد فرقوں کے چار طبقات واحکام کا بیان)

(5)تحقیقات وتنقیدات(لفظ خطا سے متعلق مضامین کا مجموعہ)

(6)اسماعیل دہلوی اورا کابر دیوبند(اسماعیل دہلوی اورا کابر دیوبند کا شرعی حکم)

(7)معبودان کفار اور شرعی احکام(معبودان کفار کی مدح سرائی کے احکام)

(8)مناظراتی مباحث اور عقائد ونظریات(اہل قبلہ کی تکفیر پر تبصرہ)

(9)تاویلات اقوال کلامیہ(کلامی اقوال کی توضیح وتشریح)

(10)معروضات وتأثرات(رسالہ:''اہل قبلہ کی تکفیر''پر معروضات:شش حصص)

(11)ضروریات دین اور عہد حاضر کے منکرین(دفتر اول)

(12)ضروریات دین اور عہد حاضر کے منکرین(دفتر دوم)

(13)ضروریات دین اور عہد حاضر کے منکرین(دفتر سوم)

(14)روشن مستقبل کے سنہرے خاکے(دین ومسلک کے فروغ کی تدابیر)

(15)تصاویر حیوانات:اقسام واحکام(کس تصویر کی حرمت پر اجماع ہے؟)

(16)عرفانی نظریات کے حساس مقامات(عرفان مذہب ومسلک پر تبصرہ)

(17)ہندودھرم اور پیغمبر واوتار(مکتوب مظہری کی توضیح وتشریح)

(18)ظلم وستم اور حفاظتی تدابیر(بدمذہبوں سے میل جول کے احکام)

(19)تکفیر دہلوی اور علمائے اہل سنت وجماعت(دہلوی کی تکفیر فقہی کا بیان)

(20)حوالہ دکھاؤ!ایک لاکھ انعام پاؤ!(تکفیر دہلوی سے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ)

(21) وہابیوں کی سیاسی بازی گری (وہابیوں اور دیوبندیوں کی سیاسی تاریخ)

(22) گمراہ محض کا ذبیحہ حلال (بدمذہبوں کے ذبیحہ کے احکام)

(23) وہابیوں سے نکاح ونکاح خوانی (وہابیوں سے نکاح کرنے، وہابیوں سے نکاح پڑھوانے اور وہابیوں ودیوبندیوں کو زکات دینے کے شرعی احکام کا بیان)

(24) باب اعتقادیات کے جدید مغالطے (مسئلہ تکفیر سے متعلق جدید مغالطے)

(25) کفر کلامی اور عدم فہم (ایک وائرل ویڈیو کے مشمولات پر تبصرہ)

(26) جدید عقائد ونظریات (قادیانیوں ودیوبندیوں سے متعلق غلط نظریات کا رد)

(27) حق پرستی اور نفس پرستی (غلط اقوال کی باطل تاویلات کا رد وابطال)

(28) جدید اعتقادی مغالطے (باب اعتقادیات کے جدید مغالطّوں کے جوابات)

(29) علامہ عبدالباری فرنگی محلی کی توبہ (اختلاف، توبہ اور چار توبہ نامہ کا تذکرہ)

(30) بدمذہبوں سے میل جول (بدمذہبوں سے ربط وتعلق وسیاسی اتحاد کے احکام)

(31) کفریہ عبارتوں کی خبر اور عدم تکفیر (قادیانی وعناصر اربعہ کی عبارتوں کی خبر وعدم تکفیر)

(32) سید احمد رائے بریلوی کا شرعی حکم (رائے بریلوی کی تکفیر فقہی کی بحث: مسودہ)

(33) سکوت دہلوی کا خیالی دعویٰ (اسماعیل دہلوی کے فرضی سکوت کا رد وابطال)

(34) تکفیر فقہی میں من شک کا استعمال (تکفیر فقہی میں من شک کے استعمال کے شواہد)

(35) حقانیت کی نشانیاں (اہل سنت وجماعت کی حقانیت کی علامتیں اور نشانیاں)

(36) الاضافات الجیدۃ علی الصوارم الہندیہ (حسام الحرمین کی جدید تصدیقات)

(37) ضروریات اہل سنت اور فقہائے احناف (انکار پر تکفیر فقہی کا حکم)

(38) قطعیات اربعہ اور ظنیات (قطعیات وظنیات اور اجماعی عقائد کی تشریح)

(39) کفر کلامی اور کفر فقہی (کفر کے اقسام واحکام کا تفصیلی بیان)

(40) عبارات شارح بخاری (فتاویٰ ومقالات کی عبارتوں کی تشریحات)

(62) قرآن وحدیث اور ضروریات دین (ضروری دینی کی دلیل: قرآن وحدیث کا بیان)

(63) عقل سلیم اور ضروریات دین (ضروری دینی کی دلیل: عقل سلیم کا بیان)

(64) علم عقائد وکلام: تعلیم اور ضرورت (علم عقائد وکلام کی ضرورت کا بیان)

(65) تخصص فی العقائد: نصاب ونظام (تخصص فی العقائد وعلم کلام کورس کی تفصیل)

(66) تاویل قریب اور تاویل بعید (تاویل قریب، تاویل بعید وتاویل متعذر کا بیان)

(67) ضروریات اہل سنت اور اجماعی عقائد (اجماعی عقائد کا بیان)

متفرق کتب ورسائل

(1) آزاد بھارت کی سیاسی تاریخ (بھارت کی مرکزی حکومتوں کی مختصر تاریخ)

(2) دیوان لوح وقلم (دفتر اول) (مذہبی وغیر مذہبی مضامین کا مجموعہ)

(3) دیوان لوح وقلم (دفتر دوم) (مذہبی وغیر مذہبی مضامین کا مجموعہ)

(4) تعلیمی مسائل (دینی وعصری تعلیم سے متعلق مضامین)

(5) قومی مسائل (بھارتی مسلمانوں کے ملی وسیاسی مسائل)

(6) مصباح المصابیح فی احکام التراویح (بیس رکعت تراویح کے دلائل)

(7) عمان اعلامیہ حقائق کے اجالے میں (عمان اعلامیہ کے نظریات کا ردوابطال)

(8) اہداء ثواب الخیرات الی الاحیاء والاموات (ایصال ثواب کے جواز کی بحث)

(9) شب میلاد کی افضلیت (شب ولادت اقدس کی افضلیت کی بحث)

(10) امواج البحر علی اصحاب الصدر (غیر مقلدوں کے چند فقہی مسائل کا رد)

(11) البیان الکافی فی حیاۃ الشافعی (امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت مبارکہ)

(12) قانون شریعت شافعی (فقہ شافعی کے روزہ، نماز، حج وزکات کے مسائل)

(13) تاریخ آمد رسول (تاریخ ولادت اقدس کا تعین اور جواز میلاد کی بحث)

(14) امام احمد رضا کے پانچ سو باسٹھ علوم وفنون (پانچ سو باسٹھ علوم وفنون کی تفصیل)

(15) السواد الاعظم من عہد الرسالۃ الیٰ قرب القیامہ (اہل سنت کی حقانیت کی علامات)

(16) جنوبی کرناٹک اور حنفی وشافعی اتحاد (رویت ہلال واقتدا وغیرہ کے مسائل)

(17) تصانیف مجدد اسلام (امام اہل سنت کے سات سو چار رسائل کی فہرست)

(18) تجدید دین ومجدد دین (تجدید دین کی تشریح وتوضیح اور مجدد دین کی فہرست)

(19) عشق نبوی کے آداب ووسائل (عشق نبوی کے آداب واسباب کا بیان)

(20) سراج ملت: حیات وخدمات (حضرت سید سراج اظہر قدس سرہ کے حالات)

(21) تاریخ کیرلا (بھارت کی ریاست کیرلا کی مختصر اسلامی وسیاسی تاریخ)

(یہ ان کتابوں کی فہرست ہے جن کی پی ڈی ایف فائل دستیاب ہے)

اعلیٰ حضرت ایجوکیشنل اینڈ کلچرل سوسائٹی
(توپسیا: کلکتہ)